اسلام
مرد
عورت
اور
بیوی

مولانا سید ذوالفقار حسین نقوی

اسلام، مرد، عورت اور بیوی

مولانا سید ذوالفقار حسین نقوی

اشاعت اول - جنوری ۱۹۹۱ ء

اشاعت دوم اپریل ۱۹۹۱ء

تعداد - ایک ہزار

قیمت - چالیس روپے

مصنف - مولانا سید ذوالفقار حسین نقوی

کیلی گرافی - ذیشان فوٹو کمپوزنگ

ناشر

ادارہ اسلامیہ

499-A-5 لانڈھی نمبر 5 کراچی نمبر 30

"فہرست ابواب"

پہلا باب :-	مقدس اور برگزیدہ بی بیاں۔
دوسرا باب :-	اللہ نے کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا۔
تیسرا باب :-	اللہ نے عورتوں کو ناقص القوت خلق کیا ہے۔
چوتھا باب :-	اللہ نے عورتوں کو ناقص العبادت قرار دیا ہے۔
پانچواں باب :-	اللہ نے عورتوں کو ناقص الشہادت اور ناقص العقل بنایا ہے۔
چھٹا باب :-	اللہ نے عورتوں کو ناقص المیراث قرار دیا ہے۔
ساتواں باب :-	اسلام میں طلاق کا حق صرف مردوں کو دیا گیا ہے۔
آٹھواں باب :-	اللہ نے عورتوں پر جہاد ساقط کر دیا ہے۔
نواں باب :-	اللہ نے تمام انسانیت کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا ہے۔
دسواں باب :-	اللہ نے مردوں کو عورتوں سے افضل بنایا ہے۔
گیارہواں باب :-	ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔
بارہواں باب :-	قرآن مجید میں بیوی کو شوہر کا ماتحت اور محکوم قرار دیا گیا ہے۔
تیرھواں باب :-	نکاح۔
چودھواں باب :-	نکاح غیر دائمی (متعہ)
پندرھواں باب :-	اللہ نے ایک مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔
سولھواں باب :-	عائلی قوانین کھلم کھلا شریعت اسلام کے خلاف ہیں۔ لہٰذا انہیں فوراً منسوخ کیا جائے۔
سترھواں باب :-	اللہ نے مسلمان شوہر پر بیویوں کے لئے نان ونفقہ فرض قرار دیا ہے۔
اٹھارواں باب :-	شریعت اسلام میں کسی مسلمان عورت کو ایک وقت میں چار شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟
انیسواں باب :-	اللہ نے مسلمانوں کو کثرت اولاد کی تاکید فرمائی ہے۔
بیسواں باب :-	عورتوں کے لئے پردہ کے اسلامی احکامات۔

"حرف اول"

ایام جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ لیکن اللہ نے مسلمان معاشرہ میں عورت کو بیٹی، بہن، بیوی اور ماں جیسا تقدس اور احترام دیا۔ اور اس طرح عورت کو معاشرہ میں ایک بلند درجہ اور عظیم مقام عطا کیا اور تمام مخلوقات میں مردوں کے بعد دوسرا درجہ دیا۔ اس لئے کہ اللہ نے تخلیقی اعتبار سے ہر زاویہ سے ہر عام عورت کو ہر عام مرد سے کمزور اور کمتر بنایا ہے۔ اور مسلمان بیوی کو اپنے شوہر کا ماتحت اور محکوم قرار دیا ہے۔ جب کہ مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ تو عورتوں کا اسلام میں مردوں کے بعد دوسرا درجہ ہے۔ اور کوئی عام عورت کسی عام مرد کے مساوی اور برابر درجہ نہیں رکھتی اور اسی طرح اللہ نے کائنات میں بعض مخلوقات کو بعض مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔

اس کتاب میں یہی کچھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عورتیں مذہب اسلام کی رو سے بہت قابل عزت واحترام ہیں لیکن مخلوقات میں درجہ کے اعتبار سے عورتوں کا مرد کے بعد دوسرا درجہ ہے۔

اپنے سیدھے سادھے انداز میں، میں نے یہ کتاب اس لئے لکھی ہے تاکہ میرے ہم عصر اس اسلامی موضوع کو اور زیادہ بہتر طریقے سے مسلمان معاشرہ کے سامنے پیش کریں۔

میں کوئی دانشور، ادیب شاعر اور عالم دین نہیں ہوں کہ الفاظ کی نشست و برخاست کا خیال رکھ سکوں۔ بلکہ ایک ادنی سا طالب علم دین ہوں۔ .... اس لئے اگر اس کتاب میں الفاظ یا مفہوم کے اعتبار سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو سب سے پہلے میں اپنے رب کی بارگاہ میں صدق دل سے معافی کا خواستگار ہوں اور پھر قارئین، دانشور اور علماء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مجھے معاف فرمادیں اور براہ کرم نشاندھی فرمادیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

اس کتاب کے لکھنے کا بنیادی اور واحد مقصد یہ ہے کہ اگر تمام مسلمان مرد اور عورتیں اللہ کے معین کردہ درجات اور حدود کے مطابق زندگی گزاریں تو مسلمان معاشرہ سے تمام برائیوں خصوصاً زنا کا خاتمہ ہوسکتا ہے اسی لئے میں یہ کتاب لکھ کر اتمام حجت کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں یوم حشر باز پرس سے محفوظ رہ سکوں۔ اس لئے کہ میں الحمدللہ طالب علم دین ہوں۔ اور اس حوالے سے مجھ پر یہ فریضہ عائد ہوتا تھا۔ للذا اب اسلام کا درد رکھنے والے دینی پیشواؤں اور مذہبی علماء کا یہ فریضہ ہے کہ ہر اسلامی مسئلہ میں اور خصوصاً اس اسلامی مسئلہ میں اتمام حجت کریں تاکہ مسلمان معاشرہ دنیا اور آخرت میں فلاح پاسکے انشا اللہ اگر صحت اور زندگی رہی تو عنقریب چند اور اسلامی موضوعات پر لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ تاکہ اتمام حجت ہوسکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین ○

"پہلا باب"

مقدس اور برگزیدہ بی بیاں

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی کچھ خواتین کو بہت فضیلت، بڑا درجہ اور لائق صد احترام منزلت و وقار سے نوازا ہے۔ ان برگزیدہ، منتخب، مقدس اور فضیلت مآب بی بیوں میں حضرت حواؑ، حضرت ہاجرہؑ، حضرت سارہؑ، حضرت آسیہؑ، حضرت مریمؑ، حضرت ام موسیٰؑ، حضرت خدیجہؑ، حضرت فاطمہ زہرہؑ بنت رسول اللہؐ، حضرت زینبؑ بنت علیؑ، حضرت عائشہؓ، حضرت آمنہؑ، حضرت فاطمہؑ بنت اسد حضرت ام کلثومؑ، حضرت سمیعہؑ خاتون اور ہمارے رسولؐ کی ازواج مطہرات میں سے کیسی کیسی بلند مرتبہ، مخلص اور مقدس بی بیاں شامل ہیں۔

حضرت حواؑ کی فضیلت کے لئے صرف یہ لکھنا کافی ہے۔ کہ خدا نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ان کا ذکر خیر کیا ہے۔ اور وہ کائنات کی خاتون اول اور پہلے نبی کی زوجہ محترمہ ہیں۔

حضرت حاجرہؑ کا بھی اللہ نے قرآن مجید میں فضیلت بیان کرتے ہوئے تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت ہاجرہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ ہی کو حضرت ابراہیمؑ، اللہ کے حکم سے بے آب وگیاہ مقام پر چھوڑ کر گئے تھے۔ اور وہ ہر امتحان اور آزمائش میں پوری اتریں اور انہی کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہمارے رسول اکرم خاتم النبیینؐ ہیں۔

حضرت سارہؑ کی اتنی بلند منزلت ہے کہ وہ ام الانبیاء کہلائیں۔

حضرت آسیہؑ کے ایمان کی تعریف اللہ نے قرآن میں کی ہے۔ اور حضرت آسیہؑ بنت مزاحم

عزت واحترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن طوالت کے خوف سے ان کے تذکرے سے گریز کیا جارہا ہے۔

مندرجہ بالا خواتین اور مقدس بیبیوں میں سے اللہ نے بعض بی بیوں میں قوت عصمت کو بھی ودیعت فرمایا۔ لیکن ان مقدس خواتین میں سے کسی کو یا کائنات کی کسی اور بی بی کو اللہ نے نبی یا رسول نہیں بنایا۔ یعنی یہ بی بیاں منزلت عصمت پر فائز ہونے کے باوجود نبوت یا رسالت کے عہدوں اور مرتبوں پر فائز نہیں ہوسکیں۔

یاد رہے ہم اس پوری کتاب میں عام عورتوں کا تقابل عام مردوں سے کررہے ہیں کوئی بھی عام مرد فضلیت اور تقدس کے اعتبار سے ان برگزیدہ، لائق، صد، احترام اور مقدس بی بیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

"دوسرا باب"

اللہ نے کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا

ہمارے رسول اکرمؐ کا معروف فرمان ہے۔ کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس عالم فانی میں انسان کی ہدایت کے لئے بھیجے۔ ان انبیاء کرام میں سے بڑی بڑی شان و فضیلت کے رسول منتخب کیئے۔ اور پھر اللہ نے پانچ اولیٰ العزم رسول انہی انبیاء میں سے منتخب کیے۔ ان اولیٰ العزم رسولوں کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت محمدؐ مصطفیٰ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ ان اولیٰ العزم رسولوں میں سے ہمارے رسول کو خاتم النبیین منتخب کیا۔ جن پر نبوت اختتام پذیر ہوئی اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

لیکن ان تمام انبیاء و مرسلین عظام میں سے اللہ نے کسی عورت کو نبوت یا رسالت کا عہدہ و مرتبہ عطا نہیں کیا۔ بلکہ جتنے بھی انبیاءؑ کرام اللہ نے اس کائنات میں بھیجے وہ سب کے سب رجل (مرد) تھے۔ حتیٰ کہ ان انبیاء کرام کے خلفاء اور اوصیاء میں سے بھی کسی عورت کو اللہ نے خلافت کا عہدہ نہیں دیا۔ بلکہ جنہیں خلیفہ یا وصی بنایا۔ وہ بھی سب کے سب مرد تھے۔ اسی بات کو اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ کہ جتنے بھی انبیاء کرام اس دنیا میں ہدایت کے لئے آئے۔ وہ سب مرد تھے ان میں کوئی بھی عورت نہیں تھی تو ثابت ہوا کہ اللہ کا دستور یہ ہے کہ نبوت، رسالت یا خلافت کا عہدہ ہرگز کسی عورت کو نہ عطا کیا جائے۔

جیسا کہ خدا نے فرمایا:۔

نمبر ۱ سورہ یوسف۔ ۱۲ سورۃ۔ ۱۰۹ آیت۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردوں کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔

نمبر ۲ سورۃ نحل۔ ۱۶ سورۃ۔ ۴۳ آیت:۔

وما ارسلنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لا تعلمون

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم سے پہلے مردوں (رجال) ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہم ان کی طرف وحی کیا کرتے تھے۔ پس اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

نمبر ۳ سورۃ یونس۔ ۱۰ سورۃ۔ ۲ آیت:۔

اکان للناس عجبا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صدق عند ربھم

ترجمہ:۔ کیا لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد (رجل) کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈراؤ اور وہ لوگ جو ایمان لائے انہیں اس بات کی خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے ان کے اللہ کے ہاں سچائی کا بڑا مرتبہ ہے۔

نمبر ۴ سورۃ اعراف۔ ۷ سورۃ۔ ۶۳ آیت:۔

او عجبتم ان جاء کم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
لیتقوا

ترجمہ:۔ کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے پاس تمہارے اللہ کی طرف سے نصیحت تم میں سے ہی ایک مرد پر آگئی تاکہ وہ مرد تم کو ڈرائے اور وہ اس لئے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

نمبر ۵ سورۃ انبیاء۔ ۲۱ سورۃ۔ ۷ آیت:۔

وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
لا تعلمون

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم سے پہلے جسے پیغمبر بنا کر بھیجا وہ سب مرد رجال تھے۔ جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

نمبر ۶ سورۃ بقرۃ۔ ۲ سورۃ۔ ۲۱۳ آیت:۔

فبعث اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ:۔ پس اللہ نے انبیاء (مرد) مبعوث کئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ منذرین تھے۔

اللہ نے اس مقام پر جب انبیاء کی بعثت کا تذکرہ کیا تو مذکر کا صیغہ استعمال کیا۔ جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے وہ سب مرد تھے۔ اور اللہ نے کسی عورت کو نبی بنا کر نہیں بھیجا۔

ان آیات کے علاوہ سورۃ نساء ۴ سورۃ۔ ۱۶۵ آیت۔ سورۃ انعام ۶ سورۃ ۴۸ آیت سورۃ کہف۔ ۱۸ سورۃ۔ ۶۵ آیت، سورۃ بقرہ۔ ۶۱ آیت ۹۱ آیت، ۱۷۷ آیت، ۱۲۳ آیت۔ سورۃ آل عمران۔ ۸۰ آیت ۸۱ آیت۔ ۱۱۲ آیت، سورۃ نساء ۶۹ آیت، ۱۵۵ آیت، ۱۶۳ آیت۔ سورہ مریم ۵۵ آیت، سورۃ احزاب ۷ آیت، ۴۰ آیت۔ سورۃ رمز ۶۹ آیت، سورۃ مائدہ ۲۰ آیت اور دیگر مقامات پر قرآن مجید میں اللہ نے جب بھی انبیاء کا تذکرہ فرمایا۔ تو مذکر کا صیغہ استعمال کیا اور یہ بتلایا کہ ہم نے مردوں ہی کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کسی عورت کو نبی نہیں بنایا۔

قرآن مجید میں تمام انبیاء کرام کے تو نہیں ہاں البتہ کچھ انبیاء کے اسماء آئے ہیں۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ ان انبیاء میں سے کوئی عورت نبی یا رسول نہیں تھی۔ بلکہ تمام نبی مرد تھے۔

ظاہر ہے نبی یا رسول کسی بھی امت کا افضل ترین فرد ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اس امت کی ہدایت پر مامور کیا جاتا ہے اور اللہ نے یہ فضیلت مآب عہدہ اور مرتبہ ہر امت میں سے مرد کو عطا کر کے یہ بتلادیا کہ دیکھو اس فضیلت مآب عہدے اور نبوت اور رسالت کی اہم ذمہ داری کو پورا کرنے کی عورت متحمل اور اہل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اللہ نے یہ تمام عہدے اور مرتبے مرد کو عطا کئے۔ اگر خدا ۱۲۴۰۰۰ انبیاء میں سے ایک عورت کو بھی نبی بنادیتا تو آج عورت یہ کہہ سکتی تھی کہ میں مرد کے برابر درجہ رکھتی ہوں۔ اگر خدا مردوں کی موجودگی میں کسی عورت کو نبی بنادیتا تو وہ عورت مردوں پر حاکم شرع کہلاتی اور اس طرح وہ امت کے مردوں سے افضل ہوجاتی۔ لیکن خدا نے کسی بھی اعتبار سے عورت کو مرد سے افضل نہیں بلکہ کمتر بنایا ہے اور عورت کو مرد کے ماتحت رکھا ہے۔

اس اہم نکتہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ معاشرہ میں مرد اور عورتیں سب ہی ہوتے ہیں۔ جب ہی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اور ہدایت کی ضرورت اور دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کی خواہش مردوں کو بھی ہوتی ہے اور عورتوں کو بھی ہوتی ہے۔

لیکن خدا نے مردوں کو تو نبی اور رسول بنادیا۔ اور عورتوں کو نہ تو نبی بنایا نہ رسول بنایا بلکہ

انبیاء کرام ہی کی یہ ذمہ داری قرار دی کہ وہی عورتوں کو بھی ہدایت کریں۔ حالانکہ عورتوں کے کچھ اپنے مخصوص مسائل ہوتے ہیں اور عورتوں میں شرم اور حیاء بھی اللہ کی جانب سے خلقی طور پر موجود ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے عموماً عورتیں اپنے بعض ایسے مسائل نامحرم مردوں کے سامنے پیش کرنے میں جھجک محسوس کرتی ہیں۔ لیکن خدا نے واضح فرمادیا کہ شرع میں شرم نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اپنے مسائل حاکم شرع یا علماء سے معلوم کرنا چاہئیں۔ حالانکہ اگر عورت کو مردوں کے لئے نہ سہی بلکہ عورت کو عورتوں کے لئے ہی اللہ نبی بنادیتا تو یقیناً عورتیں بلا جھجک اپنے مسائل پوچھ لیا کرتیں۔ لیکن اللہ نے کسی اعتبار سے بھی عورت کو اس اہم ذمہ داری کے اہل نہ قرار دیا۔ اور اللہ کا کسی عورت کو نبی یا رسول نہ بنانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں فضیلت کے اعتبار سے کمتر ہے۔ اور مرد عورت سے افضل ہے۔ تو پھر عورت مرد کی برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے۔

رسالت اور نبوت تو بہت عظیم عہدے اور مرتبے ہیں۔ سابق انبیاء کرام یا ہمارے رسولؐ کے خلفاء اوصیاء بھی مرد ہی قرار پائے۔ اور کبھی کسی نبی کی جانشین عورت نہیں ہوئی۔

رسول اکرمؐ نے مدینہ میں اسلامی مملکت کے قیام کے بعد کسی شہر یا صوبہ میں کسی عورت کو حاکم، گورنر، قاضی، حاکم کی حیثیت سے فرائض نہیں سونپے اور نہ یہ خلفاء راشدین میں کسی نے کبھی کسی عورت کو گورنر صوبہ کا حاکم یا قاضی مقرر کیا

اگرچہ خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کا کوئی عمل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ گواہ ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں بھی کسی عورت کو کسی شہر کا حاکم، قاضی یا گورنر نامزد نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ کسی شہر کا حاکم قاضی یا گورنر عوام کے لئے منصف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور عورت منصف نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ ناقص العقل ہے۔ (تفصیلی بحث اس ضمن میں آئندہ باب میں آئیگی)

ہاں البتہ اس ضمن میں لوگ صرف ایک واقعہ کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جو سورۃ نمل ۲۷ سورۃ اور ۲۱ آیت سے ۴۴ آیت تک قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان ملک سبا پر حکومت کرتی تھی۔ اور اللہ کی عبادت کے بجائے اس کی قوم سورج کی پجاری تھی۔ ھد ھد نے اس کی اطلاع سلیمانؑ کو دی۔ او پھر پلک جھپکتے میں حضرت سلیمانؑ نے اس کا تخت منگوالیا۔ خدا نے فرمایا کہ کانت من قوم کافرین۔ وہ پہلے کافر قوم میں سے تھی اور جب تک وہ کافر تھی حاکم تھی۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے اس سے شادی کرلی تو وہ مسلمان ہوتے ہی حاکم نہ رہی۔ اور نبی کی محکوم اور زوجہ بن گئی۔ تو یہاں بھی حضرت سلیمان کی حاکیت ثابت ہوگئی۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسلام میں اللہ نے صرف مرد کو حاکم شرع مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ بھی کسی فاسق بدکار مرد کو نہیں بلکہ عادل اور متقی مرد کو حاکم شرع مقرر کیا ہے اس کے پس منظر میں یہ مصلحت قطعاً مضمر نہیں ہے کہ عورت چونکہ پردہ دار ہے۔ اس لئے اسے کوئی عہدہ نہیں دیا جاسکتا۔ اگر صرف پردہ کی وجہ سے عورتوں کو عہدوں کی ممانعت ہوتی۔ تو اسلام میں نامور خواتین کو پردہ میں رہ کر میدان جہاد وغیرہ میں خدمات انجام دینے سے روکا جاتا۔ جب کہ خواتین کو اسلام نے خدمات انجام دینے سے کبھی نہیں روکا۔ لیکن بہرحال کوئی ایسا عہدہ اسلام کی روشنی میں عورت کو نہیں دیا جاسکتا جس کی وجہ سے مرد عورت کا ماتحت بن جائے۔ یا جس عہدہ میں عقل کے استعمال کی ضرورت ہو۔ مردوں کے قضایا کے فیصلے عورت پر نہیں چھوڑے جاسکتے۔ حتی کہ امام جماعت اور پیش نمازی کا اھل بھی اللہ نے عورت کو نہیں بنایا۔ مردوں کی اقتداء میں پردے میں رہ کر عورت نماز جماعت ادا کرسکتی ہے۔ لیکن پردے میں رہ کر عورت مردوں کو نماز جماعت نہیں پڑھا سکتی۔ اگرچہ عورت عورتوں کو نماز جماعت پڑھا سکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ نے مردوں کو ایک علیحدہ بلند درجہ تخلیقی اعتبار سے عطا کیا ہے اور اللہ کی نظر میں مرد اور عورت کی مساوی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے عورتوں کو مردوں سے مختلف اور علیحدہ درجے میں رکھا ہے۔

"تیسرا باب"

اللہ نے عورتوں کو ناقص القوت خلق کیا ہے

خواتین کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ اور عورتوں کی تخلیقی کیفیت مردوں کے مقابلے میں مختلف ہے۔ اللہ نے مردوں کی نسبت عورتوں میں تخلیقی اعتبار سے کم قوتیں ودیعت فرمائی ہیں اور ساری دنیا کے افراد بلا تخصیص مذہب و ملت اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں میں اللہ نے چند قوتیں تخلیقی اعتبار سے کم رکھی ہیں۔

پہلی اور بنیادی قوت جو عورتوں میں مردوں کی نسبت کم ہے۔ وہ عورتوں کی جسمانی طاقت اور قوت ہے۔ اور اسی بنیاد پر خواتین کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ کوئی بھی عام عورت کسی عام مرد سے تخلیقی اعتبار سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم کسی خاص مرد یا کسی خاص عورت کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی بھی قاعدہ اس وقت کلیہ بنتا ہے جب عام طور سے اس قاعدے کے مطابق کوئی بات وقوع پذیر ہوتی ہو۔ لہٰذا یہ طے شدہ بات ہے کہ مرد عورت سے ہر اعتبار سے بالقوۃ زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اس نکتہ پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہی خدا کا انداز تخلیق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت قوت و طاقت میں مرد کے برابر اور مساوی ہوتی تو کھیلوں کے مقابلے (ہاکی، فٹبال، کرکٹ، کشتی وغیرہ) جتنے بھی جسمانی قوت کے کھیل ہیں۔ ان میں عام طور سے عورت مرد سے مقابلہ کیا کرتی۔ لیکن کسی عورت کا کسی جسمانی قوت کے مظاہرے میں صرف عورت ہی سے مقابلہ کرنا اور مرد سے مقابلہ نہ کرنا اس بات کی واضح اور قطعی دلیل ہے کہ عورت جسمانی طور پر مرد کی نسبت کمزور خلق کی گئی ہے۔ اگر پردہ یا جسم کے نامحرم سے مس ہونے کی وجہ سے مسلم خواتین مردوں سے

مقابلہ نہیں کرتی ہیں۔ تو غیر مسلم خواتین میں چونکہ اس جدید دور میں پردہ کا یہ تصور نہیں ہے۔ اس لئے اگر عورتیں جسمانی قوت کے اعتبار سے مردوں کے برابر ہوتیں تو غیر مسلم خواتین ضرور مردوں سے تمام کھیلوں کے میدان میں مقابلے کیا کرتیں۔

عورتیں تخلیقی اعتبار سے اتنی کمزور ہیں کہ معاشرہ میں زندگی گزارنے کے لئے انہیں کسی سرپرست، ولی، اور مددگار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ خود اپنے طور پر اپنا تحفظ بھی نہیں کر سکتیں اور یقیناً کوئی عورت بغیر کسی مرد کے تنہا کسی مکان میں زندگی نہیں گزار سکتی۔ اب چاہے وہ مرد باپ کی صورت میں ہو یا بیٹے بھائی یا شوہر کی شکل میں ہو۔ جب کہ اس کے برعکس مرد کو اللہ نے کم از کم اتنا صاحب قوت و طاقت بنایا ہے کہ مرد کسی اور انسان کے تحفظ کے بغیر تنہا زندگی گزار سکتا ہے۔

عورتوں کی جسمانی قوت سائنس کی روشنی میں۔

اس ترقی یافتہ دور میں سائنسی علوم کے ذریعہ بڑی بڑی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ انہی تحقیقات میں سے ایک متفقہ نکتہ یہ ہے کہ انسان کے جسم میں ریڈ سیلز کا وجود ضروری ہے اور اسی پر قوت اور طاقت کا انحصار ہے۔ جبکہ مرد کے جسم میں اللہ نے خلقتی اعتبار سے پانچ لاکھ ریڈ سیلز رکھے ہیں۔ جو سر سے پیر تک جسم کی ہر شریان میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔ اور سائنس کی متفقہ تحقیق کے مطابق عورت میں پانچ لاکھ کے بجائے ساڑھے چار لاکھ ریڈ سیلز قدرتی طور پر ہوتے ہیں۔ یعنی مرد کی نسبت عورت میں پچاس ہزار ریڈ سیلز اس طرح قدرتی طور پر کم ہوتے ہیں۔ اور ہر ماہ آٹھ یا دس روز حیض اور استحاضہ (ماہواری) کی صورت میں ہزاروں کی تعداد میں ریڈ سیلز خارج ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایام حمل میں بطن مادر میں بچے کی نشوونما کے سلسلے میں ہزاروں ریڈ سیلز عورت کے کم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایام رضاعت میں دودھ پلانے کی صورت میں ہزاروں ریڈ سیلز دودھ بننے کے عمل میں کام آجاتے ہیں۔ اس طرح عورت کے جسم میں مرد کی نسبت بمشکل نصف سے بھی کم ریڈ سیلز باقی رہ جاتے ہیں۔ اسی کے پیش نظر عورتوں میں توانائی، طاقت اور ہر طرح کی قوت مرد کی نسبت کم ہوتی ہے۔ اور ریڈ سیلز کے ذریعے سر سے پیر تک تمام اعضاء کی قوتوں پر اثر پڑتا ہے اس لئے تمام جسمانی قوتیں بشمول حواس خمسہ مرد کی نسبت عورتوں میں مقدار کے اعتبار سے کم ہوتی ہیں۔ لہٰذا حواس خمسہ یعنی چھونے، چکھنے، سونگھنے، دیکھنے، سننے کی قوتوں پر ریڈ سیلز کی کمی کی وجہ سے اثر پڑنا ایک لازمی سا امر تھا۔ اس لئے جہاں عورت کے قد کو چھوٹا رکھنے کی اللہ کی اور مصلحتیں ہیں۔ انہی میں سے ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت اور مصلحت سے ہر عام عورت کا قد عام مرد کی نسبت چھوٹا اس لئے رکھا تاکہ ریڈ سیلز کی کمی کی وجہ سے عورت کے حواس خمسہ متاثر نہ ہوں۔ اور ظاہری طور پر

ان کا نقص سامنے نہ آئے۔ اور تمام حواس خمسہ کی قوتیں عورت کے چھوٹے قد کے باوجود اس پر منطبق ہوجائیں۔ اسی لئے ریڈ سیلز کی کمی عورت کے حواس خمسہ کے ذریعے ظاہر نہیں ہوتی۔ اللہ عظیم احسن الخالقین ہے۔ جس طرح جسے چاہے خلق کرے۔ لیکن اس سے یہ ثابت ہوا کہ عورت میں ہر اعتبار سے ہر قوت مرد کی نسبت کم ہے۔

ایک سیدھی سادی ظاہری مشاہدے کی بات یہ ہے کہ ہر عام عورت کی آواز عام مرد کی نسبت کمزور اور باریک ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بھی انہی ریڈ سیلز کی کمی کے سبب ہو۔ واللہ اعلم۔

اس مختصر سی بحث سے ثابت ہوا کہ:۔

نمبرا۔ عورت جسمانی طاقت اور قوت کے اعتبار سے ہر عام مرد سے کم تر ہے۔

نمبر ۲۔ ہر عام عورت حواس خمسہ کی قوتوں کے اعتبار سے ہر عام مرد سے کم تر ہے۔

نمبر ۳۔ ہر عام عورت کی آواز ہر عام مرد کی نسبت باریک کمزور اور کم تر ہے۔

نمبر ۴۔ ہر عام عورت کا قد ہر عام مرد سے چھوٹا ہے۔

نمبر ۵۔ جدید تحقیق کے مطابق عام مردوں کی نسبت عورتوں کی عمر اور زندگی کا تناسب کم ہے۔

نمبر ۶۔ عورتیں رقیق القلب اور مردوں کی نسبت دل کی کمزور ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ ہر عام عورت میں دل کی قوت اور دماغ کی توانائیاں مرد کی نسبت کم ہوتی ہے۔ اسی لئے ہر عورت خوفزدہ کرنے والے معاملات میں مرد کی نسبت زیادہ اور جلد خوفزدہ ہوجاتی ہے۔

تو پھر جب یہ بات طے ہوگئی کہ ہر عام عورت عام مرد کی نسبت کمزور نازک اور قوت اور طاقت میں کم ہے۔ تو پھر عورت مرد کی برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے؟

لیکن یاد رکھئے عورت کو اس کی ان کمزوریوں اور نقص قوت کی بنیاد پر برا نہیں کہا جاسکتا۔ ملامت کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لئے کہ یہ جبر و قدر کا مسئلہ ہے۔ اللہ نے اپنی مصلحتوں اور قدرت کے ذریعے اسی طرح عورتوں کی تخلیق کی ہے۔ اور جس طرح اللہ نے کائنات کی ہر چیز میں خلقی اعتبار سے ایک جیسی قوتیں نہیں رکھیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مرد کو زیادہ قوت والا اور عورت کو قوت و طاقت کے اعتبار سے کم بنایا ہے۔ نباتات، جمادات، حیوانات، جن، فرشتے، مرد، عورت ہر ایک کو اللہ نے مختلف قوتیں اپنی مصلحت اور قدرت کے مطابق عطا کی ہیں۔ تاکہ کائنات کا نظام اسی انداز سے چلتا رہے۔ اور اس میں کسی طرح کا بگاڑ پیدا نہ ہو۔ اور اللہ نے اپنی ان تمام مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔ جس کا قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ میں نے مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی۔

"چوتھا باب"

اللہ نے عورتوں کو ناقص العبادت قرار دیا ہے۔

دوسری اہم کمزوری عورتوں کا عبادت میں ناقص ہونا ہے۔ اور یہ ناقابل تردید اور بالکل عام فہم حقیقت ہے کہ عبادت الٰہی کرنے کے اعتبار سے ہر عام عورت ناقص العبادت ہے۔ اور اس سلسلے میں کسی قرآن کی آیت کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ عورتیں ہر ماہ چند دن حیض اور استحاضہ (ماہواری) کے سبب عبادات الٰہی نماز اور روزہ وغیرہ حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت سے بھی محروم رہتی ہیں۔ اور اس تواتر کے ساتھ عورتیں عبادت الٰہی نہیں کرسکتیں۔ جس تسلسل کے ساتھ مرد عبادت الٰہی کی سعادت کو حاصل کر سکتا ہے۔ تو اس طرح ایک ماہ میں آٹھ یا دس دن عبادت نہ کرسکنے کی وجہ سے ایک سال میں کم از کم ۱۰۰ دن اور ۵۰ سال کی زندگی میں ۵۰۰۰ دن عبادت سے محروم رہ کر کوئی عورت عبادت الٰہی اور تقویٰ میں کسی عام مرد کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی عورت سے ان ایام مخصوصہ میں عبادت کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ یہ شرعی عذر ہے۔ کہ ہر عام عورت حیض استحاضہ اور زچگی یعنی ولادت اولاد کے وقت کافی عرصہ نفاس کے سبب عبادت الٰہی سے محروم رہتی ہے۔ یعنی اللہ نے ہر عام مرد میں عبادت کرنے کی صلاحیت ہر عام عورت کی نسبت زیادہ رکھی ہے۔

لیکن یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ کہ کوئی مرد اور کوئی عورت عبادت میں اختیار کے باوجود عبادت کی سعادت حاصل نہ کرے یقیناً اس عبادت کی دوری کی وجہ سے ہر مرد اور عورت اپنے اپنے اعمال کے حساب سے آخرت میں سزا پائے گا۔ لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ نے ہر عام مرد میں

عبادت کی صلاحیت اور طاقت ہر عام عورت کی نسبت زیادہ رکھی ہے۔

ہر غیر سید عورت قدرت کے نظام کے تحت ۵۰ سال کی عمر میں یائسہ ہوجاتی ہے۔ یعنی اسکا حیض اور استحاضہ ختم ہوجاتا ہے۔ اور ہر سید عورت ۶۰ سال کی عمر میں یائسہ ہوجاتی ہے۔ اور پھر وہ تسلسل کے ساتھ عبادت کر سکتی ہے۔ تو اول تو عام طور سے عورت کی عمر کا تناسب فی زمانہ دنیا کے حساب کردہ تناسب کے مطابق ۵۰ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اور اگر اللہ کرے انشا اللہ خواتین کو اور زیادہ عمر نصیب ہو تو بھی ۵۰ یا ۶۰ سال کی عمر کے بعد اگر وہ مرد کی طرح تواتر کے ساتھ عبادت کریں تو بھی اس کمی کو تو وہ پورا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ ان مخصوص ایام کی وہ فرض نمازیں ان کے لئے قضا کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا وہ ان فرض نمازوں کی ادائیگی کے اجر عظیم کو حاصل نہیں کر سکتیں۔ اور اگر بالفرض اب ۵۰ یا ۶۰ سال کی عمر کے بعد وہ مسلسل عبادت بھی کریں تو بھی ان کی عبادت کا درجہ وہ نہیں ہو سکتا۔ جو مرد کی عبادت کا درجہ ہے۔ اس لئے کہ عبادت کا تعلق صدق نیت اور خلوص دل کے ساتھ ساتھ عقل سے ہے۔ یعنی جتنی کسی کی عقل کامل ہوگی اتنا ہی اس مسلمان کی عبادت کا اجر ہوگا۔ اسی لئے کافر و مشرک جو عقل سے کام لے کر اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کو نہیں مانتے۔ اگر وہ عمل خیر کریں۔ اور دل میں ان کے ایمان نہ ہو۔ تو ان کا اس عمل خیر کا وہ اجر نہیں جو کسی صاحب ایمان مسلمان کا اجر اللہ کی بارگاہ میں ہے۔ معلوم ہوا عبادت کا تعلق عقل سے ہے۔ اسی لئے مجنون اور پاگل کو غیر مکلف قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے اللہ نے عبادت کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ یعنی جتنی عقل کامل ہوگی اتنا ہی اجر اللہ کی بارگاہ سے عطا ہوگا۔ اور ظاہر ہے مرد صاحب عقل ہے اور عورت ناقص العقل ہے (ناقص العقل کے سلسلے میں بحث اگلے باب میں ہوگی) لہٰذا عورت چونکہ ناقص العقل ہے اس لئے عورت کی عبادت مرد کے برابر درجہ کی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے مرد کو صاحب عقل قرار دیا ہے۔

عورتوں کے حیض کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ نے قرآن مجید میں سورۃ بقرہ میں کی آیت ۲۲۲ میں فرمایا:۔

اور لوگ تم سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تو ان سے کہہ دو کہ وہ ایک گندگی ہے۔ پس تم زمانہ حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہولیں ان کے نزدیک نہ جاؤ۔ پس جب وہ پاک ہوجائیں۔ تو ان کے پاس جس حیثیت سے اللہ نے حکم دیا	یسئلونک عن المحیض ــــــــــ

- - - - - - - - - - - - - - - ہے۔ آو۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور
- - - - - - - ویحب المتطھرین پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سورہ طلاق۔ ۶۵ سورۃ۔ آیت ۴

والی یئسسن من المحیض۔ - - - - - - - اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو گئیں
- - - - - - - - - - - - - - - اگر تم شک میں پڑ گئے تو ان کی عدت تین ماہ
- - - - - - - - - - - - - - - ہے۔ اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں ہوا۔ اور
- - - - - - - - - - - - - - - حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع
- - - - - - - یضعن حملھن کرلیں۔

اعتراض:۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بعض فاسق قسم کے مرد زندگی بھر کوئی عبادت نہیں کرتے اور نیک عورتیں حیض نفاس اور استحاضہ سے پاک ہونے کے بعد مسلسل عبادت الٰہی میں مصروف رہتی ہیں تو یہ نیک عورتیں ان فاسق مردوں سے افضل کیوں نہیں۔

جواب:۔ اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ اللہ عادل ہے اور وہ روز حشر ہر مرد اور عورت کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔ اللہ نعوذ باللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن ہم یہاں کسی کے اعمال صالحہ کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ کس میں عبادت کی صلاحیت قدرتی طور پر نسبتاً زیادہ موجود ہے۔ یعنی بات بالفعل کی نہیں بالقوۃ کی ہے۔

وہ عام سی مثال سب نے سنی ہوگی کہ ایک کچھوا اور ایک خرگوش نے دوڑنے کی شرط لگائی۔ خرگوش راستے ہی میں سو گیا اس نے کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کیا اور کچھوا آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنی منزل پر پہنچ گیا اور اس طرح کچھوا خرگوش سے جیت گیا۔ حالانکہ خرگوش میں دوڑنے کی صلاحیت کچھوے کی نسبت زیادہ تھی۔ تو کاہل اور فاسق مردوں سے اللہ باز پرس کرے گا اور نیک عورتوں کو ان کے اعمال کی جزا اللہ عطا کرے گا۔ لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ اللہ مردوں سے ساری زندگی کی نمازوں اور عبادتوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا اور عورتوں سے مخصوص ایام کی نمازوں کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ اس طرح مرد کے افضل اور برتر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے مرد پر زیادہ نمازیں فرض کیں۔ زیادہ ذمہ داری ڈالی اور عورت پر کم نمازیں فرض کیں اور کم ذمہ داری ڈالی۔

بہرحال عورتیں حیض نفاس جیسی نجاستوں کی وجہ سے مسلسل عبادت سے محروم رہتی ہیں اور اللہ کو یہ نجاستیں حیض نفاس استحاضہ جنابت اتنی ناپسند ہیں کہ روزہ دار اگر عمداً صبح تک ان نجس حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں باقی رہے تو اس پر روزے کا کفارہ فرض ہے۔ یعنی نجاست کی

حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کی اجازت ہی نہیں دی۔ حتیٰ کہ قرآن مجید پڑھنے اور آیات کو چھونے کی بھی اللہ نے ان حالتوں میں اجازت نہیں دی۔ لہٰذا مرد تو جنابت سے غسل کر کے فوراً پاک ہوسکتا ہے اور اس طرح مرد پوری زندگی پاک رہ سکتا ہے۔ لیکن عورت ان مخصوص ایام میں نجس رہتی ہے۔ اور ظاہر ہے اللہ کی نظر میں نجس اور پاک برابر نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:۔

سورۃ مائدہ۔ ۵ سورۃ۔ آیت ۱۰۰۔

قل لایستوی ــــــــــــــ اے رسول کہہ دو۔ کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوتے اگرچہ ناپاک کی زیادتی تمہیں اچھی ــــــــــــــ لعلکم تفلحون۔ لگے۔ پس اے عقل والو! تم اللہ سے ہی ڈرتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

سورۃ توبہ۔ ۹ سورۃ۔ ۱۰۸ آیت:۔

فیہ رجال ــــــــــــــ اس میں ایسے مرد ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ــــــــــــــ یحب المتطھرین۔ ہے۔

اسی طرح اللہ نے سورۃ بقرہ کی ۱۷۲ آیت، سورۃ اعراف کی ۱۵۷ آیت سورۃ مائدہ کی ۸۸ آیت سورۃ انفال کی ۶۹ آیت سورۃ بقرہ کی ۱۶۸ آیت سورۃ بقرہ ۵۷ آیت سورۃ طہٰ ۸۱ آیت سورۃ نحل کی ۱۱۴ آیت، سورۃ مومنون کی ۵۱ آیت سورۃ جاثیہ ۱۶ آیت میں اللہ نے پاکیزہ اور حلال رزق کھانے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان ناپاک سے دور رہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے پاکیزگی کو بہت پسند فرمایا ہے اور نجس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ نے مرد اور عورت میں خلقی اعتبار سے یہ فرق رکھا ہے۔ کہ عورتیں اور مرد برابر نہیں ہوسکتے اور نجس حالت میں جب عورتیں ہوں۔ (حیض وغیرہ) تو اللہ نے مردوں کو حکم دیا کہ ان حالت میں عورتوں سے دور رہو۔ تخلیقی اعتبار سے اللہ نے عورتوں میں یہ کمی کیوں رکھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہٰذا مغرب زدہ عورتیں مردوں کی برابری کا دعویٰ کرنے کے بجائے اللہ کی مصلحتوں کو سمجھیں کہ اللہ نے انہیں ناقص العبادات کیوں بنایا؟۔

"پانچواں باب"

اللہ نے عورتوں کو ناقص العقل اور ناقص الشہادت بنایا ہے

عورتوں کے ناقص العقل ہونے کی دلیل قرآن مجید میں اس انداز سے آئی ہے کہ عورتوں کی گواہی (شہادت) کو اللہ نے آدھا اور مرد کی گواہی کو اللہ نے عورت سے دوگنی حیثیت عطا کی ہے۔ کسی بھی معاملے میں اگر شرعی عدالت کو گواہی کی ضرورت ہو تو یا تو دو مردوں کی گواہی ضروری ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے یا چار عورتوں کی گواہی ضروری قرار دی گئی ہے۔ عورتیں اگر ناقص العقل نہ ہوتیں تو ان کی گواہی بھی شریعت اسلام میں پوری تسلیم کی جاتی۔ لیکن خدا نے قرآن میں فرمایا۔
سورۃ بقرہ ۲۸۲ آیت

واستشہدوا شہیدین - - - - - - - - - - اور تم اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی لو
- پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان
- گواہوں میں سے ہوں۔ جن کو تم پسند کرتے ہو۔
- تاکہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو
- ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے۔ اور یہ گواہ
- انکار نہ کریں جب ان کو گواہی کے لئے بلایا
- - - - - - - - - - - - - - اذا ما دعوا - جائے۔

اس آیت میں اللہ نے عورت کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ اگر عورت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو تو اس کی گواہی پوری تسلیم کی جائے گی اور اگر پڑھی لکھی نہ ہو تو اس کی گواہی نصف تسلیم کی جائے گی۔ اور نہ یہ فرمایا کہ چونکہ وہ پردہ کرتی ہے اس لئے اس کی گواہی آدھی تسلیم کی جائے گی۔ اور نہ ہی یہ فرمایا کہ چونکہ وہ گھر سے کم باہر نکلتی ہے اس لئے اس میں جھجک ہوتی ہے۔ (اور جب ان گواہوں کو بلایا جائے یہ گواہ آجائیں آیت کے اس حصہ میں عورت کا گھر سے نکلنے اور باہر آنے جانے کا جواز ملتا ہے)۔ اس لئے اس کی گواہی آدھی ہے۔ بلکہ اللہ نے عورت کی آدھی گواہی ہونے کے بارے میں جو وجہ قرآن میں اس آیت میں بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے۔ اس حقیقت کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ بھولنے اور سہو ونسیان کا تعلق عقل سے ہے۔ اور خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ عورت کی عقل اتنی کمزور ہے کہ وہ کسی بھی وقت عقل کی کمزوری اور نقص کی وجہ سے بھول سکتی ہے۔ حتیٰ کہ گواہی دیتے وقت بھی جب کہ گواہی دیتے وقت کسی بھی عدالت میں عام طور پر مکمل توجہ اور عقل کو مرکوز رکھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اور توجہ کے مرکوز رکھنے کے باوجود عورت گواہی دیتے وقت بھول سکتی ہے۔ یہ اللہ کا قرآن میں فیصلہ ہے۔ اور قرآن کی ہر ہر آیت کا اطلاق قیامت تک آنے والے تمام انسانوں پر ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان میں یہ ہمت نہیں کہ اللہ کی مصلحتوں اور فیصلہ کے سامنے اعتراض کرنے کی جرات کر سکے۔

تو چونکہ عورت عقل کے اعتبار سے ناقص ہے اس لئے اس سے بھول ہو سکتی ہے۔ اور خدا نے مرد کے اس طرح سے بھولنے اور سہو ونسیان کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرد اگرچہ بھول سکتا ہے۔ اس لئے کہ عام مرد بھی معصوم نہیں مگر عورت کی نسبت مرد میں بھولنے کی صلاحیت قدرتی اور خلقی طور پر بہت کم ہے۔ قرآن کی اس آیت کی قاطع دلیل کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ہر عام عورت ناقص العقل ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ اور پرہیزگار نہ ہو۔

قرآن مجید کے سورہ بقرہ کی اس ۲۸۲ آیت کے ذیل میں رسول اکرمؐ کی بہت سی حدیثیں بھی ہیں کہ عورتوں کی گواہی آدھی ہے۔ اور مختلف مسلمان فرقوں نے متفقہ طور پر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے وضاحت بھی کی ہے کہ عورتیں ناقص الشہادت اور ناقص العقل ہیں۔ ذیل میں صرف دو احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۵۷۴ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے رسول اکرمؐ سے روایت بیان کی کہ رسول نے فرمایا۔ کہ اللہ نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لئے قرار دی کہ عورتوں کی عقل بھی ناقص ہے اور ان کا دین بھی ناقص ہے۔ ظاہر ہے عقل اس لئے ناقص ہے کہ گواہی آدھی ہے۔ اور دین اس لئے ناقص ہے کہ عبادت ان کی ناقص ہے۔ عقل سے عقائد کا تعلق ہے۔ اور عبادت سے

اعمال کا تعلق ہے۔ اس لئے عورت دین کے اعتبار سے مرد سے کم درجہ رکھتی ہے۔

تفسیر صافی صفحہ ۷۷ میں بھی انہی الفاظ کے ساتھ رسول اکرمؐ کا فرمان منقول ہے۔ اور اسی طرح تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۱۵۷ میں حضرت علیؑ کا یہ فرمان موجود ہے۔ کہ گواہی میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔

اس کے علاوہ اللہ نے قرآن مجید میں جہاں جہاں مکمل گواہی کا تذکرہ فرمایا۔ مذکر کا صیغہ استعمال کیا۔ اور عورت کی گواہی کو نصف قرار دیا۔

سورۃ طلاق۔ ۶۵ سورۃ۔ ۲ آیت

فاذا بلغھن - - - - - - - - - - - - پس جب وہ عورتیں اپنی مدت پوری کر چکیں پھر تم
- مرد انہیں بھلائی کے ساتھ رکھو یا انہیں بھلائی کے
- ساتھ علیحدہ کر دو اور اپنے میں سے دو عادل
- مردوں کو گواہ بنا لو اور تم گواہی کو اللہ کے لئے قائم
- - - - - - - - - واقیمو الشہادۃ للّٰہ - کرو۔

اس آیت میں بھی اللہ نے دو مردوں کی گواہی کا ذکر کیا ہے۔ اور طلاق کے مسئلے میں یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ جب تک طلاق دینے والا مرد دو عادل گواہوں مردوں کو طلاق کا گواہ نہ بنائے۔ طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سورۃ مائدہ۔ ۵ سورۃ۔ ۱۰۶ آیت

یا ایھا الذین امنو اشہادۃ - - - - - - - - اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی ایک کے
- پاس موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت آپس میں
- گواہی کے لئے تم میں سے دو عادل مرد ہونے
- چاہئیں اور اگر سفر میں ہو اور تم پر موت آن
- پڑے تو بھی دو مرد گواہ ہونے چاہئیں چاہے غیروں
- - - - - - - - - - مصیبتہ الموت - - میں سے ہی ہو جائیں

ان متذکرہ بالا آیات سے واضح ہوا کہ عورتیں ناقص الشہادت اور ناقص العقل ہیں۔ اللہ اس مصلحت کو بہتر جانتا ہے کہ اس نے عورتوں کو ناقص الشہادت اور ناقص العقل کیوں خلق کیا۔

اس کے علاوہ بھی خدا نے قرآن میں جہاں جہاں گواہی اور شہادت کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکر کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ سورۃ بقرہ کی ۸۴ آیت سورۃ آل عمران کی ۷۰ آیت سورۃ انعام کی ۱۹ آیت سورۃ نمل ۳۲ آیت سورۃ مطففین ۲۱ آیت سورۃ حج کی ۲۸ آیت سورۃ نساء کی ۱۶۶ آیت سورۃ انعام کی ۱۵۰ آیت

سورۃ انبیاء کی ۶۱ آیت، ۵۶ آیت۔ سورۃ فرقان کی ۲۷ آیت۔ سورۃ ھود کی ۱۷ آیت، سورہ یوسف کی ۲۶ آیت، سورۃ صافات کی ۱۵۰ آیت سورۃ مائدہ کی ۹۵ آیت سورۃ آل عمران کی ۵۲ آیت، سورۃ مائدہ کی ۸۳ آیت سورۃ قصص کی ۳۳ آیت، سورۃ آل عمران کی ۸۱ آیت۔

سورۃ آل عمران کی ۸۱ آیت میں اللہ نے فرمایا اے انبیاء تم گواہی دو۔ اور میں بھی تم مرد انبیاء کی گواہی کے ساتھ گواہی دے رہا ہوں۔

اور سورۃ نساء کی ۱۵ آیت میں اللہ نے زنا کے مسئلے میں چار مردوں کی گواہی لازی قرار دی ہے۔

سورۃ نساء۔ آیت ۱۵۔

ولتی یاتین - - - - - - - - - - - - اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی (زنا)

- - - - - - - - - - - - - - - - - کریں تو تم ان پر اپنوں میں سے چار مردوں کی

- - - - - - - - - - - - اربعۃ منکم گواہی طلب کرو

یعنی صرف زنا میں دو مردوں کے بجائے چار مردوں کی گواہی کو اللہ نے مستند قرار دیا۔ اس کے علاوہ تمام جرائم میں دو مرد گواہ اللہ نے کافی اور مستند قرار دیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا میں ظاہراً دو مجرم ہوتے ہیں۔ اس لئے دو کے بجائے چار گواہوں کی ضرورت ہے۔

بہر حال اللہ نے عورتوں کو ناقص العقل خلق کیا ہے۔ چاہے وہ عورتیں پڑھی لکھی ہوں چاہے جاہل ہوں۔ چاہے پردہ دار ہوں چاہے بے پردہ ہوں چاہے دولت مند ہوں چاہے غریب ہوں۔ اور اللہ نے ہمارے رسول اکرمؐ کو کمال عقل کی بلند ترین منزلوں پر فائز قرار دیا ہے۔ سابق انبیاء کرامؑ کو کامل العقل قرار دیا ہے۔ عام مردوں کو صاحب عقل خلق کیا اور عورتوں کو ناقص العقل بنایا۔

۔ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوجائیگا۔

کہ کسی بھی مقام پر کسی صاحب عقل مرد کا مقابلہ کوئی عورت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے امتحانات کے نتائج کا اعلان کرتے ہوئے بھی سرکاری بورڈ اور یونیورسٹیاں فرسٹ سیکنڈ تھرڈ پوزیشن کا لڑکیوں کے

لئے علیحدہ تعین کرتی ہیں۔ اور لڑکوں میں علیحدہ پوزیشن کا تعین کیا جاتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ بعض اوقات کوئی عورت میدان تعلیم میں یا کسی ایسے میدان میں جہاں عقل کے استعمال کی ضرورت ہو۔ کسی مرد سے بعض مرتبہ آگے نکل جاتی ہے مثلاً کسی بورڈ میں کوئی لڑکی لڑکے سے زیادہ نمبر لے لیتی ہے اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ لڑکی عقل میں لڑکے سے زیادہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لڑکے میں بالقوت عقل کی صلاحیت زیادہ ہے اور لڑکی میں عقل کی صلاحیت مکمل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ لڑکے نے اپنی بالقوۃ عقل کی صلاحیت کو استعمال نہیں کیا۔ کاہل لڑکے نے سستی کا مظاہرہ کیا۔ اور لڑکی کچھوے کی چال چلتی رہی اور لڑکے سے آگے نکل گئی اگر لڑکا بھی اسی رفتار سے پڑھتا رہتا جس طرح لڑکی نے پڑھا تو لڑکا کتنا ہی غبی الذہن ہوتا اور لڑکی ہی کتنی ہی سریع الذہن کیوں نہ ہوتی۔ لڑکے سے زیادہ نمبر نہیں لے سکتی تھی اس لئے کہ اللہ نے مرد کو صاحب عقل اور عورت کو ناقص العقل بنایا ہے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کا خدا نے قرآن میں بار بار ذکر کیا ہے۔ ہم بالفعل پر بات نہیں کر رہے ہیں ہم بالقوۃ پر بات کر رہے ہیں اس لئے کہ فعل کے اعتبار سے ایک ناقص العقل بھی ایک صاحب عقل سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ـــــــ

اللہ نے عورت کو ناقص العقل بنایا ہے۔ اور اس کی گواہی کو بھی اسی لئے شریعت اسلام میں آدھی حیثیت دی ہے۔ یقیناً اللہ ہی اپنی قدرت اور اپنی مخلوقات کی تخلیقی مصلحتوں سے واقف ہے کہ اس نے عورت کو ناقص العقل اور ناقص الشہادت کیوں بنایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
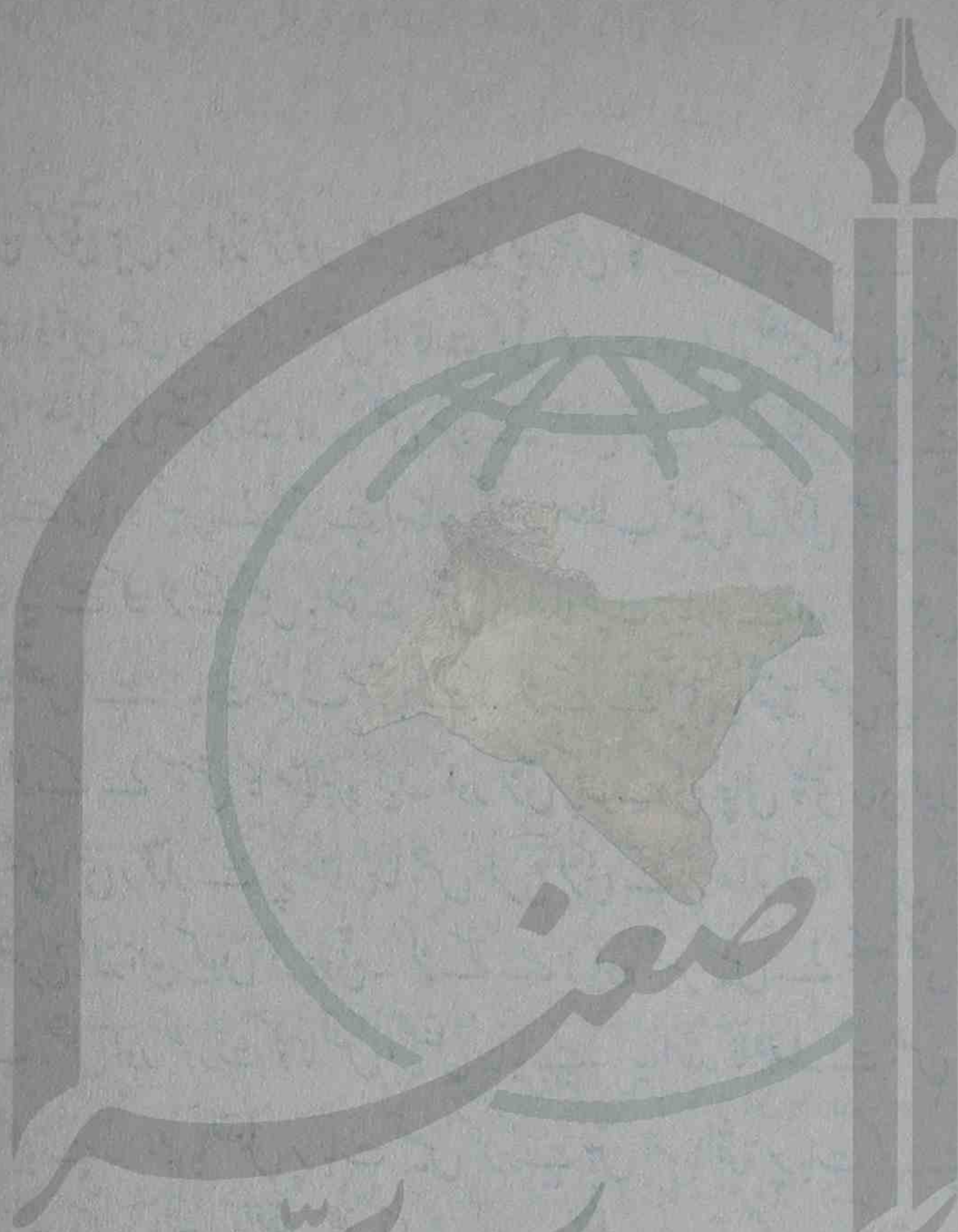
"چھٹا باب"

اللہ نے عورتوں کو ناقص المیراث قرار دیا۔

اس تاریخی حقیقت سے کون واقف نہیں کہ رسول اکرمؐ کی بعثت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو میراث میں سے کوئی حصہ نہیں دیتے تھے جب سورۃ نساء کی ۱۲۷ آیت نازل ہوئی۔

ویستفتونک فی النساء - - - - - - - - ترجمہ۔ اے رسول تجھ سے یہ لوگ عورتوں کے
- - - - - - - - - - - - - - - - - بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہہ دو! کہ اللہ
- - - - - - - - - - - - - - - - - تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اور جو
- - - - - - - - - - - - - - - - - کچھ تم پر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھا
- - - - - - - - - - - - - - - - - جاتا ہے۔ جن کو تم ان کا مقررہ حصہ میراث
- - - - - - - - - - - - - - - - - نہیں دیتے اور چاہتے ہو۔ کہ ان سے یونہی
- - - - - - - - - - - - - - - - - نکاح کرلو۔ اور ان کے بچوں کے بارے میں
- - - - - - - - - - - - - - - - - بھی اللہ فتویٰ دیتا ہے۔ کہ یتیموں بچوں کے
- - - - وان تقوموا للیتمٰی بالقسط ساتھ انصاف پر قائم رہو۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو عرب کے لوگ بگڑتے ہوئے رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ یارسول اللہ کیا عورتوں اور بچوں کو بھی میراث میں سے حصہ دیا جائے گا۔ حالانکہ: . . .

جنگ میں لڑ سکتے ہیں۔ اور نہ انہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ تو رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

یقیناً یہ اسلام کا احسان عظیم ہے۔ کہ پہلے عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی ہے۔ اسلام نے انہیں میراث کا حقدار قرار دیا۔ قرآن مجید میں اللہ نے میراث کے مسائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ اور اس مسئلہ پر پوری ملت مسلمہ متفق ہے۔ کہ اللہ نے قرآن میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو میراث میں کم حصہ کا حقدار قرار دیا ہے۔ وہ عورتیں کہ جنہیں زمانہ جاہلیت میں خود میراث سمجھ کر آپس میں تقسیم کرلیا جاتا تھا۔ افسوس کہ آج کی مسلمان مگر مغرب زدہ عورتیں اسلام کے اس احسان کو بھول گئیں۔ کہ اسلام نے انہیں میراث کے طور پر تقسیم ہونے کے بجائے ایک باعزت مقام عطا کیا۔ لہٰذا مسلم خواتین کو چاہئے کہ وہ انہی اسلامی حدود میں رہیں۔ جو اللہ نے ان کے لئے معین کی ہیں اور حدود سے تجاوز کر کے مرد کی برابری کا دعویٰ نہ کریں۔ اس لئے کہ اسلام نے ان پر یہ احسان عظیم کیا ہے۔ کہ میراث میں انہیں بھی حصہ دار قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو جو باعزت مقام عطا کیا ہے اس پر آئندہ ابواب میں بحث کی جائے گی۔

قرآن مجید کی آیات میں واضح اور محکم انداز میں اللہ نے عورتوں کی میراث کے مسائل بیان کرتے ہوئے عورتوں کو ناقص المیراث قرار دیا ہے۔ یعنی میراث میں سے لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلے میں آدھا حصہ ملے گا۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورہ۔ ۱۱ آیت

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین - فلھا النصف

ترجمہ۔ اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔ پھر اگر لڑکیاں دو سے زائد ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ لڑکی ایک ہی ہو۔ تو اس کے لئے ترکہ کا نصف حصہ ہے۔

سورۃ نساء ۷ آیت

للرجال نصیب -

ترجمہ۔ جو کچھ والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں ان میں سے مردوں کے لئے کچھ حصہ ہے۔ اور جو کچھ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں ان میں سے عورتوں کے لئے بھی کچھ

- - - - - - - - - - - - - حصہ ہے۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اور یہ حصہ

- - - - - - - - - - - او کثر نصیبا مفروضا دینا فرض ہے۔

اس کے علاوہ تفصیل سے قرآن مجید میں میراث کے مسائل دیکھنے کے لئے۔ سورۃ نساء چوتھا سورۃ اور بالخصوص ۷ ویں آیت سے ۱۳ آیت تک اور ۱۲۷ آیت اور بہت سی دیگر آیات میں میراث کے مسائل تفصیل اور صراحت و وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔

آیات میراث میں اللہ نے وضاحت کے ساتھ فرمادیا کہ لڑکی کا حصہ لڑکے کی نسبت آدھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت ناقص المیراث ہے۔ اللہ نے خواتین پر ناعوذ باللہ ظلم نہیں کیا۔ بلکہ عورتوں کو ان کی تخلیقی کیفیات کے اعتبار سے وراثت عطا کی ہے۔ اور نسبی اور سببی قریبی اور دور کے تمام رشتہ داروں کے مسائل میراث قرآن میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ہر شخص آیات پڑھنے کے بعد سمجھ سکتا ہے۔ کہ عورتوں کا حصہ مرد کی نسبت میراث میں اللہ نے کم رکھا ہے۔

واضح رہے کہ میراث کا وارث اللہ نے مرد ہی کہ معین فرمایا ہے۔ اور عورتوں کو مرد کی نسبت نصف میراث کا حقدار قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نمل میں فرمایا ۲۷ سورۃ ۔ ۱۶ آیت۔

وورث سیلمان وائود - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور حضرت سلیمان حضرت داؤد کے
- - - - - - - - - - - - وارث ہوئے اور اس نے کہا کہ اے لوگوں ہمیں
- - - - - - - - - - - - پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز میں
- - - - - - - - - - - - سے حصہ (میراث) دی گئی ہے۔ یقینا یہ کھلم
- - - - - - النفضل المبین کھلا فضیلت ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ نے وارثت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے زمین کا وارث مردوں کو بنایا۔ اور سورہ فاطر آیت ۳۲ میں فرمایا کہ ہم نے کتاب کا وارث مصطفےٰ بندوں کو بنایا۔ قرآن اور الھامی کتابوں کا وارث مردوں کو بنایا۔ جنت کا وارث مردوں کو بنایا یعنی کہیں بھی اللہ نے مونث کا صیغہ ایسے مقامات پر استعمال نہیں کیا۔

اگر مزید وضاحت مقصود ہو تو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا مطالعہ فرمائے۔ سورۃ نساء ۱۱ آیت، سورۃ اعراف ۱۶۹ آیت، سورۃ نساء ۱۹ آیت، سورۃ مریم ۴۰ آیت۔ ۶ آیت۔ ۸۰ آیت، سورۃ نساء ۱۷۶ آیت، سورۃ انبیاء ۷۹ آیت۔ ۱۰۵ آیت، سورۃ اعراف ۱۰۰ آیت، سورۃ مومنون ۱۰ آیت ۱۱ آیت، سورۃ احزاب ۲۷ آیت۔ ۴۳ آیت ۱۳۷ آیت، سورۃ فاطر ۳۲ آیت سورۃ زمر ۷۴ آیت، سورۃ غافر ۵۳ آیت، سورۃ شعراء ۸۵ آیت ۵۹ آیت، سورۃ دخان ۲۸ آیت، سورۃ مریم ۶۳ آیت، سورۃ اعراف ۱۲۸ آیت، سورۃ زخرف ۷۲ آیت، سورۃ شوریٰ ۱۴

آیت، سورۃ نساء ۱۲ آیت سورۃ بقرہ ۲۲۳ آیت، سورۃ قصص ۵ آیت، سورۃ فجر ۱۹ آیت، سورۃ آل عمران ۱۸۰ آیت

مسئلہ میراث ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ کوئی بھی مسلمان قرآن کی ان واضح آیات سے انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتا اور ہر شخص قرآن کی آیات میراث کو پڑھ کر یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اللہ نے مرد کو میراث میں زیادہ حصہ دیا ہے اور عورت کو ناقص المیراث قرار دیا ہے۔

نوٹ:۔ عربی داں حضرات جانتے ہیں کہ جمع مذکر کے صیغے میں مذکر افراد کے لئے تغلیب مراد ہوتی ہے۔

"ساتواں باب"

اسلام میں طلاق کا حق اللہ نے صرف مردوں کو دیا ہے

سب جانتے ہیں کہ طلاق ایک ایسا عمل ہے۔ کہ جسے اللہ نے جائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ ناپسند بھی فرمایا ہے۔

ملت مسلمہ کے تمام موجودہ فرقوں اور تمام اسلامی فقہوں میں یہ مسئلہ متفقہ طور پر طے شدہ ہے۔ کہ طلاق کا حق اللہ نے صرف مردوں کو دیا ہے۔ اور اگر بیوی طلاق نہ بھی لینا چاہے۔ تو بھی اسکا شوہر اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ یعنی نکاح کے وقت تو بیوی سے اس کی مرضی کے معلوم کرنے کا شریعت اسلام میں حکم ہے لیکن طلاق دیتے وقت بیوی سے اس کی رضامندی معلوم کئے بغیر اسلام میں اسے طلاق دینا جائز ہے۔ اگرچہ شریعت اسلام میں اس سلسلے میں اللہ نے مردوں کو کچھ اخلاقی ضابطے عطا کئے ہیں۔ اور شوہروں پر کچھ حدود اور پابندیاں عائد کی ہیں کہ مرد بلاوجہ اپنے اس حق طلاق کو استعمال نہ کریں۔ لیکن بہرحال یہ بات طے شدہ ہے کہ اسلام میں طلاق کا حق اللہ نے صرف مردوں کو دیا ہے۔ اور عورت کو طلاق کا حق عطا نہیں کیا۔ یعنی عورت نکاح کے وقت شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے تو اپنی مرضی کے اظہار کا حق رکھتی ہے۔ لیکن بعد میں اگر شوہر اپنی بیوی کو نہ رکھنا چاہئے تو شریعت اسلام کے تحت کوئی بیوی اپنی مرضی کو شوہر پر مسلط نہیں کر سکتی۔ اس طرح ازدواجی زندگی میں شوہر کی مرضی کو مکمل دخل ہے۔ اور عورت کی مرضی چونکہ نکاح کے وقت اسلام میں قابل قبول ہے اور طلاق کے وقت قابل قبول نہیں ہے۔ اس لئے نتیجہ نکلا کہ ازدواجی

زندگی میں بھی شوہر ہی کو مکمل اختیار حاصل ہے اور عورت کو چونکہ نکاح کے وقت اختیار حاصل ہے اور طلاق کے وقت اختیار حاصل نہیں۔ اس لئے عورت کو کسی مرد کی زندگی میں شامل ہونے کا آدھا اختیار حاصل ہوا۔ اور مرد مکمل صاحب اختیار ہوا۔ تو پھر شوہر اور بیوی کو شریعت اسلام کے تحت ایک ہی درجہ میں کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوا عورت اسلام کی رو سے کبھی بھی مرد کے برابر نہیں ہو سکتی۔

طلاق کی چند قسمیں درج ذیل ہیں۔ جن میں سے کسی بھی طلاق کی قسم میں شریعت اسلام کے تحت عورت کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو حاصل ہے اور طلاق رجعی میں رجوع کرنے کا حق بھی صرف مرد کو حاصل ہے۔ عورت کو رجوع کرنے کا حق بھی اسلام نے نہیں دیا۔ یعنی جب تک مرد رجوع نہ کرے عورت کو کوئی حق حاصل نہیں۔

ا۔ طلاق رجعی۔ جس میں رجوع کا حق مرد کو حاصل ہے۔ عورت کو نہیں۔

۲۔ طلاق بائن۔ اگر تین دفعہ طلاق واقع ہو جائیں۔ تو تیسری طلاق دینے کے بعد اسلام نے شوہر کو رجوع کرنے کا حق نہیں دیا۔ بلکہ تین شرطیں عائد کیں اور جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر شوہر اس سے شادی کر سکتا ہے۔ ا۔ دوسرے شوہر سے وہ نکاح کرے اور ہمبستری کرے دوسری شرط یہ کہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے یا مر جائے اور تیسری شرط یہ کہ دوسرے شوہر سے طلاق یا وفات کے بعد عورت عدت پوری کرے۔ پھر کہیں پہلا شوہر اس سے شادی کر سکتا ہے۔ یعنی طلاق کے بعد مطلقہ بائنہ کے لئے حلالہ کا حکم ہے شریعت اسلام میں مرد کی بالادستی کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو گی۔ کہ طلاق مرد دے رہا ہے اور حلالہ کا حکم اس کی مطلقہ بیوی کو ہے۔ مرد کے لئے یہ حکم نہیں ہے کہ وہ حلالہ کرے یعنی پہلے کہیں اور شادی کرے پھر اپنی مطلقہ بیوی سے نکاح کرے۔

۳۔ طلاق خلع۔ وہ عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہتی ہو۔ تو وہ عورت اپنا مہر یا کوئی اور دولت و ثروت دے کر مرد سے درخواست کرے کہ وہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے۔ تو اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔ اس میں بھی طلاق کا حق صرف مرد ہی کو حاصل ہے۔

۴۔ طلاق مبارات۔ اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں۔ اور بیوی شوہر کو مال و دولت دیکر درخواست کرے تو اگر شوہر اسے طلاق دینا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے۔

طلاق کی مذکورہ بالا تمام اقسام میں طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہی اسلام نے عطا کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا۔

سورۃ بقرہ۔ ۲۳۲ آیت:۔

واذا طلقتم النساء - - - - - - - - - - - اور جب تم مرد، عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ

- - - - - - - - - - - - - - - - - اپنی عدت پوری کرلیں۔ تو ان کو دوسرے
- - - - - - - - - - - - - - - شوہروں کے ساتھ نکاح سے باز نہ رکھو۔ جب
- - - - - - - - - - - - - - - کہ وہ نیکی کے ساتھ آپس میں رضامند
- - - - - - - - - - - - - - بالمعروف ہوجائیں۔

مردوں کو اس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ طلاق کے بعد عورتوں کو دوسرا نکاح کرنے سے نہ روکو اس لئے کہ یہ عورتوں پر بڑا ظلم ہے۔ اور صنف نازک کے فطری جذبات کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے۔

سورۃ بقرہ ۲۳۱ آیت:

واذا طلقتم - - - - - - - - - - - - اور جب تم مرد عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ
- - - - - - - - - - - - - - - - اپنی عدت پوری کرلیں۔ تو اس وقت ان کو نیکی
- - - - - - - - - - - - - - - - کے ساتھ روک لو یا انہیں نیکی کے ساتھ
- - - - - - - - - - - - بمعروف رخصت کردو۔

یہ طلاق رجعی کی آیت ہے۔

سورۃ بقرہ ۲۳۶ آیت:۔

لا جناح - - - - - - - - - - - - - تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں اگر تم مرد ان
- - - - - - - - - - - - - - - - عورتوں کو طلاق دے دو۔ جن کو تم نے چھوا
- - - - - - - - - - - - لھن فریضہ نہیں یا ان کے لئے مہر مقرر نہیں کیا تھا۔

ان آیات کے علاوہ بھی سورۃ طلاق کی پہلی آیت سورۃ بقرہ کی ۲۳۷ آیت، سورۃ احزاب کی ۶۹ آیت، سورۃ تحریم کی ۵ آیت، سورۃ بقرہ کی ۲۳۰ آیت، سورۃ بقرہ کی ۲۲۷ آیت، ۲۲۸ آیت، ۲۲۹ آیت اور ۲۴۱ آیت اور دیگر متعدد آیات میں اللہ نے طلاق کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا ہے۔ اور ہر مقام پر ان آیات میں اللہ کا خطاب مردوں سے "جمع مذکر" اور "مذکر" سے ہے کہ "جب تم مرد طلاق دو" یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح کردیا کہ طلاق دینے کا حق اللہ نے شریعت اسلام میں صرف مرد کو دیا ہے۔ کسی عورت کو طلاق دینے کا حق کسی بھی اعتبار سے اسلام میں حاصل نہیں ہے۔ اور چونکہ شریعت اسلام اور قرآن کی آیات قیامت تک کے لئے ہیں۔ لہٰذا قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ کہ اللہ کے اس نظام عدل کو تسلیم کریں کہ اللہ کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اس میں یقیناً اللہ کی مصلحتیں مضمر ہونگی۔ جنہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب لیکن بہرحال اللہ نے یہ طے کردیا کہ کوئی عورت چاہے ان پڑھ ہو چاہے اعلیٰ تعلیم یافتہ

ہو۔ چاہے ادنیٰ دنیاوی منصب پر فائز ہو چاہے دنیا کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو۔ اسے اسلام میں طلاق دینے کا حق حاصل نہیں پھر ظاہر ہے عورتیں اگر مرد کے برابر درجہ رکھنے کا دعویٰ کریں تو اسے ان کی بھول ہی نہیں بلکہ یہ اسلام سے بغاوت اور شریعت اسلام کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ اور ایسی مسلمان عورتیں جو اللہ کے نظام عدل کے خلاف باتیں کریں وہ اللہ کی عظیم شان میں گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

ہاں البتہ اگر شوہر طلاق نہ دے اور مسلسل ظلم اور زیادتی کرے تو عورت طلاق **حاصل** کرنے کے لئے حاکم شرع سے رجوع کر سکتی ہے۔

اللہ تمام مسلمان عورتوں کو اس بغاوت سے دور رکھے۔ اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

"آٹھواں باب"

اللہ نے عورتوں سے جہاد ساقط کردیا ہے۔

اللہ نے قرآن مجید میں جو بھی آیات جہاد ارشاد فرمائیں ان میں عورتوں سے جہاد بالسیف ساقط فرمادیا ہے اسی لئے رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی میں جتنے بھی غزوات میں شرکت فرمائی۔ کسی مسلمان عورت کو جہاد کرنے کی اجازت نہیں دی۔ حتیٰ کہ کافروں اور مشرکوں میں بھی یہ دستور نہیں تھا اور نہ ہی آج کے دور جدید میں یہ عام طور سے دستور ہے کہ عورتوں کو جنگ میں شامل کیا جائے۔ اس لئے کہ جہاد میں قوت وشجاعت کا مظاہرہ ضروری ہوتا ہے۔ اور بہادری کا تعلق جسمانی قوت سے ہے۔ اور تمام کائنات کی عورتیں عام طور سے جسمانی قوت کے اعتبار سے ناقص ہیں۔ اس لئے جہاد میں عورتوں کو اگر شامل کرلیا جائے تو فائدہ کے بجائے نقصان اور فتح کے بجائے شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا اللہ نے عورتوں سے جہاد ساقط فرمادیا۔ اللہ کے تمام احکامات قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے لئے فائدہ مند ہیں۔ مثلاً آج کے دور جدید میں جنگ کرنے کے لئے جسمانی قوت کے اظہار کے ساتھ ساتھ عقل کی قوت بھی ضروری ہوتی ہے۔ یعنی آج کے دور میں جسمانی قوت سے زیادہ عقل سے جنگ کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ جدید ترین اسلحہ میں جسمانی طاقت سے زیادہ عقل کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور آج بھی عام طور سے عورتوں کو جنگ میں شامل نہیں کیا جاتا ہے جو اس بات کی قطعی دلیل ہے۔ کہ اگر عورتیں عام طور سے عقل کی قوت میں مردوں کے مساوی ہوتیں تو آج کے اس جدید اسلحہ کے دور میں عورتوں کو جنگ میں مردوں کے شانہ بشانہ لڑنے کا موقع

دیا جاتا معلوم ہوا کہ آج کے جدید دور میں عملی طور پر سب تسلیم کرتے ہیں کہ عورتیں عام طور سے ناقص العقل ہیں

اللہ نے عورت سے جہاد ساقط فرمادیا ہے۔ اور جہاد کرنے والے مردوں کی شان میں اللہ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ کہ مجاہدین ہی اپنی جان قربان کر کے کلمہ حق اور دین الٰہی کو سرخرو کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ دین الٰہی کو سرخرو اور بلند کرنے میں تمام تر مسلمان مردوں کا ہاتھ ہے۔ اور جہاد کر کے مسلمان مرد ہی اسلام کو سرخرو کرنے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ نے عورتوں سے جہاد ساقط فرمایا ہے۔ اور رسول کا حکم اور سنت بھی یہی ہے کہ رسول کسی عورت کو جہاد کرنے کے لئے لڑنے کے لئے ساتھ لے کر میدان میں نہیں گئے۔ اللہ نے مجاہدین کی قرآن میں بڑی فضیلتیں بھی بیان فرمائی ہیں مثلاً اللہ نے فرمایا۔ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیما۔ کہ اللہ نے مردوں میں سے بھی مجاہدین کو جہاد نہ کرنے والوں کے مقابلے میں بڑی فضیلت عطا کی ہے۔ تو معلوم ہوا جب مجاہدین، غیر مجاہدین سے افضل ہیں تو مجاہدین مرد ان عورتوں سے افضل کیوں نہیں قرار پائیں گے۔ کہ جن سے جہاد کا حکم ہی اللہ نے ساقط کر دیا ہے۔ لیکن یاد رکھئے عورتوں کے لئے جہاد کا مسئلہ قضا وقدر کا مسئلہ ہے۔ یعنی عورتوں سے یوم آخرت جہاد نہ کرنے کے سلسلے میں کوئی پوچھ گچھ باز پرس اور مواخذہ نہیں ہوگا

جہاد کرنے والوں کی قرآن سورۃ البقرہ میں تعریف کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ جہاد میں اپنی جان قربان کرنے والوں کو تم لوگ مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ اللہ کے نزدیک وہ مجاہدین حیات جاوداں کے مالک ہیں۔ اور ایک مقام پر قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ راہ خدا میں شہید ہونے والوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ ان کو ہم رزق دیتے ہیں۔ تو یہ حیات جاودان جہاد بالنفس کرنے والے مردوں کے لئے ہی ہے۔ ویسے تو جہاد کی اور بھی چند اقسام ہیں جہاد بالقلم اور کلمہ حق کہنا اور دیگر بہت سی اقسام جہاد ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر جہاد کی بنیادی قسم جہاد بالسیف ہے۔ جس سے اللہ نے کائنات کی تمام عورتوں کو محروم فرمادیا۔ اور جہاد سے عورتوں کا محروم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں مسلمان مردوں سے کمتر ہیں۔ یعنی اللہ نے عام عورتوں کو تخلیقی اعتبار سے عام مردوں سے کمتر بنایا ہے۔ لہٰذا اب اللہ کے فیصلوں پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا سب عورتوں کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اللہ نے انہیں مردوں کے برابر نہیں بلکہ مردوں سے کمتر بنایا ہے۔ تو پھر یہ مغرب زدہ مسلمان عورتیں مسلمان مردوں کی برابری کا دعویٰ کیوں کرتی ہیں؟

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں اللہ نے جہاد کو صرف مردوں کے ساتھ خاص اور مختص فرمادیا ہے اور مندرجہ ذیل آیات میں جہاد کرنے والے مردوں کی تعریف فرمائی ہیں۔

اور ان مجاہد مردوں کی فضیلت کا اللہ کا تذکرہ فرمایا۔ اگر جہاد کی فضیلت میں کوئی عورت شریک ہوتی تو کسی ایک آیت میں ہی کم از کم اللہ جہاد کے ساتھ عورتوں کا ذکر فرماتا۔ لیکن اللہ نے کسی ایک آیت میں بھی جہاد کے ساتھ کسی عورت کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد ، اللہ نے صرف مردوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

سورہ توبہ کی ۱۹ ویں آیت، سورہ عنکبوت کی ۶ آیت، ۸ آیت، سورۃ لقمان کی ۱۵ ویں آیت سورۃ بقرہ کی ۲۱۸ آیت، سورۃ آل عمران کی ۱۴۲ آیت، سورۃ انفال کی ۷۲ آیت ۷۴ آیت ۷۵ آیت، سورۃ توبہ کی ۱۶ آیت ۲۰ آیت ۸۸ آیت، سورۃ نحل کی ۱۱۰ آیت، سورۃ عنکبوت کی ۶۹ آیت، سورۃ حجرات کی ۱۵ آیت، سورۃ صف کی ۱۱ آیت، سورۃ عنکبوت کی ۶ آیت، سورۃ توبہ کی ۴۴ آیت ۷۳ آیت ۸۱ آیت، سورۃ مائدہ کی ۵۴ آیت، سورۃ تحریم کی ۹ آیت، سورۃ فرقان کی ۵۲ آیت سورۃ مائدہ کی ۳۵ آیت، سورۃ توبہ کی ۴۱ آیت، ۸۶ آیت، سورۃ حج کی ۷۸ آیت سورہ مائدہ کی ۵۳ آیت سورہ انعام کی ۱۰۹ آیت سورہ نحل کی ۲۸ آیت سورہ نور کی ۵۳ آیت سور فاطر کی ۴۲ آیت سورہ توبہ کی ۷۹ آیت ۲۴ آیت سورہ فرقان کی ۵۲ آیت سورہ حج ۷۸ آیت سورہ نساء کی ۹۵ آیت ۳۱ آیت میں

اللہ نے جہاد میں صرف مردوں کا تذکرہ کرتے ہوئے صرف مذکر کے صیغہ استعمال کئے ہیں اور مجاہدین کے لئے بڑی فضیلت کا تذکرہ فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مجاہدین پر اسی طرح اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین یاد رہے اس باب میں بحث صرف اس نکتہ پر ہے کہ عورتوں کو اللہ نے جہاد جیسے عظیم فریضے سے اپنی مصلحتوں کے تحت محروم کر دیا ہے یعنی بحث یہ نہیں ہے کہ عورت مرتبہ شہادت پر فائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اللہ نے اپنے فضل سے چند نامور اور مقدس خواتین کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ وہ درجہ شہادت پر فائز ہوئی ہیں۔ اور خواتین میں برگزیدہ اور مقدس بی بیوں کی طرح انہیں بھی بلند مقام حاصل ہوا ہے۔ لیکن جہاد کی فرضیت کی بنیاد پر تلوار سے لڑتے ہوئے شہید نہیں ہوئیں بلکہ اسلام کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر مرتبہ شہادت پر پہنچیں ہیں۔ اور یہ طے شدہ بات ہے کہ فرائض پر عمل کرنے کا اور ثواب ہے۔ اور سنت پر عمل کرنے کی اور جزا ہے۔ اور شہادت کا علم تو صرف اللہ کو ہے کہ کون شہید ہوا اور کون ہلاک ہوا۔ لیکن بہرحال اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے تحت یہ طے شدہ بات ہے کہ اللہ نے عورتوں سے جہاد جیسا عظیم فریضہ ساقط کر دیا ہے۔

"نواں باب"

اللہ نے تمام انسانیت کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ۔ پہلی آیت:۔

یا ایہا الناس اتقوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جس نے

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کا

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عورتیں پھیلادیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو۔ جس

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے ذریعہ تم آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علیکم رقیبا رحمی سے بچو بیشک اللہ تم پر نگران ہے۔

اس آیت میں اللہ نے واضح فرمادیا کہ اللہ نے ساری انسانیت کو نفس واحد یعنی حضرت آدمؑ کے ذریعے پیدا کیا۔ حتی کہ ان کی زوجہ حضرت حوا کو بھی حضرت آدمؑ ہی کے ذریعے خلق کیا بعض اقوال اگرچہ اس آیت کے حوالے سے یہ ملتے ہیں کہ حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی انتہائی بائیں پسلی سے اللہ نے پیدا کیا۔ لیکن یہ روایات معتبر نظر نہیں آتیں۔ اس لئے کہ ایک ہی جسم کے دوسرے حصہ سے نکاح اللہ نے جائز قرار نہیں دیا۔ اور اگر حضرت حوا حضرت آدمؑ کی انتہائی بائیں پسلی سے خلق ہوئی ہوتیں تو وہ آدم کے جسم کا حصہ قرار پاتیں۔ پھر نکاح آپس میں شریعت اسلام کے مطابق

ایک جسم میں ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے آدم کے دو بیٹے شیث اور یافث تھے۔ شیث کا نکاح نزلہ نامی حور سے اور یافث کا نکاح منزلہ نامی حور سے ہوا۔

بہر حال اس آیت سے یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ اللہ نے آدم ؑ ہی سے حوا کو خلق کیا۔ ورنہ اللہ یہ نہ فرماتا۔ خلق منھا زوجھا۔ کہ اللہ نے اس آدم ؑ ہی سے حواؑ کو خلق کیا۔ بہر حال اس مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ حوا کیسے خلق ہوئیں اس لئے کہ اللہ ہر شے پر مکمل قادر ہے۔ جسے جیسے چاہے زیور وجود عطا کرے۔ اس اللہ نے جس طرح مرد کو خلق کیا۔ اسی طرح اس نے عورت کو پیدا کیا۔ اور یہ مسئلہ بھی طے شدہ ہے کہ اللہ نے پہلے آدم "مرد" کو پیدا کیا۔ اور پھر دوسرے نمبر (درجہ) پر حوا کو خلق کیا۔ تو تخلیقی اعتبار سے بھی مرد درجہ اول پر اور عورت درجہ دوئم پر آتی ہے۔ اور خدا نے پھر اس مرد اور عورت کے ذریعے بہت سے مرد اور عورت اس کائنات میں پھیلا دیئے جیسا کہ سورۃ حجرات ۴۹ سورۃ۔ ۱۳ آیت میں فرمایا۔

یا ایھا الناس - - - - - - - - - - - - - - اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک
- مونث سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں خاندانوں اور
- قبیلوں میں اس لئے رکھا تاکہ تم ایک دوسرے کو
- پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم مردوں میں سب
- سے زیادہ مکرم و محترم وہ ہے جو سب سے زیادہ
- - - - - - - - - - - - علیم خبیر پرہیزگار ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔

تو اس مقام پر اگر عورتیں یہ کہیں کہ اگر ہم نہ ہوں تو مرد وجود میں کیسے آسکتے ہیں؟ تو اللہ نے سورۃ نساء کی اس پہلی آیت میں واضح کر دیا۔ کہ آدم ؑ سے حوا پیدا ہوئیں۔ جو بنیادی طور پر مرد ہیں۔ اگر اللہ آدم ؑ (مرد) کو پیدا نہ کرتا تو حوا (عورت) بھی نہ ہوتی۔ اور بات کو ذرا آگے بڑھایئے تو معلوم ہوگا کہ اگر خاتم النبین ؐ نہ ہوتے تو عالمین کا وجود نہ ہوتا۔ اور ظاہر ہے عورت عالمین کا ایک جز ہے۔ تو مرد کے صدقے میں یہ پوری کائنات خلق ہوئی۔ اور جس طرح مرد کے لئے کائنات کے دوسرے اجزا نباتات، جمادات، حیوانات، پہاڑ، دریا، پانی وغیرہ پیدا ہوئے اسی طرح عورت کو بھی مرد کے لئے اللہ نے خلق فرمایا۔

جو لوگ اپنے حسب و نسب پر فخر کیا کرتے تھے ان کو قرآن میں اس مقام پر تاکید کی جا رہی ہے کہ یاد رکھو۔ بہترین حسب و نسب سے تمہارا ہونا اور اپنے باپ داد پر فخر کرنا (ماں اور نانی وغیرہ پر نہیں) تمہارے لئے باعث فخر نہیں۔ اسی لئے رسول اکرم ؐ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ اے لوگو! تم آدم ؑ سے ہو اور آدم ؑ مٹی سے تھے (یہاں بھی رسول نے حوا کا نام نہیں لیا۔ بلکہ فرمایا تم

آدمؑ سے ہو) اور تم میں سب سے زیادہ معزز مرد وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ تو اگر لوگ اچھے حسب ونسب سے ہیں تو انہیں اللہ کی بارگاہ میں شکر کا سجدہ کرنا چاہیئے۔ فخرو مباہات نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ سب آدم کی اولاد ہیں۔

حسب ونسب کا سلسلہ بھی باپ سے چلتا ہے۔ اور ولادت انسان بھی باپ ہی کے ذریعے ہوتی ہے۔ ماں کا کردار تو صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کھیتی میں باپ بیج ڈال دیتا ہے۔ اگر زمین زرخیز ہو اور بیج درست ہو تو اولاد ہوتی ہے۔ پودے کے وجود میں آنے کے لئے اللہ کے قائم کردہ نظام کے تحت بیج کا صحیح ہونا اور زمین کا زرخیز ہونا دونوں ہی ضروری ہیں۔ لیکن اصل میں بچہ کی ولادت کا سبب اللہ نے باپ کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سورۃ نجم۔ ۵۳ سورۃ۔ ۴۶ آیت میں فرمایا۔

وانہ خلق - - - - - - - - - - - اور یقیناً اس اللہ نے نر اور مادہ جوڑے نطفہ سے
- - - - - - - - - - - - - - - پیدا کئے۔ جب کہ یہ نطفہ رحم میں ڈالا
- - - - - - - من نطفۃ جائے۔

سورۃ قیامۃ۔ ۷۵ سورۃ۔ ۳۷ آیت:

الم یک - - - - - - - - - - - - - کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو رحم میں ڈالا جاتا
- - - - - - - - - - - - - - - ہے۔

سورۃ نحل۔ ۱۶ سورۃ۔ ۴ آیت:

خلق الانسان - - - - - - - - - اس اللہ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ
- - - - - - - - خصیم مبین انسان کھلم کھلا جھگڑا کرنے لگا۔

سورۃ کہف۔ ۱۸ سورۃ۔ ۳۷ آیت:

! کفرت - - - - - - - - - - - کیا تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو جس نے تمہیں
- - - - - - - - - - - - - - - مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے اس نے تمہیں
- - - - - - - - سواک رجلا پورا پورا مرد بنا دیا۔

سورہ حج۔ ۲۲ سورۃ۔ ۵ آیت:

فانا خلقنا کم - - - - - - - - - تو یقیناً ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ
- - - - - - - - - - - - - - - سے۔ پھر جمے ہوئے خون سے پھٹکی سے۔

سورۃ مومنون۔ ۲۳ سورۃ۔ ۱۲۔ ۱۳ آیت:

ثم جعلناہ - - - - - - - - - - اور یقیناً ہم نے انسان کو گارا مٹی کے خلاصہ سے

- - - - - - - - - - - - - - - پیدا کیا پھر ہم نے نطفہ کو ایک محفوظ جگہ میں قرار
- - - - - - - - - - - - - - - دے دیا۔

سورۃ فاطر۔ ۳۵ سورۃ۔ ۱۱ آیت :۔

واللہ خلقنکم - - - - - - - - - - اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ
- - - - - - - - - - ازواجا سے پھر تمہیں جوڑے بنایا۔

سورۃ دھر۔ ۷۶ سورۃ۔ ۲ آیت :۔

انا خلقنا - - - - - - - - - - یقیناً ہم نے انسان کو نطفہ امشاج سے پیدا
- - - - - - - - - - امشاج کیا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ اللہ نے اصل میں بچہ کی ولادت باپ کے ذریعے رکھی ہے۔ بچہ کی ولادت کی وجہ نطفہ کو رکھا ہے۔ جس کے لئے اللہ نے فرمایا کہ نطفہ باپ میں ہوتا ہے اور ماں کو صرف ایک محفوظ جگہ قرار دیا ہے۔ اور یہ نطفہ جب باپ سے ماں میں منتقل ہوتا ہے۔ تو بچہ کی ولادت قدرت الٰہی سے عمل میں آتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر بچہ کی پیدائش کا سبب باپ ہے جو مرد ہے۔ اگرچہ عورت بھی ضمناً اس عمل پیدائش میں مرد کے ساتھ شریک ہے۔ لیکن بنیادی طور پر اللہ نے مرد کو اور اس کے نطفہ کو انسان کی خلقت کا سبب قرار دیا ہے۔ لہٰذا عورت کا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ اگر ہم نہ ہوتے تو مردوں کا وجود کیسے ہوتا۔ یہ پیدا کیسے ہوتے؟۔ لہٰذا ان آیات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اگر مرد نہ ہوتا۔ تو انسانیت خلق ہی نہ ہوتی۔ محفوظ جگہ تو نطفہ کے لئے اللہ کوئی اور بھی قرار دے سکتا تھا۔ لیکن اللہ احسن الخالقین اور علی کل شیء قدیر ہے۔ لہٰذا اس نے اس محفوظ جگہ کے لئے عورت کا انتخاب کیا۔ تاکہ مرد زیادہ ذوق و شوق سے اپنی فطرت کے مطابق نسل انسانیت کو آگے بڑھائے۔

آخرت میں ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔

چونکہ بنیادی طور پر بچے کی پیدائش کا سبب باپ ہے جو مرد ہے اسی لئے حسب و نسب کا سلسلہ باپ سے چلتا ہے ماں سے حسب و نسب کا سلسلہ نہیں چلتا۔ اور یقیناً دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر باپ ہی کے ذریعے حسب و نسب کا سلسلہ چلے گا۔ ہاں البتہ آخرت میں روز محشر ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ بچہ کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔ ماں کے نام سے آخرت میں پکارنے کی جہاں اللہ کی اور مصلحتیں ہیں ان میں سے ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ اگر آخرت میں ماں کے نام سے نہ پکارا جائے۔ تو کسی کے باپ کے بارے میں لوگوں کو صحیح علم ہوجائے گا۔ کہ کون اسکا باپ ہے؟ تو اس طرح بعض فاسق عورتوں کے گناہ حشر کے میدان میں سب پر عیاں ہوجائیں گے۔ بہرحال باپ

ہی کے حسب و نسب کو صحیح طور پر حشر کے میدان میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ حشر میں لوگوں کو ماں کے نام سے پکارے گا۔ لہٰذا آخرت میں ماں کے نام سے پکارا جانا عورتوں کے لیے فخر و مباہات کی بات نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے ستار العیوب ہونے کی دلیل ہے تاکہ جو عورتیں دنیا میں گناہوں سے صحیح طریقے سے توبہ کرچکی ہیں۔ اور ان کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوچکی ہے۔ ان کے گناہوں پر پردہ ڈالا جاسکے۔

"دسواں باب"

اللہ نے مردوں کو عورتوں سے افضل بنایا ہے

اللہ نے "مرد" کے بعد عورتوں کو دوسرا درجہ عطا کیا۔

مردوں کے افضل ہونے کی مندرجہ ذیل دلیلیں گزشتہ ابواب میں تفصیل سے بیان کی جاچکی ہیں :۔

۱۔ کہ کسی عورت کو اللہ نے نبی یا رسول نہیں بنایا۔ اس لئے ظاہر ہے مرد افضل ہے۔ اور عورت مرد کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔

۲۔ اللہ نے عورتوں کو ناقص القوت بنایا۔ اس لئے مرد افضل ہے۔ اور عورت دوسرے درجہ کی مخلوق قرار پائی۔

۳۔ اللہ نے عورتوں کو ناقص العبادت قرار دیا۔ اس لئے مرد افضل ہیں۔ اور عورت مرد کے بعد دوسرا درجہ رکھتی ہے۔

۴۔ اللہ نے عورتوں کو ناقص العقل اور ناقص الشہادت خلقی اعتبار سے بنایا۔ اس لئے مرد افضل ہے اور عورت کا درجہ مرد کے بعد آتا ہے۔

۵۔ اللہ نے عورتوں کو ناقص المیراث بنایا۔ اس لئے مرد افضل ہیں۔ عورت نہیں۔

۶۔ طلاق کا حق اللہ نے صرف مردوں کو عطا کیا۔ عورت کو نہیں۔ اس لئے مرد افضل ہے

عورت نہیں

۷۔ اللہ نے عورتوں سے جہاد ساقط قرار دیا۔ اس لئے مرد افضل ہے۔ عورت نہیں۔

۸۔ اللہ نے تمام انسانیت کو حضرت آدمؑ (مرد) کے ذریعے پیدا کیا۔ عورت کے ذریعے نہیں۔ اس لئے مرد افضل ہیں۔ اور عورت کو اللہ نے دوسرے درجہ پر رکھا۔

مردوں کے افضل ہونے کی نویں دلیل

(اللہ نے پورے قرآن میں اپنے لئے مذکر کا صیغہ استعمال کیا)

رسول اکرمؐ کی بعثت سے قبل عورتوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور معاشرہ میں عورتوں کو دسواں بیسواں یا پچاسواں نمبر اور درجہ بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے عورت پر یہ عظیم احسان کیا کہ اسے مرد کے بعد دوسرا درجہ عطا کیا۔ لہٰذا عورت کو چاہیئے کہ اپنی انہی حدود میں رہے۔ حدود سے تجاوز نہ کرے اور مرد جیسے افضل کی برابری کا دعویٰ نہ کرے۔ اس لئے کہ خدا نے ہر اعتبار سے عورت کو دوسرا درجہ عطا کیا ہے۔ اور مرد کو افضل بنایا ہے اور پہلے درجہ میں رکھا ہے۔

پورے قرآن مجید کی ۶۶۶۶ آیات میں اللہ نے جب بھی اپنا تذکرہ فرمایا ہے۔ مذکر کا صیغہ اپنے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا کی ذات صیغوں کے اس استعمال اور ذریعہ سے ماورا ہے۔ لیکن ہمیں سمجھانے کے لئے اللہ نے اپنے لئے مذکر کا صیغہ استعمال کیا۔ چونکہ کائنات میں افضل صرف مرد ہے اس لئے اللہ نے ہمیں سمجھانے کے لئے اپنے لئے کائنات کا سب سے اشرف اور سب سے زیادہ معزز صیغہ اور لفظ استعمال کیا ہے اگر عورت کا درجہ بھی مرد کے برابر ہوتا۔ تو کم از کم اللہ اپنے لئے ایک مقام پر ہی قرآن میں مونث کا صیغہ استعمال کر لیتا۔ تو اس طرح ثابت ہوا کہ اللہ کا اپنے لئے پورے قرآن میں مذکر کا صیغہ استعمال کرنا اور مونث کا صیغہ استعمال نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مرد افضل ہے۔

مردوں کے افضل ہونے کی دسویں دلیل

(اللہ نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کرایا حوا کے سامنے نہیں)

اللہ نے کائنات کا حقیقی آغاز رسول اکرمؐ سے کیا جو مرد تھے۔ اور اس کائنات کا ظاہری آغاز حضرت آدمؑ سے کیا جو مرد تھے۔ اللہ کا مرد کے ذریعے اس کائنات کا آغاز کرنا بذات خود مرد کے اشرف و افضل ہونے کی دلیل ہے۔

جب اللہ نے آدمؑ کی تخلیق کی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ اگرچہ یہ سجدہ حقیقی نہیں مجازی تھا یعنی فرشتے درحقیقت سجدہ اللہ ہی کو کر رہے تھے آدمؑ تو صرف قبلہ تھے۔ لیکن ظاہر ہے قبلہ کے تقدس کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی طرف سے معین کردہ قبلہ مقدس ہوتا ہے۔ اسی لئے آدمؑ مسجود ملائکہ کہلائے۔ لیکن یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو حوا کے سامنے سجدہ نہیں کرایا۔ اگر عورت بھی **افضل** ہوتی تو خدا حضرت آدمؑ کے ساتھ ساتھ اتنی فضیات والی بی بی حضرت حوا کے سامنے بھی سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیتا۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ بقرہ۔ ۳۰ سے ۳۷ آیات تک :۔

واذ قال ربک - - - - - - - - - -

اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے تمام فرشتوں سے فرمایا کہ یقیناً میں ہی زمین پر خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں تو سب فرشتوں نے کہا۔ کہ کیا تو ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے خون بہائے حالانکہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اللہ نے فرمایا بیشک میں بہتر جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس خدا نے آدم کو سب اسماء کا علم دے دیا۔ پھر ان سب فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان سب کے نام بتاؤ۔ ان فرشتوں نے کہا۔ کہ اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیں تو کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا۔ بیشک تو بہت ہی جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ خدا نے فرمایا۔ اے آدمؑ تم ان فرشتوں کو ان کے نام بتاؤ۔ پس جب آدم نے ان فرشتوں کو وہ نام بتادیئے۔ تو اللہ نے فرمایا کیا میں نے تم سے

نہیں کہا تھا۔ کہ یقیناً میں آسمانوں اور زمینوں کی
چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہوں اور وہ بھی جانتا
ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے
ہو۔ اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں
سے کہا۔ کہ تم آدم کے لئے سجدہ کرو۔ تو وہ
سب کے سب سجدہ ریز ہوگئے۔ سوائے ابلیس
کے۔ اس نے انکار کیا اور غرور و تکبر کیا وہ
کافروں میں سے تھا۔ اور ہم نے کہا اے آدمؑ
تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو۔ اور تم دونوں
اس میں سے بافراغت کھاؤ جہاں جہاں سے تمارا
دل چاہے۔ اور تم دونوں اس درخت کے
نزدیک نہ جانا ورنہ تم بے محل کام کرنے والوں
میں سے ہوجاؤ گے۔ پس شیطان نے انہیں پھسلا
دیا۔ اور ان دونوں کو وہاں سے نکلوا دیا جہاں وہ
دونوں تھے۔ اور ہم نے کہا کہ تم سب نیچے اتر
جاؤ۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔
اور تمہارے لئے زمین میں ایک مقررہ وقت تک
ٹھہرنا اور فائدہ ہے۔ پھر آدم نے اپنے رب سے
کلمات توبہ سیکھے۔ اور توبہ کی۔ بیشک اللہ بڑا توبہ
انہ ہو التواب الرحیم قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کے سورۃ بقرہ ۳۸۔ ۳۹ آیات، سورۃ اعراف ۱۱ سے ۲۵ آیات سورۃ بنی اسرائیل ۶۱ سے ۶۵ آیات، سورۃ کہف ۵۰ آیت۔ سورۃ طٰہٰ ۱۱۶ سے ۱۲۲ آیات، سورۃ آل عمران ۳۳ آیت و سورۃ حجر ۲۸ سے ۴۸ آیات، سورۃ ص ۷۱ سے ۸۵ آیات، سورۃ طٰہٰ ۱۲۱ آیات، سورۃ طٰہٰ ۱۵ آیت میں حضرت آدمؑ کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ان متذکرہ آیات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ خدا نے حضرت آدمؑ کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرایا۔ حضرت حوا کے سامنے فرشتوں کو سجدہ نہیں کرایا۔ لہٰذا حضرت آدمؑ (مرد) **افضل** ہیں۔ اور حضرت حوا کی بیٹیاں (عورتیں)

مرد کی طرح افضل نہیں ہیں۔

۲۔ حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت میں حضرت حوا کو بغیر امتحان کے اللہ نے اس لئے بھیجا۔ کہ حضرت آدمؑ کی ضروریات میں سے ایک ضرورت حضرت حوا تھیں۔ جس طرح جمادات، نباتات، حیوانات اور کائنات کی ہر شے مرد کے فوائد کے لئے خلق کی گئی ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد کے لئے خلق کی گئی ہے۔ اور اسلام نے مرد کو کچھ اسلامی حدود بتادیں ہیں کہ مرد کو چاہئے ان اسلامی حدود میں رہتے ہوئے ہر عورت کو اپنے تصرف میں لائے۔

۳۔ حضرت آدمؑ کے ساتھ حضرت حوا کو جنت میں بغیر کسی امتحان کے بھیج دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت آدمؑ کو حضرت حوا سے مانوس کرنا تھا۔ تاکہ حضرت آدمؑ کے زمین پر جانے تک حضرت حوا حضرت آدمؑ سے مانوس ہوجائیں (اس لئے کہ آدمؑ کو اللہ نے زمین ہی کے لئے خلیفہ بنایا تھا۔ جنت میں تو حضرت آدم کو امتحان میں کامیابی کے بعد عارضی طور پر انعام کے طور پر بھیجا تھا) لہذا آدمؑ کے ساتھ جنت میں حضرت حوا کو بھیج کر اللہ نے یہ بتایا کہ میں نے عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہے۔

۴۔ اللہ نے حضرت حوا کا امتحان اس لئے نہیں لیا۔ کہ عورتیں ناقص العقل ہیں اور مرد صاحب عقل ہے اور نبی اور رسول کامل العقل ہیں۔ حضرت آدم صاحب عقل ہونے کی وجہ سے فرشتوں کے مقابل اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اور **افضل** کہلائے اور مسجود ملائکہ قرار پائے۔

قارئین کے علم میں یقیناً یہ بات ہے۔ کہ ایک قوت عقل ہی انسان کو حیوان سے علیحدہ اور ممتاز کرکے انسان بنادیتی ہے۔ ورنہ قوت جسم و قوت ارادہ اور قوت حرکت تو حیوان میں بھی موجود ہے۔ اور حیوان بھی انسان ہی کی طرح کھاتا پیتا سوتا جاگتا چلتا پھرتا ہے۔ تو حیوان اور انسان میں یہی تو ایک فرق ہے۔ کہ انسان کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے وغیرہ میں اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے حیوان سے ممتاز ہو کر حیوان ناطق یعنی عقل والا حیوان یعنی انسان بن جاتا ہے۔ عورتیں ناقص العقل ہیں اور حیوان میں عقل نہیں ہے۔ اور مرد میں قوت عقل ہے۔

۵۔ سورۃ بقرہ کی ۳۷ ویں آیت کے مطابق کلمات توبہ بھی اللہ نے آدمؑ کو سکھائے۔ حضرت حوا کو نہیں سکھائے۔ ہاں البتہ حضرت آدم کی تقلید کرتے ہوئے کلمات توبہ حضرت حوا نے بھی ادا کئے۔

مردوں کے افضل ہونے کی گیارہویں دلیل

اللہ نے قرآن مجید میں جہاں جہاں فضیلت اور اشرفیت کی بات کی۔ وہاں صرف مردوں کا تذکرہ کیا۔ کہیں بھی پورے قرآن مجید میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں نے عورتوں کو کائنات کے مردوں سے افضل اور اشرف بنایا ہے۔ جب کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ نے مردوں کے لئے فرمایا۔ کہ میں نے مردوں کو افضل بنایا ہے۔

(قرآن میں اللہ نے بیٹوں کو بیٹیوں پر فضیلت دی ہے)

سورۃ صافات۔ ۳۷ سورۃ۔ ۱۴۹ سے ۱۵۵ آیات تک میں اللہ نے فیصلہ کن الفاظ میں فرمایا۔ کہ بیٹے افضل ہیں۔ اور اللہ نے بیٹیوں پر بیٹوں کو برگزیدہ کیا ہے۔

ان آیات میں ارشاد ہوا۔

فاستفتہم الربک البنات - - - - - - - ترجمہ پس تو ان سے پوچھ لے کہ تیرے
- - - - - - - - - - - - - - - - - پروردگار کے لئے کیا بیٹیاں ہیں؟ کیا ہم نے
- - - - - - - - - - - - - - - - - فرشتوں کو عورت بنایا ہے؟ اور وہ لوگ موجود
- - - - - - - - - - - - - - - - - تھے گواہ تھے (کیا وہ لوگ دیکھ رہے تھے) آگاہ
- - - - - - - - - - - - - - - - - ہو جاؤ وہ اپنے جھوٹے بہتان سے ضرور کہتے ہیں
- - - - - - - - - - - - - - - - - کہ اللہ کی اولاد ہے۔ اور یقیناً وہ لوگ ضرور
- - - - - - - - - - - - - - - - - جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے بیٹوں پر بیٹیوں کو
- - - - - - - - - - - - - - - - - برگزیدہ اور منتخب کیا ہے؟ اے لوگو تمہیں کیا
- - - - - - - - - - - - - - - - - ہو گیا ہے۔ تم یہ کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ (تم کیسی
- - - - - - - - - کیف تحکمون باتیں کرتے ہو)۔

اس آیت میں اللہ نے دو ٹوک الفاظ میں بیان فرما دیا (آیت ہے استفہام انکاریہ) کہ کیا اللہ نے بیٹوں پر بیٹیوں کو برگزیدہ اور منتخب کیا ہے؟ یعنی ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے لڑکیوں کو لڑکوں پر برگزیدہ، اشرف اور افضل قرار دیا ہو۔ پھر اللہ نے اس آیت میں اس افسوس کا اظہار فرمایا۔ کہ تم لوگ، کیسی باتیں کر رہے ہو۔ یاد رکھو اللہ نے فرشتوں کو عورت نہیں بنایا۔ بلکہ خدا نے فرشتوں کو مرد بنانے پر فخر کا اظہار کیا ہے۔

سورۃ زخرف۔ ۴۳ سورۃ۔ ۱۶ سے ۱۹ تک آیات۔

او اتخذ مما - وھم یسئلون

ترجمہ کیا جو کچھ اس اللہ نے پیدا کیا اس میں سے اپنے لئے بیٹیاں اختیار کیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ برگزیدہ اور منتخب کیا؟ حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس کی بشارت دی گئی۔ جس کی اس نے خدائے رحمٰن کے لئے مثال بیان کی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ اور وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ کیا وہ خدا کی بیٹی ہو سکتی ہے۔ جسے زیور میں پرورش کیا جائے۔ اور وہ جھگڑے میں کھول کر بیان بھی نہ کر سکے اور انھوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے مذکر بندے ہیں عورتیں قرار دے دیا۔ کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے عنقریب ہم ان کی گواہی لکھ لیں گے۔ اور ان سے سوال کیا جائیگا۔

ان آیات میں بھی اللہ نے لڑکوں (مرد مذکر بیٹوں) کو برگزیدگی کا سبب قرار دیا اور یہاں بھی فرشتوں کو بحیثیت مذکر خلق کرنے کا فخر سے تذکرہ کیا۔

سورۃ طور۔ ۵۲ سورۃ۔ ۳۹ آیت :۔

ام لہ البنات ولکم البنون

کیا اللہ کے لئے لڑکیاں اور تمہارے لئے لڑکے ہیں۔

اللہ نے فرعون کا تذکرہ بھی اس انداز سے کیا کہ فرعون نے بھی عورتوں کو مردوں کی نسبت کمزور، کمتر، اور صنفِ نازک ہی خیال کیا اور اپنے اقتدار اور حکومت کی بقاء کے لئے عورتوں کی طرف سے ان کے کمزور ہونے کی وجہ سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا

سورۃ بقرہ۔ ۴۹ آیت :۔

واذنجینکم ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہیں
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ خاندان فرعون کی غلامی سے نجات دی۔ جو
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ تمہیں برا عذاب چکھاتے تھے۔ جو تمہارے بیٹوں
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کو ذبح کر دیتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نساوکم تھے۔

سورۃ اعراف ۷ سورۃ ۱۴۱ آیت

یقتلون ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نساوکم بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔

سورۃ ابراہیم۔ ۱۴ سورۃ۔ ۶ آیت۔

یذبحون ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نساوکم بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔

سورۃ اعراف ۷ سورۃ۔ ۱۲۷ آیت۔

قال سنقتل ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ فرعون بولا ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کر دیں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیں
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ قہرون گے۔ اور ہم یقیناً ان پر غالب رہیں گے۔

یعنی غالب رہنے کی دلیل یہ ہے کہ بیٹوں پر غالب آجاؤ۔

سورۃ قصص۔ ۲۸ سورۃ۔ ۴ آیت۔

یذبح ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی لڑکیوں کو
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نساوھم زندہ رہنے دیتا۔

سورۃ آل عمران۔ ۳ سورۃ۔ ۳۳ آیت۔

ان اللہ اصطفے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کو عالمین میں سے چن لیا برگزیدہ بنالیا۔
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ (یعنی اللہ نے عالمین میں سے صرف مردوں ہی
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ العالمین کو چنا)

ان مندرجہ بالا آیات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ فرعون کی نظر میں اصل قوت طاقت اور ہر طرح کی صلاحیت لڑکوں کے پاس تھی۔ اس لئے وہ لڑکوں کو قتل کردیتا تھا۔ اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ اس لئے کہ فرعون جانتا تھا کہ لڑکیاں میری حکومت کا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔ یہ دوسرے درجہ کی انسان اور صنف نازک ہیں۔

مرد کے افضل ہونے کی بارھویں دلیل

(لوگ اپنے باپ دادا کے مذہب پر چلتے ہیں۔ ماں نانی اور دادی کے مذہب پر نہیں)

اللہ نے قرآن مجید سورۃ زخرف ۴۳ سورۃ۔ ۲۲ آیت میں فرمایا۔

بل قالوا - - - - - - - - - - - بلکہ انہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے اپنے باپ
- - - - - - - - - - - - - - - داداؤں کو اسی طریقے پر پایا اور ہم انہی کے نقش
- - - - - مھتدون قدم پر راہ پائے ہوئے ہیں۔

اسی طرح کے مفہوم کو اور بہت سی آیات میں اللہ نے بیان کیا ہے۔ یعنی کسی مشرک نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم اپنی ماں اور نانی کے مذہب پر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل دین تو باپ داداؤں سے چلتا ہے۔ مائیں اور نانی وغیرہ تو ناقص عبادت ناقص عقل ناقص میراث اور ناقص قوت ہیں تو وہ مرد کی طرح افضل کیسے ہو سکتی ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کے بغیر مرد کا سلسلہ نسل آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مردوں کی سب سے بڑی ضرورت عورت ہے۔ لہٰذا عورت اور مرد سب برابر ہیں؟۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہوا، پانی، زمین اور دیگر ضروریات بھی مرد کی بنیادی اور اہم ضروریات ہیں اور اگر ہوا پانی کھانا اور زمین وغیرہ نہ ہوں تو بھی مرد کی نسل کا سلسلہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور ہوا پانی وغیرہ بھی مرد کی سب سے بڑی ضرورتیں ہیں۔ تو کیا ہوا پانی کھانا زمین مردوں کے برابر یا مردوں سے افضل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ نے یہ سب چیزیں مردوں جیسی افضل مخلوق کے لئے پیدا کی ہیں۔ اسی طرح عورت کو بھی مرد کے لئے پیدا کیا ہے اور مرد کے بعد عورت کو دوسرا درجہ عطا کیا ہے۔ یعنی ضروری نہیں کہ جس چیز کی کسی کو ضرورت ہو وہ چیز افضل یا برابری کا درجہ بھی رکھے۔

سورۃ بقرہ ۲۹ آیت

ھوالذی - - - - - - - - - - - - اللہ وہ ہے کہ جس نے تم سب کے لئے وہ
- - - - - - جمیعا سب کچھ خلق کیا جو چیزیں زمین میں ہیں۔

سورۃ بقرہ ۲۲۳ آیت :۔

ونساؤکم - - - - - - - - - - - - اور تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی ہیں پس تم
- - - - - - - - - - - - - - - - اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ اور اپنی جانوں
- - - - - - - لانفسکم کے لئے آگے اچھے اعمال بھیجو۔

تو اللہ نے عورتوں کو نسل انسانی آگے بڑھانے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور رسول اکرم کا فرمان ہے کہ عورتیں زمین ہیں اور مرد پانی کی طرح ہیں۔ اور زمین پانی کے بغیر بنجر ہوتی ہے۔ زمین کا سرسبز ہونا پانی کے وجود سے ہی ممکن ہے۔

"گیارھواں باب"

ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

قرآن مجید کے سورۃ والنجم کی ابتدائی آیات میں اللہ نے رسولؐ کے قول پر اپنی وحی کی مہریں ثبت کردیں۔ اور قول رسولؐ کو وحی الہیہ کے مطابق قرار دیا۔

والنجم ---------- ترجمہ۔ قسم ہے ستارہ کی جب کہ وہ اترا تمہارا
---------- ساتھی (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا۔ نہ بہکا اور رسولؐ اپنی
---------- خواہش سے بات بھی نہیں کرتا۔ مگر وہ وحی جو
---------- یوحی اس کی طرف کی جاتی ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسولؐ کی زبان وحی الہیہ کی ترجمان ہے رسولؐ اکرم نے ماں کی عظمت وفضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اس فرمان میں رسول نے ماں کی عزت فضیلت وعظمت کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے انکار کرنے کی کسی میں جرات نہیں ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید اور رسول اکرمؐ کے بہت سے فرامین میں باپ اور ماں کی خدمت کرنے کا عزت کرنے کا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید سورۃ احقاف۔ ۴۶ سورۃ۔ ۱۵ آیت

ووصینا ---------- ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے
---------- ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی وصیت کی

- - - - - - - - - - ہے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے حمل میں

- - - - - - کرھا رکھا۔ اور تکلیف سے جنا۔

سورۃ عنکبوت۔ ۲۹ سورۃ ۔ ۸ آیت

ووصینا - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو ان کے والدین کے

- - - - - - - - - - - - ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور اگر وہ

- - - - - - - - - - - - والدین تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک

- - - - - - - - - - - - قرار دے جس کا تجھے علم نہ ہو تو پھر تو والدین کی

- - - - - - - - - - - - اطاعت نہ کرنا۔ تم سب کو میری ہی طرف لوٹ

- - - - - - - - - - - - کر آنا ہے۔ پھر جو کچھ تم عمل کرتے ہو میں تم کو

- - - - - - - - - کنتم تعملون بتلاوں گا۔

سورۃ بقرہ۔ ۲ سورۃ ۔ ۸۳ آیت

واذاخذنا - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد

- - - - - - - - - - - - لیا۔ کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

- - - - - - - - - - - - اور والدین رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں سے

- - - - - - - - - - - - حسن سلوک کرو اور سب لوگوں سے اچھی باتیں

- - - - - - - للناس حسنا کرو۔

سورۃ انعام ۶ سورۃ ۔ ۱۵۱ آیت

بالوالدین احسانا - - - - - - - ترجمہ۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک

کرو۔

سورۃ بنی اسرائیل۔ ۱۷ سورۃ ۲۳ آیت

وقضی ربک - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور تیرے پروردگار نے یہ قطعی حکم دیا

- - - - - - - - - - - - ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور

- - - - - - - - - - - - والدین کی ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر ان

- - - - - - - - - - - - دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی تیرے پاس

- - - - - - - - - - - - بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان دونوں کو اف

- - - - - - - - - - - - بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کے لئے بہت

- - - - - - - - - - - - اچھی بات کہا کرو۔ اور ان دونوں کے لئے

- - - - - - - - رحمت اور عاجزی کا بازو جھکا دے۔ اور کہہ! کہ
- - - - - - - - اے رب ان دونوں پر ایسے رحم فرما! جیسے انہوں
- - - - - - - - صغیرا نے بچپنے میں میری پرورش کی۔

متذکرہ بالا آیات کے علاوہ سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ۔ ۳۶، سورۃ بقرہ ۲۱۵ آیت، سورۃ لقمان کی ۱۴ آیت، سورۃ مریم کی ۴ آیت، سورۃ نساء ۱۳۵ آیت۔ سورۃ ابراہیم ۴۱ آیت، سورۃ نمل ۱۹ آیت، سورۃ نوح ۲۸ آیت، سورۃ مائدہ ۱۱۰ آیت، سورۃ مریم ۳۲ آیت اور دیگر متعدد آیات میں اللہ نے والدین کا ذکر خیر کیا ہے۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے ان کے لئے دعائیہ کلمات کہنے اور مغفرت کی دعائیں کرنے کی اللہ نے تاکید فرمائی ہے۔ اور ماں کا اس انداز سے تذکرہ فرمایا کہ ماں نے تمہیں کتنی تکلیف سے اپنے بطن میں اٹھایا اور عمل ولادت میں اس نے کتنی تکلیف برداشت کی، اور باپ نے کتنی تکالیف برداشت کر کے تمہاری تربیت کی لہٰذا ان والدین کے سامنے ہمیشہ قول کریم کہو۔ اور ان کے سامنے عاجزی سے جھکے رہو۔ طوالت کے پیش نظر ہم اس مقام پر تفصیل سے بحث نہیں کرسکیں گے۔ مختصراً یہ کہ والدین کے ساتھ ہمیشہ انسان حسن سلوک کرے لیکن اگر والدین اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے خلاف اولاد کو حکم دیں۔ تو اولاد کا فریضہ ہے کہ شیریں اور دھیمے لہجے میں والدین کو سمجھائے اور شریعت کے خلاف معاملات میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ لیکن اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی اپنی اولاد کو کسی جائز اور مسنون کام کا حکم دیں تو اولاد کے لئے اس مسنون اور جائز کام پر عمل کرنا فرض ہوجاتا ہے اور اگر حکم عدولی کرے تو اللہ آخرت میں اولاد سے باز پرس کرے گا

اللہ اور رسولؐ نے جہاں باپ کا بڑا بلند درجہ بتایا ہے وہیں ماں کی عظمت وعزت کا خصوصیت سے تذکرہ فرمایا ہے۔ اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول کی بعثت سے پہلے جتنی توہین ماں کی کی جاتی تھی۔ شاید تاریخ میں عورتوں پر ظلم کی اس سے بدتر مثال پیش نہیں کی جاسکتی حتی کہ ماں کو میراث کے مال کے طور پر تقسیم کرلیا جاتا تھا۔ عورت کا وجود انسان کے لئے توہین اور ذلت کا باعث سمجھا جاتا تھا۔ اور عورت کو حیوانوں سے بھی بدتر درجہ دیا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں مشرکین عورت کے لئے جہنمی ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یہودی عورت کو گناہوں کی ماں اور جڑ کہتے تھے۔ عیسائی حضرات عورت کو مکروفریب اور تکلیفوں اور مصیبتوں کی وجہ قرار دیتے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں اس دور کے اسکالرز عورتوں کو بچھو کا ڈنک قرار دیتے تھے۔ ہندو مذہب میں بھی معاشرہ کی یہ خرابی رائج تھی کہ بیوی کو شوہر کے ساتھ زندہ ہی جل جانا پڑتا تھا۔ اور زمانہ جاہلیت میں بیٹی بابا بابا پکارتی رہتی تھی اور اسے زندہ دفن کردیا جاتا تھا۔

اس کے بر خلاف اسلام نے عورتوں کو اتنا بلند درجہ دیا کہ مردوں کے بعد عورت کو کائنات کی سب سے زیادہ قابل احترام مخلوق قرار دیا۔ میراث میں حصہ دیا۔ شرم وحیا کا پیکر قرار دیا۔ بیٹی کو زندہ درگور کرنے کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی رسم قبیح کو ختم کیا۔ ایک بیٹی کی صحیح تربیت پر جنت کی ضمانت دی۔ غرض یہ کہ اسلام نے عورتوں کو اتنے حقوق دیئے کہ دنیا کے کسی معاشرہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ اسلام نے ماں کو اس کا جائز مقام عطا کیا۔ اور اولاد کو ماں کی خدمت وعزت اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ لیکن اس کے باوجود ماں کے مقابلے میں باپ کو خاندان کا سربراہ مقرر کیا۔ اس لئے کہ عورت ہونے کے حوالے سے ماں، باپ کی نسبت دوسرے درجہ پر ہے۔ تو جب خدا کو یہ گوارہ نہیں کہ ایک خاندان کی سربراہی ایک ماں جیسی عظیم ہستی کے سپرد کی جائے تو خدا کے قانون میں یہ گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ کہ کسی مسلم عورت کو کسی ادارہ یا حکومت کا سربراہ بنا دیا جائے۔

زمانہ جاہلیت میں بیٹوں ہی کو ساری دولت سمجھا جاتا تھا۔ اور بیٹیوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ بیٹے والدین کے لئے نعمت اور بیٹیاں والدین کے لئے رحمت ہیں۔

اس طرح اسلام نے بیٹی، ماں، بہن، بیوی ہونے کے حوالے سے عورت کو جائز مقام عطا کیا۔ اور مرد کے بعد دوسرے درجہ پر فائز کیا۔ اس فضل الٰہی پر عورتیں جتنا اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے۔

ماں کی عزت اور احترام اولاد پر لازم ہے

دنیا کے کسی مذہب میں ماں کا ایسا احترام وعزت اور حسن سلوک کا حکم موجود نہیں ہے جیسا مذہب اسلام نے ماں کی عزت وخدمت کا حکم دیا ہے۔ مذہب اسلام نے ماں کے رشتے کو اتنا عظیم قرار دیا کہ ماں کے قدموں کے نیچے اولاد کے لئے جنت قرار دی۔ یعنی اگر اولاد ماں کی خدمت کا حق ادا کرے گی تو رسول اکرمؐ نے ایسی اولاد کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ تاریخ اسلام میں ایسے کئی واقعات ہیں کہ رسولؐ نے ماں کے اکلوتے بیٹوں کو جہاد کی سعادت حاصل کرنے کے بجائے ماں کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ ماں کے رشتے کو اللہ نے عورتوں کے تمام رشتوں میں سب سے زیادہ مقدس اور عظیم رشتہ قرار دیا۔ یقیناً اسلام میں رشتوں کے حوالے ہی سے حقوق وفرائض عائد کئے گئے ہیں۔ اور ماں کے رشتے کو اتنا تقدس عطا کیا گیا ہے کہ جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ وہ اولاد کتنی سعادت مند اور خوش نصیب ہے جو دنیا میں ماں اور باپ کی خدمت کرتی ہے۔ اور ماں کی ممتا بھری دعائیں لیکر اپنی دنیا اور آخرت سنوارتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی ماں کی خدمت کر کے اپنی

دنیا اور آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جنت باپ اور ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: جنت باپ اور ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ابو داؤد

رسول اکرمؐ نے فرمایا: ماں اور باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں۔

ایک شخص نے رسولؐ سے عرض کیا۔ کہ یا رسولؐ اللہ۔ باپ اور ماں کا کیا حق ہے تو رسولؐ نے فرمایا کہ دونوں تیری جنت ہیں یا تیری جہنم ہیں۔ ابن ماجہ

رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔ کہ اولاد اگر اپنے باپ کی طرف ایسی نظر ڈالے جس سے باپ اولاد سے خوش ہو تو ایسی اولاد کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا عرض کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ اگر اولاد اپنے باپ کی طرف ۳۶۰ مرتبہ دیکھے تو فرمایا اللہ اس سے بہت بڑا ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔ کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد رحمت کی نظر سے ماں باپ کو دیکھے تو ہر نظر کے عوض اللہ ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اگر روز آنہ سو مرتبہ نظر کرے تب بھی؟ تو فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح

ہر گناہ کے لئے بدلے عذاب کو اور ہر جرم کی گرفت کو موخر کیا جاسکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کرلیا جاتا ہے۔ (حاکم)

تین شخص پر اللہ نے جنت کو حرام کردیا ہے۔ ان تین میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان ہے۔ (احمد)

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ شرک ہے اور پھر ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری مسلم)

جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو۔ اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کی خدمت کرے اور ان سے حسن سلوک کرے

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ تین دعائیں ایسی ہیں کہ جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ والد کی دعا اولاد کیلئے مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔

درمنثور میں ہے کہ ایک شخص رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک بزرگ تھے رسول اکرمؐ نے اس شخص سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے عرض کیا میرے والد ہیں۔ تو رسولؐ نے فرمایا باپ کا احترام کا خیال رکھ۔ ہرگز اس کے آگے نہ چل۔ اس سے پہلے مت بیٹھنا اس کا نام لیکر نہ پکارنا اور اس کو کسی بھی وجہ سے برا بھلا نہ کہنا۔

رسولؐ اکرم نے فرمایا۔ جنت ماں اور باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔ ابو داؤد۔

رسول اکرم نے فرمایا کہ اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصے میں پوشیدہ ہے۔

اللہ نے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت عطا کی۔

اس کے باوجود اللہ نے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت عطا کی۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی واضح اور محکم آیات دلیل کے طور پیش کی جا چکی ہیں۔

سورۃ صافات میں اللہ نے فرمایا

اصطفی البنات علی البنین۔ - - - - - - - ترجمہ۔ کیا اللہ نے لڑکوں پر بیٹیوں کو بر گزیدہ
- - - - - - - - - - - - - - - - - اور منتخب کیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسا فیصلہ
- - - - - - - - ما لکم کیف تحکمون۔ کرتے ہو۔

بیٹی کو میراث میں کم حصہ دیا۔ آیات پیش کی جا چکیں۔ بیٹی کو جسمانی قوت کم دی۔ بیٹی کو عبادت کرنے کی صلاحیت کم دی۔ کسی بیٹی کو نبی نہیں بنایا۔ جب کہ بہت سے انبیاء کرام کو اور ان کے بیٹوں کو اللہ نے نبی بنایا۔ بہر حال بیٹی والدین کے لئے رحمت ہے۔ اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ بہن کو ایک مقدس مقام اسلام میں حاصل ہے۔ اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ اس طرح تمام خواتین سے ان کے چھینے ہوئے حقوق اسلام نے واپس دلائے۔ اور انہیں تمام مخلوقات میں مرد کے بعد دوسرا درجہ دیا اور ایک باعزت مقام عطا کیا۔ اسلام کے تمام احکامات عدل پر مبنی ہیں۔ لہٰذا رشتہ کے حوالے سے اگر معاشرہ کے افراد (مرد، عورت) اسلامی احکامات سے انحراف کریں گے۔ اور مرد خواتین کو وہ عزت نہیں دیں گے۔ جو اسلام نے خواتین کو عطا کی ہے۔ (بہن، بیٹی، بیوی سب کو علیحدہ علیحدہ مقام اور عزت اسلام نے عطا کی ہے) اور اگر خواتین مردوں کو وہ مقام نہیں دیں گی جو عزت و احترام اسلام نے مردوں کو عطا کیا ہے۔ تو یہ ظلم کہلائے گا اور اسلام کے بیان کردہ اس اصول عدل سے انحراف کے نتیجہ میں پورا معاشرہ ظلم فساد اور انتشار کا معاشرہ بن جائیگا۔ لہٰذا مردوں کو چاہیئے کہ وہ خواتین کے ساتھ ان کے رشتے کے تقدس کے حوالے سے ان کی عزت کریں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ ان کو ان کا حق دیں۔ اور اپنے فرائض ادا کریں۔

اور خواتین کو چاہیئے کہ رشتہ کے تقدس کے حوالے سے بیٹا، باپ، بھائی اور شوہر کا اسلامی قوانین اور عدل پر مبنی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے احترام اور عزت کریں۔ اور ان رشتوں کے حوالے سے ہر مرد کو وہی حق دیں جو اسلام نے ان مردوں کو عطا کیا ہے اور اپنے فرائض ادا کریں۔ ورنہ اگر مردوں اور خواتین کا رشتوں کے تقدس کے حوالے سے حقوق اور فرائض میں توازن اور اعتدال نہ رہا۔ تو مسلمان معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔

"بارہواں باب"

قرآن مجید میں بیوی کو شوہر کا ماتحت اور محکوم قرار دیا گیا ہے

جیسا کہ گذشتہ باب میں ماں، بہن اور بیٹی کی عظمت وفضیلت کا تذکرہ کیا گیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ خدا نے عورتوں کے ساتھ کہیں بھی نعوذ باللہ ظلم اور ناانصافی نہیں کی۔ بلکہ مرد اور عورت ہر ایک کو اس کا جائز اور صحیح مقام عطا کیا ہے۔ اور حقوق اور فرائض کی کچھ عادلانہ حدود ان کے درمیان قائم کیں ہیں تاکہ معاشرہ میں بگاڑ اور انتشار پیدا نہ ہو۔ معاشرہ میں انتشار، بگاڑ اور عدم استحکام صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ جب مرد یا عورت اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جائیں اور اپنے اپنے حقوق اور فرائض اسلامی اصولوں کے مطابق ادا نہ کریں۔ حقوق اور فرائض میں یہ واضح سی نسبت موجود ہے کہ اگر ہر مسلمان شخص اپنا فرض ادا کرے گا تو دوسرے متعلقہ فریق کو اس کا حق مل جائے گا۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج کے دور میں ہر شخص اپنا حق تو مانگتا ہے۔ لیکن اپنا فرض ادا کرنے پر توجہ نہیں دیتا۔ اگر ان حقوق اور فرائض کے درمیان اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق مسلمان مرد اور عورتیں اعتدال اور توازن اختیار کرلیں۔ تو کسی کو کسی سے شکایت نہ رہے۔ اور ہر ایک کو اس کا جائز حق مل جائے۔ آج کے معاشرہ میں تقریباً تمام عورتیں اپنے اوپر ظلم اور ناانصافی کا رونا روتی ہیں۔ دراصل ہمارے معاشرہ کی معزز خواتین کا المیہ یہ ہے کہ وہ اپنے اس مقام اور درجہ کو ملحوظ نظر نہیں رکھتیں کہ جو دوسرا درجہ اللہ نے تمام مخلوقات میں عورتوں کو دیا ہے۔ اور ہمارے دور کی عورتیں اسی وجہ سے مردوں کے برابر حقوق طلب کرتی ہیں۔

حالانکہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر نہیں ہیں۔ اس لئے اگر مسلمان عورتیں صرف اپنے وہ حقوق طلب کریں جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں تو پھر کبھی عورتوں کو مظلوم ہونے کی شکائت نہ رہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج کے دور میں مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے حقوق طلب کرنے کی بات تو کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ان کے فرائض کیا ہیں؟ اور انہوں نے اپنے فرائض احسن طریقے سے پورے کئے یا نہیں۔ آج کے دور میں مسلمان معاشرہ میں جو بگاڑ اور افراتفری ہے۔ یہ اللہ کے بتائے ہوئے نظام عدل یعنی اسلام اور اللہ کا مقرر کردہ ضابطہ حیات یعنی قرآں مجید سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ لٰہذا بیٹے کا فریضہ ہے کہ ماں باپ کا اسی طرح احترام اور عزت کرے جیسے اسلام نے حکم دیا۔ اور بیوی کو چاہئے کہ اپنی اسی حیثیت اور حدود میں رہے۔ جو حیثیت اور حدود اس کے شوہر کے مقابلے میں اسلام نے اسے دی ہے۔ اس باب میں ہم مسلمان شوہر اور مسلمان بیویوں کے نازک رشتے اور ان کے حقوق اور فرائض پر بحث کریں گے سب سے پہلے ہم مسلمان شوہر کی اسلامی حیثیت اور بیویوں کی اسلامی حیثیت پر بحث کریں گے۔ کہ قرآن نے شوہر اور مسلمان بیویوں کے درمیان کیا حقوق وفرائض معین کئے ہیں؟ اور اسلام نے مسلمان شوہر کو کیا مرتبہ عطا کیا ہے۔ اور مسلمان بیوی کو کیا مقام عطا کیا ہے؟

زمانہ جاہلیت کی تاریخ کا علم کسے نہیں ہے کہ اس زمانے میں شوہر اپنی بیویوں پر اتنے مظالم کیا کرتے تھے۔ کہ جن کے تصور ہی سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بیوی سے کرخت اور سخت لہجے میں گفتگو کرنا اور زدوکوب کرنا عام سی بات تھی۔ بیوی پر اس دور کا مرد ہر طرح کے مظالم کرتا تھا اور بیوی کو حقیر سی چیز سمجھتا تھا۔ مختصر یہ کہ زمانہ جاہلیت میں شوہر اپنی بیوی سے جانور اور حیوانات سے بھی بدتر سلوک کیا کرتے تھے۔

لیکن مذہب اسلام نے بیوی سے اس کے سلب شدہ مقدس حق کو واپس دلوایا۔ اور مردوں کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرو، محبت اور شفقت سے پیش آؤ، اپنی بیویوں کو جانور نہ سمجھو، یہ بھی انسان ہیں، ان کے ساتھ انسانی سلوک کرو۔ اسلامی معاشرے کی ابتدا ہی سے مسلمان مردوں نے اللہ کی بتائی ہوئی ان تعلیمات پر عمل کرنا شروع کیا اس طرح بیوی کو اس کے حقوق ملنے شروع ہوگئے اور شوہر کی محبت اور عنایت اور شفقت آہستہ آہستہ بیوی کو ملنی شروع ہوگئی۔ زمانہ کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ شوہر کی یہ محبت اپنی بیوی کے ساتھ اتنی بڑھی اور عام مسلمان شوہروں نے اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرنے میں اتنا مبالغہ اور تجاوز کیا۔ کہ آہستہ آہستہ عورت زمانہ جاہلیت کے ظلم کو بھول گئی۔ ایک طرف تو مسلمان مرد نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ بیوی کے ساتھ

محبت میں بہت تجاوز کر گیا۔ اتنا تجاوز کیا کہ بیوی کی محبت کے حصول کے مقابلے میں دنیا کے سارے رشتوں اور کائنات کی ہر چیز کو حقیر سمجھنے لگا۔ مسلمان مرد کی اس بھول، غلطی اور تجاوز کی وجہ سے مسلمان بیوی آہستہ آہستہ اپنی حیثیت بھولنے لگی۔ اور جتنا زمانہ آگے بڑھتا رہا بتدریج مسلمان بیوی شوہر پر غالب آنے لگی۔ اور ہوتے ہوتے آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ مسلمان بیوی اپنے مسلمان شوہر کی برابری کا دعویٰ کرنے لگی۔ اور عام طور سے عملی طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مسلمان بیوی اپنے شوہر پر حکم چلانے لگی۔ اسلام نے شوہر کو بیوی پر حاکم بنایا تھا۔ اور محبت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن مسلمان شوہر اور مسلمان بیوی اسلامی تعلیمات کو بھول بیٹھے۔ اور شوہر نے بیوی سے محبت کرنے میں تجاوز کیا اور بیوی اس محبت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر شوہر پر حاکمیت کرنے لگی۔ اور اس طرح مسلمان معاشرہ میں بہت ساری خرابیوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ اگر شوہر اور مسلمان بیوی اپنی اپنی حدود اسلامی میں رہتے تو معاشرے میں یہ ساری خرابیاں پیدا نہ ہوتیں۔ (جن کا ذکر اگلے باب میں آئے گا) لہٰذا اس باب میں ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ مسلمان شوہر اور مسلمان بیوی کی اسلامی حیثیت کیا ہیں اور اللہ نے قرآن میں شوہر کا کیا مرتبہ بیان کیا ہے۔ اور مسلمان بیوی کو اللہ نے کیا مقام عطا کیا ہے۔ تاکہ اسلام کی متعین کردہ عادلانہ حیثیتوں کو اختیار کرنے کے بعد مسلمان شوہر اور مسلمان بیوی معاشرہ کو ان خرابیوں سے نجات دلا سکیں۔ اور مسلمانوں میں صحیح معنوں میں مسلم معاشرہ قائم ہو سکے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب مسلمان شوہر اور مسلمان بیوی اپنی اپنی اسلامی حیثیتوں کو سمجھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تمام مسلمان شوہروں اور مسلمان بیویوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا کرے آمین۔ ذیل میں قرآن میں اللہ کی بیان کردہ دلیلیں پیش کی جا رہی ہیں۔ جن میں اللہ نے واضح طور پر شوہر کو بیوی پر حاکم قرار دیا۔ اور اللہ کی بیان کردہ دلیلوں سے کافر اور فاسق ہی انکار کر سکتے ہیں۔ مسلم مرد اور مسلم عورت ان دلائل سے انکار کی جرات نہیں کر سکتے۔

پہلی قرآن کی دلیل۔

اللہ نے قرآن میں مسلمان بیوی کو مسلمان شوہر کا ماتحت قرار دیا ہے۔

سورۃ تحریم۔ ۶۶ سورہ۔ ۱۰ آیت

ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرت نوح و۔ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے اللہ نے نوحؑ کی زوجہ (جس کا نام والہہ تھا) اور لوطؑ کی بیوی (جس کا نام والعہ تھا) کی مثال بیان کی

- - - - - - - - - - - - - - - - ہے۔ وہ دونوں عورتیں ہمارے دو صالح بندوں

- - - - - - - - - - - - - - - - (یعنی نوح اور لوط) کے ماتحت تھیں (یعنی ان

- - - - - - - - - - - - - - - - کی بیویاں تھیں پس ان دونوں عورتوں نے ان

- - - - - - - - - - - - - - - - دونوں صالح بندوں سے خیانت کی (خیانت سے

- - - - - - - - - - - - - - - - مراد یہاں یہ ہے کہ یہ عورتیں نبی کے رازوں کو

- - - - - - - - - - - - - - - - فاش کر دیتی تھیں) پس ان دونوں کو اللہ تعالیٰ

- - - - - - - - - - - - - - - - نے عذاب سے بچانے میں کوئی کفایت نہ کی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - اور کہا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں داخل

- - - - - - - ادخلا النار مع الداخلین ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

اس آیت مبارکہ کا ترجمہ مسلمان فرقوں کے باہم اختلاف کے باوجود تمام مکاتب فکر اور تمام مترجمین قرآن کے ترجموں میں آپ دیکھ لیں۔ سب نے یہی مذکورہ بالا ترجمہ کیا ہے۔ اور اس ترجمہ کے علاوہ کوئی عربی دان کوئی اور ترجمہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اللہ نے آیت میں خود لفظ تحت استعمال فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ۔ اس کے علاوہ کوئی ممکن ہی نہیں ہے کہ ان دونوں عورتوں کو دونوں نبیوں کے ماتحت یعنی ان کی بیویاں قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ ایک نوحؑ کی زوجہ اور دوسری لوطؑ کی زوجہ تھی تو معلوم ہوا کہ اگر اللہ مسلمان بیوی کو مسلمان شوہر کے ماتحت قرار نہ دیتا۔ اور اگر اسلام اور قرآن کی یہ تعلیم نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں ماتحت کے بجائے لفظ زوجہ بھی استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن اللہ نے زوجہ کے بجائے بیوی کے لئے لفظ ماتحت استعمال کیا۔ جو اس بات کی بین اور بالکل واضح دلیل ہے۔ کہ مسلمان بیوی، مسلمان شوہر کے ماتحت اور تابع ہے۔ اور اللہ نے مسلمان شوہر کو مسلمان بیوی کا قرآن میں حاکم قرار دیا ہے۔ جو قرآن کی نص ہے۔ اور اس قرآن کی نص کو عام عقل رکھنے والا انسان سمجھ سکتا ہے۔ اور ذرا سا شعور رکھنے والا انسان بھی اگر وہ مسلمان ہے۔ اس سے انکار کی جرت نہیں کر سکتا کہ اللہ نے قرآن کی اس آیت میں مسلمان بیوی کو مسلمان شوہر کے ماتحت قرار دیا ہے۔

لہٰذا مسلمان بیویوں کو چاہئے کہ وہ شوہر کی ماتحت رہیں۔ شوہروں پر اپنی حاکمیت قائم نہ کریں۔ اور مسلمان شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی سے حسن سلوک، محبت اور شفقت کا ویسا ہی سلوک کرے جس کی اسلام نے انہیں تعلیم دی ہے۔

دوسری قرآنی دلیل۔

اللہ کی جانب سے طلاق دینے اور رجوع کرنے کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے۔ جو شوہر کے بیوی سے افضل ہونے کی قاطع دلیل ہے۔

سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۲۹

الطلاق مرتن ---------- ترجمہ۔ طلاق جس کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے وہ دو ہی مرتبہ ہے۔ اس کے بعد یا تو نیکی سے روک لو (یعنی رجوع کر لو) یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کردو۔ ------ باحسان

مذکورہ بالا آیت میں اللہ نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ شوہر بیویوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اگر شوہر بیوی سے افضل نہ ہوتے۔ تو خدا کبھی بھی مسلمان شوہر کو طلاق کا حق اور رجوع کا حق نہ دیتا۔ جب کہ اس آیت اور قرآن کی دیگر طلاق سے متعلق آیات میں اللہ نے طلاق دینے اور بیوی کی طرف رجوع کرنے کا حق صرف مسلمان شوہر کو دیا ہے۔ کسی مسلمان بیوی کو طلاق دینے یا رجوع کرنے کا حق اسلام میں حاصل نہیں (تفصیلی بحث اس سلسلے میں باب طلاق میں کی جاچکی ہے۔) اللہ نے طلاق دینے کا حق بیوی کو عطا نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شوہر بیوی سے افضل ہے۔ اور اللہ نے مسلمان شوہر کو عورت کی نسبت بالادستی عطا فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں جتنی بھی طلاق کے بارے میں آیات ہیں۔ سب آیات میں طلاق کا حق مرد کو حاصل ہے۔ جو شوہر کی بیوی پر فضیلت کی دلیل قاطع ہے۔

سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۲۸

وبعولتھن---------- (عورتوں کے طلاق کے مسائل بیان کرتے ہوئے اللہ نے مسئلہ بتا دیا) ترجمہ۔ کہ اگر ان عورتوں کے خاوند اصلاح کا ارادہ کرلیں تو وہ اس مدت میں ان عورتوں کو واپس لینے یعنی بیوی بنانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ ------ اصلاحا

بہر حال ان آیات طلاق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ نے شوہر کو بیوی سے افضل بنایا ہے اسی لئے طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو عطا کیا ہے۔ بیوی کو نہیں۔

تیسری قرآن کی دلیل

اللہ نے مسلمان شوہر کو بیوی کا حاکم قرار دیا ہے

سورۃ نساء ۔ ۴ ۔ سورۃ ۳۴ آیت ۳۵ آیت

الرجال قوامون علی النساء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ مرد (شوہر) عورتوں (بیویوں) پر حاکم ہیں۔ اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر عطا کی ہے۔ اور اپنے مالوں میں سے خرچ کرنے کے سبب سے۔ پس نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار ہیں اور پیٹھ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں جن کی خدا نے حفاظت کی۔ اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تم سب مردوں کو خوف ہو۔ انہیں نصیحت کرو۔ اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑے رکھو۔ اور انہیں مارو۔ ضرب لگاؤ پھر اگر تمہاری بیویوں نے تمہاری اطاعت کرلی تو تم ان کے خلاف کوئی راہ نہ ڈھونڈو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ وبلند و برتر ہے۔ ۔ ۔ ۔ کان علیا کبیرا

وان خفتم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان نا اتفاقی کا خوف ہو۔ تو ایک منصف مرد، مرد کے خاندان سے اور ایک منصف مرد عورت کے خاندان سے بھیج دو۔ اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا اور خبیر ہے۔ ۔ ۔ ۔ علیما خبیرا

ان آیات میں اللہ کی جانب سے مسلمان شوہروں کو یہ حکم ہے۔ کہ شوہر کے جائز احکامات میں جو مسلمان بیوی حکم عدولی کرے۔ شوہر کا جائز حکم اگر نہ مانے۔ تو نافرمان بیوی کو ضرب لگائی جائے مارا جائے ظاہر ہے اللہ کے حکم کی اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اگر اللہ کے کسی حکم کی

کوئی مسلمان خلاف ورزی کرے تو فاسق کہلاتا ہے۔ لہٰذا ضرب لگانے اور مارنے کا حکم اللہ کی طرف سے دنیا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اگر بیوی مسلمان ہے۔ تو اس سے ہر حال میں شوہر کے جائز احکامات کی اطاعت کروائی جائے حتیٰ کہ مار پیٹ سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ یہاں نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ ہر حال میں مسلمان بیوی کو جائز معاملات میں شوہر کا اطاعت گزار دیکھنا چاہتا ہے۔

سورۃ نساء کی ۳۴ اور ۳۵ ویں آیات کے ذیل میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کی تفاسیر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس میں کسی مسلمان فرقہ کا آپس میں ایک دوسرے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس مقام پر ان متفقہ تفاسیر کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ اور سورۃ نساء کی ۳۴، ۳۵ آیات کے اہم حصوں پر اختصار سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

چوتھی قرآنی دلیل۔ الرجال قوامون علی النساء کے کیا معنی ہیں؟ مسلمان شوہر بیوی کے حاکم ہیں

الرجال قوامون علی النساء کا ترجمہ قرآن مجید کے مترجمین نے یہی کیا ہے کہ شوہر بیویوں کے حاکم ہیں۔ مرد عورتوں کے حاکم ہیں۔ اور مسلمان بیویاں اپنے شوہروں کی محکوم ہیں۔ اور مردوں کی حکومت اپنی بیویوں پر اسی طرح ہے جس طرح حاکم کی حکومت اپنی رعایا پر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے عورتوں پر شوہروں کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ مرد عقل میں مکمل حسن تدبیر کے مالک ہیں اور اعمال صالحہ، عقائد اسلامی اور اطاعت و عبادت الٰہیہ میں زیادہ قوت رکھنے والے ہیں۔ اور مرد ہی اپنے مال سے نان و نفقہ اور مہر ادا کرتے ہیں۔

علل الشرائع میں ہے کہ رسول اکرمؐ سے سوال کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہؐ مردوں کی فضیلت بیویوں پر کیا ہے؟ تو رسول نے فرمایا "کہ جو پانی کی فضیلت زمین پر ہے۔ کہ زمین پانی کی وجہ سے زندہ ہے اور عورتوں کی زندگی مردوں کی وجہ سے ہے۔ اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہ کی جاتیں۔" بہر حال قرآن مجید کی کسی بھی آیت کا ترجمہ سیاق و سباق کے ساتھ ساتھ نص رسول اکرمؐ کو ملحوظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اور اگر کسی آیت میں کسی لفظ کے بہت سے معانی ہوں۔ تو آیت میں وہی معنی اختیار کئے جاتے ہیں جو معنی رسولؐ نے بتائے ہوئے ہوں۔ اس لئے قرآن کی متشابہ آیات کے علاوہ قرآن کی بعض محکم آیات کو بھی مسلمان بغیر رسولؐ کے بیان اور تفسیر کے نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ جیسی بنیادی عبادات کی ترتیب تفصیل طریقہ قرآن میں موجود نہیں ہے بلکہ خدا نے اجمالاً اشارہ کرتے ہوئے ان عبادات کو اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ لہٰذا اگر رسولؐ ان عبادتوں کی ترتیب، تفصیل اور طریقے نہ بتاتے تو ان بنیادی عبادتوں پر بھی عمل ممکن نہ تھا۔ لہٰذا نص

رسول کے بغیر قرآن کی کسی آیت کا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی لئے نص رسولؐ کے حوالے سے ملت مسلمہ کے تمام فرقوں نے بغیر کسی اختلاف کے الرجال قوامون علی النساء کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ شوہر (مسلمان مرد) اپنی بیویوں (عورتوں) کے حاکم ہیں اگر اس کے علاوہ اس آیت کا کوئی اور۔ ترجمہ کیا جائے تو وہ تفسیر بالرائے ہوگی۔ جو شریعت اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی قرآن کی آیات اور ان کے معانی اور مفاہیم میں سابقہ امتوں کے بعض مفاد پرست لوگوں کی طرح اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے تبدیلی تحریف اور ترمیم کردے۔

بعض جگہوں پر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض مسلمان مگر مغرب زدہ خواتین اپنے آپ کو مرد یعنی شوہر کی حاکمیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے اور اپنی من مانی کرنے کے لئے اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے کی خاطر یعنی سابقہ امتوں کی طرح اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے شوہر کی عائد کردہ جائز پابندیوں سے جان چھڑانے کے لئے اس آیت کا غلط ترجمہ کرتی ہیں۔ مثلاً نعوذ باللہ وہ یہ ترجمہ کرتی ہیں۔ کہ شوہر مسلمان بیویوں کا محافظ اور نگہبان ہے۔ اگر بالفرض یہی ترجمہ نعوذ باللہ کرلیا جائے تو بھی مسلمان بیوی اپنے شوہر کی حاکمیت سے علیحدہ نہ ہوسکے گی اس لئے کہ محافظ اور نگہبان کا کام ہے ہر عمل پر نظر رکھنا۔ تو شوہر نگہبان یا محافظ ہے تو وہ اپنی بیوی کے ہر عمل پر نظر رکھ کر اس کی حفاظت کی خاطر جائز امور میں حکم دے سکتا ہے۔ ناجائز امور میں تو ظاہر ہے شوہر کی اطاعت اللہ نے رکھی ہی نہیں ہے۔ اگر شوہر اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے خلاف کوئی حکم دے تو مسلمان بیوی پر اس معاملے میں شوہر کی اطاعت نہیں ہے لیکن اگر شوہر جائز اور مباح کاموں میں حکم دے تو مسلمان بیوی پر شوہر کی اطاعت فرض ہے۔

تو اگر بالفرض معنی یہ کئے جائیں کہ شوہر مسلمان بیوی کا محافظ ہے۔ تو بھی بیوی شوہر کے تحفظ کے بغیر ادھوری ہے۔ اور جس عورت کو شوہر کے تحفظ کے بغیر، تحفظ جان، مال اور عزت میسر نہ آئے وہ عورت مکمل طور پر شوہر کی محتاج ہے۔ جب کہ مرد اس کے برعکس اپنی بیوی کی مدد کے بغیر اپنی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرسکتا ہے۔ تو اس طرح بھی شوہر ہی کی فضیلت ثابت ہوئی۔

بہر حال نص رسولؐ کے حوالے سے اور رسول اکرمؐ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق الرجال قوامون علی النساء کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ مرد عورتوں کے حاکم ہیں۔ اور عورتیں (بیویاں) اپنے شوہر کی محکوم ہیں۔

بما فضل اللہ بعضھم علی بعض کا مفہوم کیا ہے؟

پانچویں قرآنی دلیل

اللہ نے مسلمان شوہر کو بیوی پر فضیلت عطا کی ہے۔

یہ سورۃ نساء کی ۳۴ ویں آیت مبارکہ کا دوسرا حصہ ہے جن کے معانی میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ اس کے قبل کے حصے (الرجال قوامون علی النساء "کہ مرد بیویوں کے حاکم ہیں") کی اللہ نے اسی مقام پر فوراً وجہ فضیلت بیان فرمائی ہے اور مردوں (شوہروں) کو بیویوں پر جو فضیلت اللہ نے عطا کی ہے۔ اس کا سبب اللہ نے فوراً بعد ہی بیان فرما دیا ہے۔ اگر اس آیت کے حصے سے پہلے الرجال قوامون علی النساء میں شوہر کی فضیلت اشرفیت اور حاکمیت خدا کی مراد نہ ہوتی۔ تو خدا فوراً بعد اس حصے میں مسلمان شوہر کی فضیلت اور حاکمیت کا سبب بیان نہ فرماتا۔ نتیجہ نکلا کہ اس سے پہلے والے حصے میں اللہ کی مراد یہی ہے۔ کہ شوہر بیویوں کے حاکم ہیں۔ اور اللہ نے اس مقام پر فرمایا کہ یہ فضیلت اور حاکمیت جو میں نے شوہر کو بیوی پر عطا کی ہے یہ فضیلت ایسی ہی ہے کہ جس طرح کائنات میں میں نے بعض مخلوق کو بعض مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔ آیت کے اس حصے سے یہ نکتہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ شوہر کو بیوی کے مقابلے میں عطا شدہ فضیلت اور حاکمیت من جانب اللہ ہے۔ اور یہ مصلحت الٰہیہ اور عدل خداوندی کے مطابق ہے جس کے لئے نص قطعی یہ مذکورہ بالا آیت کا حصہ ہے کہ بما فضل اللہ بعضھم علی بعض۔

اب اگر نعوذ باللہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ نے مسلمان شوہر ہی کو بیوی پر فضیلت اور حاکمیت کیوں دی؟ اور مسلمان بیوی کو شوہر پر فضیلت کیوں نہیں دی ہے؟

تو اس کا مختصراً تو جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اللہ عطا کرے۔ اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اعتراض ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی کہے۔ کہ اللہ نے ہمیں نبی یا رسول کیوں نہیں بنایا؟ بھئی ظاہر ہے۔ اللہ نے اپنے فضل سے عقل کے کمال کو مدنظر رکھتے ہوئے انبیاء کو درجات عطا کئے جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ نے قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ارواح سے عالم ارواح میں سوال کیا۔ کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو سب سے پہلے حضرت محمدؐ نے اپنی عقل کے کامل اور اکمل ہونے کی وجہ سے جواب دیا کہ اے اللہ تو رب جلیل ہے تو خدا نے رسول اکرمؐ کو افضل انبیاء اور خاتم النبیین بنایا اور پھر جس ترتیب سے انبیاء کرام جواب دیتے رہے خدا انہیں عہدہ نبوت سے سرفراز کرتا رہا۔ اس کے بعد خدا نے کائنات کے تمام انسانوں مردوں عورتوں نباتات حیوان وغیرہ کے علیحدہ علیحدہ درجات معین فرمائے۔ اور بعض مخلوق کو بعض مخلوق پر

فضیلت عطا کی۔ اور یہ ساری فضیلتیں اللہ نے عدل کے مطابق عطا کی ہیں۔

تو سورۃ نساء کی ۳۴ ویں آیت کے دوسرے حصے سے یہ بات واضح ہوئی کہ عدل الہیہ یہ ہے کہ مسلمان شوہر بیوی سے افضل ہیں اور اپنی بیویوں کے حاکم ہیں۔ اگر مسلمان مرد عدل الہیہ کے مطابق اپنے آپ کو حاکم ثابت کریں اور بیویوں کو محکوم سمجھیں اور ان کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ بھی پیش آتے رہیں تو مسلمان معاشرہ میں امن اطمینان اور سکون رہے گا۔ اور اگر ہمارے مسلمان مرد اپنی بیویوں کو اپنا حاکم قرار دے لیں گے جیسا کہ ہمارے مسلمان مگر مغرب زدہ معاشرہ میں یہ عمل واضح ہوتا جارہا ہے۔ تو اس طرح اسلامی حدود کو توڑنے کے نتیجے میں یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑنے کی وجہ سے مسلمان معاشرہ، منتشر پریشان کن اور غیر مستحکم معاشرہ بن جائیگا۔ اللہ اس مغرب زدہ معاشرہ سے ملت مسلمہ کے مرد اور عورتوں کو محفوظ رکھے آمین

چھٹی قرانی دلیل۔

کہ شوہر اپنے مال و دولت خرچ کرنے کی وجہ سے بیوی سے افضل ہیں

سورۃ نساء کی ۳۴ ویں آیت کا تیسرا حصہ۔

وبما انفقو من اموالھم ۔۔۔۔ ترجمہ۔ اور اپنے مال و دولت میں سے خرچ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے کے سبب سے شوہر بیوی سے افضل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

اللہ نے سورہ نساء کی ۳۴ ویں آیت کے پہلے حصے میں فرمایا۔ کہ مسلمان شوہر بیویوں کے حاکم ہیں۔ آیت کے دوسرے حصہ میں فرمایا۔ کہ اللہ نے مسلمان شوہر کو اسی طرح فضیلت بیوی پر عطا کی ہے۔ کہ جس طرح کائنات میں بعض مخلوق کو بعض مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔ اور اب اس آیت کے تیسرے حصے میں شوہر کی فضیلت کی مزید ایک وجہ اللہ نے بیان فرمائی۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ۔

چونکہ مسلمان شوہر مہر اور نان ونفقہ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے قرآن کی بیان کردہ دلیل کے مطابق مسلمان شوہر مسلمان بیویوں سے افضل قرار دیا گیا۔ شوہر کے لئے اسلام میں یہ فرض عائد کر دیا گیا ہے کہ وہ مہر اور نان ونفقہ بیوی کو ادا کرے۔ (نان ونفقہ کے عنوان کے تحت علیحدہ باب میں مکمل بحث آگے کی جائے گی۔

جہاں تک مہر کا تعلق ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ نے مسلمان شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ بیوی کو مہر ادا کرے۔ مثلاً سورہ نساء ۴ سورہ۔ ۴ آیت۔

وآتو النساء ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ترجمہ۔ اور عورتوں کو ان کے مہر دے دو پھر اگر
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ وہ اس میں سے کچھ تمہیں خوشی سے دے دیں تو
ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ مریا اسے خوشگوار ہضم ہونے والا سمجھ کر کھالو۔

تو بہر حال شوہر پر فرض ہے کہ وہ بیوی کو مہر ادا کرے۔

مہر کی رقم کتنی ہو؟۔

سورہ نساء ۴ سورہ۔ ۲۵ آیت۔

وآتوھنّ اجورھنّ بالمعروف ترجمہ۔ اور مہر ان کو معروف طریقے سے دو۔

ان آیات کے علاوہ قرآن مجید کی اور متعدد آیات میں مہر کی ادائیگی کا تاکیدی حکم شوہر کے لئے موجود ہے یہ بات بھی تمام مسلمان فقہوں میں مسلمہ ہے کہ مہر اتنا مقرر کیا جائے۔ جتنی شوہر کی ذاتی معاشرتی اعتبار سے استطاعت ہو، اور مہر اتنا مقرر کیا جائے جتنی بیوی کی معاشرتی اعتبار سے حیثیت ہو، یعنی جتنا اس عورت کے رشتہ دار خواتین وغیرہ میں عام طور سے اوسطاً مہر معین کیا جاتا ہو۔ **لیکن شرعی طور پر مہر کی مقدار معیّن نہیں ہے ہاں البتہ مہر فاطمی معیّن ہے۔**

بہر حال مہر دینا مسلمان شوہر کا فرض ہے، اور مہر لینا مسلمان بیوی کا حق ہے۔ ہمارے معاشرے میں مہر تو مقرر کر لیتے ہیں لیکن عام طور سے شوہر مہر ادا نہیں کرتے جو قرآن کی روشنی میں شریعت اسلام کے مطابق سراسر گناہ اور بیوی کے ساتھ زیادتی ہے۔ بلکہ شریعت اسلام کے حکم کے مطابق مہر کی ادائیگی کا طریقہ ہمارے مسلمان معاشرہ میں یہ ہونا چاہئے کہ مہر معجّل ہو یعنی شادی کے وقت فوراً ادا کر دیا جائے اور مہر کو موجل عند الطلب یعنی ادھار نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ اسلامی شریعت میں بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ نکاح کے بعد بیوی کسی بھی وقت حقوق زوجیت کی ادائیگی کے لئے مہر کی ادائیگی کی شرط عائد کر سکتی ہے۔

شریعت اسلام کے مطابق مہر دینا مرد کا فرض ہے۔ چاہئے شوہر کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو، اور مہر لینا عورت کا حق ہے، چاہے یہ بیوی کتنی ہی دولت مند کیوں نہ ہو، مہر ادا کرنا مرد کا فریضہ ہے چاہے یہ شوہر بے روزگار ہی کیوں نہ ہو اور مہر لینا بیوی کا حق ہے، چاہے یہ بیوی کہیں ملازمت ہی کیوں نہ کرتی ہو۔

اگر بالفرض مسلمان بیوی یہ کہے کہ شوہر کو مہر میں دوں گی کیوں کہ میں سرمایہ دار ہوں، اور اگر صرف مہر کے دینے سے شوہر بیوی سے افضل ہو جاتا ہے، تو اس طرح میں شوہر سے افضل بن جاؤں گی، تو بات یہ نہیں ہے۔ اول تو فضیلت صرف مہر دینے اور نان ونفقہ میں نہیں ہے بلکہ شوہر کی فضیلت کا تذکرہ اللہ نے سورہ نساء کی ۳۴ ویں آیت میں یہ کہہ کر فرما دیا ہے، کہ اللہ نے مسلمان

شوہر کو فضیلت عطا کی ہے۔ اور یہ فضیلت من جانب اللہ ہے۔ اور اس طرح ہے کہ جیسے خدا نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔ اور

دوئم یہ کہ مہر اور نان ونفقہ دینا مرد پر فرض ہے۔ عورت پر اسلامی شریعت میں مہر دینا اور نان ونفقہ دینا فرض نہیں ہے۔

اور جو حقوق وفرائض اللہ نے بیان فرمائے ہیں۔ کوئی مسلمان مرد یا کوئی بھی مسلمان بیوی اگر ان حقوق وفرائض کی حدود کو توڑے گا تو مسلمان معاشرہ بگاڑ اور فساد کا شکار ہو جائے گا اور اگر انھی حقوق وفرائض کی ادائیگی حکم الٰہی کے مطابق نہ ہوگی تو معاشرہ عدل سے ہٹ جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ کا ہر حکم "عدل" ہے اور جب معاشرہ عدل سے ہٹے گا تو جگہ جگہ مسلمانوں میں ظلم نظر آئے گا اگر بیوی کے فرائض اسلامی شوہر سنبھال لے۔ اور شوہر کے اسلامی فرائض بیوی سنبھال لے تو ظلم کا واقع ہونا یقینی امر ہے اس لئے کہ ظلم کہتے ہی اسے ہیں کہ کسی شئے کو اپنی جگہ سے ہٹا کر کسی غیر اہل جگہ پر رکھ دیا جائے۔

بہر حال اللہ نے مہر اور نان ونفقہ دنیا بھی شوہر پر فرض کیا ہے۔ اور اللہ ہی نے اس منزل پر مہر اور نان ونفقہ کی ادائیگی کو مسلمان شوہر کی بیوی پر فضیلت کی ایک وجہ بھی قرار دیا ہے۔

ساتویں قرآنی دلیل

اللہ نے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے والی بیوی کو نیک بیوی قرار دیا ہے۔

(سورۃ نساء۔ ۳۴ آیت۔ چوتھا حصہ

فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفیظ اللہ   ترجمہ۔ پس نیک عورتیں (شوہر کی) فرمانبردار
- - - - - - - - - - - - - - - عورتیں ہیں اور پیٹھ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت
- - - - - - - - - - - - - - - کرنے والیاں ہیں کہ جن کی خدا نے حفاظت
- - - - - - - - - - - - - - - کی۔

مذکورہ بالا آیت کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ نے قرآن مجید کے سورۃ نساء کی اس ۳۴ ویں آیت میں صالحہ اور نیک بیویاں ان عورتوں کو قرار دیا ہے۔ جو اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوں۔ اور اپنے شوہر کے تمام جائز اور مباح احکامات کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے والیاں ہوں۔ اور شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی عزت اور اس کی دیگر چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں ہوں۔

(سورۃ نساء۔ ۳۴ ویں آیت۔ پانچواں حصہ)

ولتی تخافون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ اور وہ بیویاں جن کی نافرمانی کا تم

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مسلمان شوہر) کو خوف ہو۔ انہیں تم نصیحت

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کرو۔ اور انہیں خواب گاہوں میں چھوڑے رکھو

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور انہیں مارو۔ ضرب لگاؤ۔ پھر اگر ان تمہاری

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بیویوں نے تمہاری اطاعت کرلی۔ تو تم ان کے

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علیہن سبیلا خلاف راہ نہ ڈھونڈو۔

مذکورہ بالا آیت کے اس حصے میں اللہ نے شوہر کی نافرمان بیویوں کی مذمت کی ہے۔ اور مسلمان شوہروں کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ پہلے انہیں سمجھاؤ۔ اور اگر وہ محبت پیار اور خلوص سے نہ سمجھیں تو دوسرا طریقہ یہ اختیار کرو، کہ ایسی نافرمان عورتوں کو ان کی خواب گاہ میں تنہا اکیلا چھوڑ دو، اور تم ان کے پاس نہ جاؤ یعنی جب تک بیویاں تمہاری اطاعت نہ کریں، اور فرمانبردار نہ ہوجائیں انہیں یہ سزا دو کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ اور اگر اس کے باوجود وہ تمہاری اطاعت نہ کریں تو پھر تیسرا طریقہ اللہ نے بتایا کہ تم اپنی بیویوں کو ضرب لگاؤ، مارو، جسمانی اذیت دو۔ اور پھر فوراً فرمایا۔ فان اطعنکم۔ اور اگر وہ تمہاری بیویاں پھر تمہاری اطاعت کرلیں۔ تو پھر تم ان سے درگزر کرو۔ اور انہیں معاف کردو۔ یعنی اللہ نے اس مقام پر بتایا کہ شریعت اسلام میں نافرمان بیویوں کو آخری مرحلے میں مارا بھی جاسکتا ہے۔ اگر یہ بیویاں کسی دوسرے طریقے سے نہ سمجھ سکیں۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورہ اور اس کی ۳۴ ویں آیت کے چوتھے اور پانچویں حصے میں کلیدی لفظ اللہ نے اطاعت کا لفظ استعمال کیا۔ اور نیک اور صالح بیوی صرف اسے کہا کہ جو شوہر کی فرمانبردار ہو۔ اور جو بیوی نافرمان ہو۔ اسے اپنا تابع اور فرمانبردار بنانے کے لئے اللہ نے شوہر کو تین اسلامی احکامات بھی سنا کئے۔ پہلا اسلامی حکم یہ کہ نافرمان بیوی کو نصیحت کرو۔ دوسرا اسلامی حکم یہ ہوا کہ اس نافرمان بیوی کو اس کی خوابگاہ میں تنہا چھوڑ دو۔ اور تیسرا اسلامی حکم یہ کہ اگر وہ مسلمان بیوی پھر بھی اطاعت نہ کرے تو اسے مارو۔

سورہ نساء کی اس آیت مبارکہ کے ایک ایک لفظ کے عجیب تیور ہیں جن سے یہ اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ کہ خدا بہر حال یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مسلمان بیوی شوہر کی اطاعت کرے۔ اور کبھی بھی ایک لمحہ کے لئے بھی کسی جائز اور مباح کام میں شوہر کی حکم عدولی نہ کرے۔ چونکہ شوہر کی اطاعت کو بیوی کے لئے اللہ نے اس قدر اہم قرار دیا ہے۔ لہٰذا اطاعت کے موضوع پر مختصراً بحث ضروری ہے۔

مسلمان بیوی کس طرح شوہر کی اطاعت کرے۔

شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔

مسلمان بیوی کا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے (جیسا کہ اللہ نے سورۂ نساء کی ۳۴ ویں آیت میں وضاحت فرمائی) شوہر کی اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان بیوی، اللہ اور رسول کے مقرر کردہ فرائض اور اللہ اور رسولؐ کے بیان کردہ حرام امور کے علاوہ باقی تمام باتوں میں شوہر کی اطاعت کرے مثلاً اگر شوہر کسی مسلمان بیوی کو یہ حکم دے کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ جیسے فرائض ادا نہ کرو تو مسلمان بیوی کا فرض ہے کہ شوہر کے ان احکامات کو نہ مانے اور اپنے شوہر سے جواباً کہے کہ خدا اور رسول کے احکامات پر عمل کرنا میرا فرض ہے میں ان معاملات میں حکم خدا اور رسول کے مطابق تمہاری اطاعت سے بری ہوں۔ یا بالفرض اگر شوہر حرام امور مثلاً خنزیر کھانے یا شراب پینے / پلانے یا کوئی اور حرام کام کرنے کا حکم دے تو مسلمان بیوی شوہر کے حکم کے تحت ان حرام امور کی انجام دہی سے بری الذمہ ہے۔ اور اس طرح عنداللہ، آخرت ماخوذ نہیں ہوگی۔ بلکہ بیوی کا یہ فریضہ ہے کہ ایسے فرائض جو اللہ کی طرف سے نائد ہوں اور اسلام میں جن افعال کا ارتکاب حرام ہو۔ ان معاملات میں شوہر کی بالکل اطاعت نہ کرے۔ اور ان کے علاوہ جو بھی شوہر کے احکامات شرعاً جائز اور مباح ہوں ان پر عمل کرنا اور شوہر کی اطاعت کرنا مسلمان بیوی کا فرض ہے۔ اگر بیوی شوہر کا کوئی معمولی سا حکم بھی نہیں مانے گی تو وہ گنہگار ہوگی اور عنداللہ ماخوذ ہوگی۔

اس نکتہ سے کسی مسلمان مکتب فکر نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ اور سب نے یہ مسئلہ تسلیم کیا ہے کہ جائز اور مباح کی بجا آوری میں بھی مسلمان بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنے شوہر سے اجازت لے۔

اور اس بات کو بھی تمام مسلمان فرقوں میں متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ مسلمان بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں نکال سکتی اور شوہر کی اجازت کے بغیر کسی نامحرم کو اپنے گھر میں داخل نہیں کر سکتی۔ لیکن آج ہمارے اس مسلمان معاشرہ میں یہ معاملہ بھی بالکل برعکس ہے۔ نہ جانے مسلمان شوہروں کی غیرت کو کیا ہوگیا ہے وہ اپنے مقام مرتبہ اور حاکیت کو سمجھیں جو اللہ کی طرف سے ان کے لئے فضل اور عطا ہے۔ آج ہمارے نام نہاد مسلمان معاشرہ میں مسلمان بیوی کسی مسئلہ میں شوہر سے اجازت نہیں لیتی اور عام طور سے مشاہدہ یہ ہے کہ شوہر بیوی سے ہر معاملہ میں اجازت طلب کرتا ہے اور بیوی کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ اور قدم قدم پر اہم

اور غیر اہم دنیاوی مسئلوں میں بیوی سے اجازت لیتا ہے اور اس سے مشورہ کرتا ہے۔ حالانکہ بیوی سے مشورہ کرنا اور اجازت لینا کسی بھی معاملے میں غیر اسلامی بات ہے۔ اس لئے کہ بیوی ناقص العقل ہے۔ اگر مشورہ کسی مسئلے میں کرنا ہے تو معتبر اسکالرز اور سمجھدار اور سنجیدہ مردوں سے مشورہ کر کے مسئلہ کو سلجھانا چاہیئے۔ اسی لئے شریعت اسلام نے بیٹی کی شادی جیسے اہم مسئلہ میں بھی باپ کو ولی قرار دیا ہے۔ اور باپ کو بیٹی کا سرپرست قرار دیا ہے۔

بہرحال اسلامی طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر معاملے میں مسلمان بیوی شوہر سے اجازت لے۔ حتیٰ کہ اکثر فقہوں میں یہ مسئلہ بھی طے شدہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر سنتی روزہ بھی اس صورت میں نہیں رکھ سکتی جب کہ اس سنتی روزہ کے رکھنے کی وجہ سے شوہر کو کوئی تکلیف اور زحمت ہو۔ مسلمان بیوی کے لئے شوہر کی خوشنودی اور اطاعت کی اس سے بڑی کیا مثال ہو سکتی ہے۔ تو مسلمان بیوی کے لئے لازم ہے کہ شریعت اسلام کے مطابق شوہر کی خوشنودی کا اس قدر خیال رکھے۔ حالانکہ کوئی مسلمان شوہر اپنی بیوی کو سنتی روزہ رکھنے سے یا سنت رسول پر عمل کرنے سے نہیں روکے گا، کوئی مسلمان شوہر یقیناً اتنا بدبخت نہیں ہو سکتا لیکن شریعت اسلام میں ہر امکان پر بحث کی جاتی ہے۔ اور ایک اہم بات اور بیان کر دی جائے تو مناسب ہو گا کہ اگر کوئی مسلمان بیوی کبھی بھی اپنے شوہر کو حقوق زوجیت ادا کرنے سے منع کرے تو رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تک مسلمان بیوی حقوق زوجیت ادا کرنے پر شوہر کا حکم نہیں مانتی فرشتے مسلسل اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان مسائل کے بیان کے ذریعے شریعت اسلام بیوی کے لئے مسلمان شوہر کی اطاعت کی اہمیت کو واضح کر رہی ہے۔ اور مسلمان شوہر کی حاکمیت اور قوامیت کی قوت کا اظہار کر رہی ہے۔ تاکہ لوگ غور کریں کہ اللہ نے مسلمان بیوی پر شوہر کی اطاعت کس قدر فرض کی ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا۔ کہ مسلمان شوہر بیوی کے لئے مجازی خدا کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اگر خدا کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا، تو اللہ بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اب اس سے زیادہ کیا بیان کیا جائے کہ اللہ کے نزدیک مسلمان بیوی کے صالح نیک ہونے اور شریعت اسلام پر گامزن ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اور اپنے شوہر کو مجازی خدا سمجھے۔

لیکن افسوس ہمارے مسلم معاشرہ میں بڑی تیزی اور چالاکی سے ایسے ایجنٹ مسلسل داخل ہو رہے ہیں جو ہمارے سیدھے سادھے مسلمان مردوں اور سیدھی سادھی مسلمان عورتوں کو قدامت پسندی کا طعنہ دے کر اور اسلامی تعلیمات سے منحرف کر کے ایڈوانس ہونے کا سبق سکھا رہے ہیں یہ غیر مسلم ایجنٹ بڑی حد تک کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ اور ہمارے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو مغرب زدہ بنا رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ سامنے آیا ہے کہ مسلمان بیویاں اپنے شوہروں کے

مقابلے میں آنے لگی ہیں، اور اپنے آپ کو شوہروں کے برابر ہی نہیں بلکہ ان سے برتر اور اعلیٰ مخلوق سمجھنے لگی ہیں جبکہ مسلمان شوہر اپنی بیویوں کو اپنا تابع ماتحت اور محکوم کرنے کے بجائے خود اپنی بیویوں کے محکوم اور ماتحت ہو کر رہ گئے ہیں۔ حالانکہ قرآنی آیات میں اللہ نے واضح طور پر فرمایا ہے، کہ اللہ نے مسلمان شوہروں کو بیویوں پر حاکم قرار دیا ہے۔ شوہر کے حاکم ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی عزت نہ کرے اس سے محبت اور شفقت سے پیش نہ آئے، یاد رکھئے اسلام نے بیوی کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، بیوی کی عزت کرنے اور اس سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہے اور واضح طور پر اللہ کے احکامات موجود ہیں کہ مسلمان شوہر اپنی بیویوں پر زیادتی اور ظلم نہ کریں، لیکن عزت کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مغرب کی تقلید کرتے ہوئے مسلمان شوہر اپنی بیوی کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولے اور جھک کر اس سے گاڑی میں بیٹھنے کی درخواست کرے۔ اور اس طرح عورت کا محکوم نظر آئے۔ جب کہ اللہ نے شوہر کو بیوی کا حاکم بنایا ہے۔

علماء اخلاق لکھتے ہیں کہ انسان کے جسم میں مختلف بیماریوں کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے اور ان پریشانیوں کی وجہ سے انسان کے اعصاب میں کھنچاؤ اور ذہن پر دباؤ پڑتا ہے۔ اور اس ذہنی دباؤ کے نتیجے میں انسان کے جسم میں مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اور خاص طور سے ذہنی دباؤ اور اعصاب کے کھنچاؤ کے نتیجے میں انسان کو عارضہ قلب بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

دراصل ہوتا یوں ہے کہ مسلمان جب اپنی پہلی بیوی سے شادی کرتا ہے تو قدرتی طور پر مرد کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس کی اکلوتی بیوی، اپنے شوہر کو کسی بھی صورت میں دوسری شادی نہیں کرنے دیتی جن کی وجہ سے مسلمان مرد مسلسل ذہنی دباؤ اور اعصابی کھنچاؤ میں مبتلا رہتا ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں اپنی اکلوتی بیوی کی اس خواہش کے سامنے سر جھکا کر عملی طور پر اپنی بیوی کا ماتحت اور محکوم بن جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ نے شوہر کو حاکم اور بیوی کو محکوم بنایا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرہ کے تقریباً ۹۹ فیصد مرد اپنی اکلوتی بیوی کی خواہش کے سامنے سر جھکا لیتے ہیں اور اپنی اکلوتی بیوی کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔ ان ۹۹ فیصد حضرات میں سے جو زیادہ مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں وہ اس ذہنی دباؤ کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن اکثر حضرات اس اعصابی کھنچاؤ اور ٹینشن کو زیادہ عرصے برداشت نہیں کر پاتے اور دل کے مریض بن جاتے ہیں۔ اگرچہ انہیں شعوری طور پر اس کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن بہر حال ان کے لاشعور میں یہ بات ہوتی ہے کہ انہیں ان کی اکلوتی بیوی نے دوسری تیسری چوتھی شادی کے اسلامی حق سے محروم کر دیا ہے۔ لیکن یاد رکھئے یہ تمام مرد اپنی بیوی کی خواہش کے ماتحت اور محکوم ہوتے ہیں۔

آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ عارضہ قلب میں مبتلا ہونے والوں میں مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ
ہوتی ہے۔ اس کی جہاں دوسری وجوہات ہیں ان میں سے ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے ...
ماہرین کو چاہئے کہ امراض قلب سے بچنے کی احتیاطی تدابیر کے طور پر وہ مردوں کو مشورہ ...
شادیاں کریں۔ اور وہ اپنی بیوی کے حاکم بن کر رہیں محکوم بن کر نہ رہیں۔

اسلام کا یہ حکم نہیں ہے کہ کسی کی بے عزتی کی جائے اور مرد غرور اور تکبر میں مبتلا ہو جائے
بلکہ اللہ تو عاجز اور منکسر المزاج بندوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور مغرور اور متکبرین کو ناپسند کرتا ہے۔
ہمارا مذہب اسلام بڑوں اور چھوٹوں، سب کا احترام اور عزت سکھاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی
فرمان ہے کہ بڑوں کا احترام کرو اس لئے کہ ان کی نیکیاں تم سے زیادہ ہیں اور چھوٹوں کا بھی
احترام کرو، اس لئے کہ ان کے گناہ تم سے کم ہوسکتے ہیں۔ تو بہر حال اسلام نے یہ نہیں کہا کہ اپنی
بیویوں کی عزت نہ کرو۔ بلکہ مذہب اسلام مسلمان بیوی کا ہر طرح سے خیال رکھنے اور اس سے محبت
وشفقت کرنے کا شوہروں کو حکم دیتا ہے۔ لیکن شوہروں سے اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنی
بیویوں کے حاکم رہو۔ محکوم اور ماتحت نہ بنو۔ اس لئے کہ اللہ نے تمہیں اپنی بیویوں پر حاکم بنایا ہے۔
محکوم نہیں بنایا اور تمہاری بیویوں کو محکوم بنایا ہے تمہارا حاکم نہیں بنایا۔

آٹھویں قرآنی دلیل۔

اللہ نے بیوی پر شوہر کو بلند درجہ عطا کیا ہے۔

سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۲۸

والمطلقت یتربصن - - - - - - - - - - -

ترجمہ۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو
اپنے آپ کو تین طہر تک (نکاح کرنے سے)
روکیں۔ اور اگر وہ عورتیں اللہ اور یوم قیامت
پر ایمان رکھتی ہیں۔ تو ان کے لئے یہ جائز نہیں
کہ جو کچھ اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے
اس کو چھپائیں اور ان کے شوہر اگر اصلاح
ارادہ کرلیں تو وہ اس مدت میں ان کو واپس لینے

- کے زیادہ حقدار ہیں۔
- اور شریعت اسلام کی رو سے عورتوں کے لئے بھی
- ویسے ہی حقوق ہیں۔ جیسے مردوں کے عورتوں پر
- ہیں۔ اور مردوں کو ان عورتوں (بیویوں) پر
- درجہ اور فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ
- - للرجال علیھن درجہ واللہ عزیز حکیم زبردست حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ نے عورتوں کے طلاق کے بارے میں مسائل بیان فرمائے ہیں اس آیت میں دو جملے بہت ہی زیادہ لائق توجہ ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اگر ان کے خاوند اصلاح کا ارادہ کرلیں تو وہ اس مدت میں ان کو واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔ یعنی اللہ نے بیویوں کی نسبت شریعت اسلام کی رو سے شوہر کو زیادہ حقدار قرار دیا ہے۔ اگر شوہر بیوی سے زیادہ افضل اور اعلیٰ نہ ہوتا۔ تو خدا اس طرح شوہر کے زیادہ حقدار ہونے کا تذکرہ نہ فرماتا۔

اور دوسری بات اس آیات کے بعد والے حصہ میں اللہ نے بالکل واضح کردی اور فرمایا۔ وللرجال علیھن درجہ کہ مردوں کو عورتوں پر درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔ تمام قرآن مجید کے مترجمین نے اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ کسی مترجم کو اس ترجمہ سے ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں ہے۔ تو کسی عام انسان کو اس ترجمہ سے اختلاف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں کو چاہئے کہ اللہ کے اس فیصلے کو دل سے تسلیم کریں کہ مرد کو اللہ نے بیوی سے زیادہ افضل اور بلند درجہ خلق فرمایا ہے۔

شریعت اسلام کے مطابق ہر مسلمان شوہر کو مسلمان بیوی پر فوقیت وفضیلت و درجہ اور ترجیح حاصل ہے۔ لیکن کچھ مغرب زدہ لوگ اپنے احکامات، اللہ اور رسولؐ سے لینے کے بجائے اپنے مغربی ان داتاؤں سے لیتے ہیں۔ اور بیویوں کو اپنے سے کمتر نہیں، اپنے برابر بلکہ اپنے سے بھی زیادہ بلند درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے عورتوں کو عزت عطا کی۔ لیکن شوہر کو بیوی کے ماتحت اور تابع نہیں بنایا بلکہ بیوی کو مرد کے ماتحت تابع، مفضول اور کمتر قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس ہم خدا اور رسول سے احکامات لینے کے بجائے غیر مسلموں کے فریب میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اگر مغرب کے لوگ کہتے ہیں۔ لیڈیز فرسٹ تو ہم بھی اسی طریقہ کار کو اپنا رہے ہیں۔ حالانکہ شریعت اسلام میں لیڈیز فرسٹ نہیں بلکہ اسلام میں جینٹس فرسٹ ہیں۔ کسی بھی مقام پر محفل میں اعلان کرتے ہوئے مسلمان معاشرہ کے افراد، مغرب کی تقلید کرتے ہوئے لیڈیز اینڈ جینٹس کا ترجمہ کرتے ہوئے

"خواتین وحضرات" کہہ کر اعلان کرتے ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق "خواتین وحضرات" کہہ کر نہیں بلکہ حضرات وخواتین کہہ کر اعلان کرنا چاہیئے اس لئے کہ اسلام میں مرد کو درجہ اول حاصل ہے۔ اور عورت کی ہر اعتبار سے ثانوی حیثیت ہے اور عورت کو اسلام میں مرد کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہے۔ اور مذہب اسلام میں مسلمان معاشرہ میں عورت پر مرد کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور مرد اور عورت کے لئے قرآن میں اللہ نے علیحدہ علیحدہ حیثیتیں متعین فرمائی ہیں۔

سورۃ آل عمران ۳ سورۃ۔ ۳۶ آیت

فلما وضعتھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ پھر جب اس نے بچی کو جنا تو کہنے لگی
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے میرے رب! میں نے تو لڑکی جنی ہے۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حالانکہ اللہ خوب جانتا تھا کہ جو کچھ وہ جنتی تھی
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولیس لذکر کالانثی اور مرد اور عورت ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔

مستدرک حاکم میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ "حضرت مریمؑ کی والدہ اور حضرت عیسیٰ کی جدہ کا اسم مبارک حضرت حنہ تھا جو عبرانی زبان کا لفظ ہے اور حضرت حنہ کا یہ واقعہ اللہ بیان فرمارہا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مریمؑ کی ولادت کے بعد اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے پروردگار یہ تو لڑکی ہے۔ میں نے اسے تیری بارگاہ میں نذر کر دیا تھا۔ اور مرد اور عورت برابر نہیں ہوتے۔ میں نے اس کا نام مریم رکھا"

تو اس مقام پر بھی اللہ نے واضح فرمادیا کہ مرد اور عورت برابر نہیں ہوتے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود عورت اپنے آپ کو مرد کے برابر کہہ سکتی ہے؟۔
نص قرآنی دلیل

حضرت حوا کی تخلیق آدمؑ کے لئے تھی۔

سورۃ نساء ۴ سورۃ۔ پہلی آیت

یا ایھا الناس اتقو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔۔ اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو۔ جس
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے تمہیں ایک جان (نفس) سے پیدا کیا۔ اور
اسی سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا۔ اور ان دونوں
۔
۔ ۔ ۔ ۔ رجالا کثیرا ونساء سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

علل الشرائع اور دیگر کتابوں میں اس آیت کے تحت لکھا ہوا ہے کہ "جب اللہ حضرت

آدم کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرا چکا۔ اور آدمؑ مسجود ملائکہ قرار پا چکے۔ تو پھر حضرت آدمؑ پر نیند غالب کر دی گئی اور اس کے بعد اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کے لئے پیدا کیا۔ اور حضرت حوا کو آدمؑ کی دونوں ٹانگوں کے درمیان جگہ دی۔ مصلحت اس میں یہ تھی کہ عورت ہمیشہ مرد کی تابع، ماتحت اور فرمانبردار رہے۔"

دسویں قرآنی دلیل

قرآن میں اللہ نے مرد اور عورت کی علیحدہ علیحدہ حیثیتیں بیان کی ہیں۔

سورۃ نساء۔ آیت ۳۲

و لا تتمنوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ اور تم میں سے بعض کو بعض پر جو خدا نے فضیلت عطا کی ہے۔ تم اس فضیلت کی تمنا اور خواہش نہ کرو۔ مردوں کا حصہ اس میں سے ہے جو کچھ انہوں نے کسب کیا۔ اور عورتوں کا حصہ اس میں سے ہے جو کچھ انہوں نے کسب کیا۔ تم اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ بے ۔ ۔ ۔ بشئی علیما شک اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اس مذکورہ بالا آیت میں بھی اللہ نے مردوں کی عورتوں پر فضیلت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرمادیا کہ "تم اس فضیلت کی تمنا کرنے کے بجائے اپنے اعمال خیر پر توجہ دو۔ مردوں کو خدا ان کے اعمال کے مطابق اجر عطا کرے گا اور عورتوں کو ان کے اعمال کے مطابق اللہ اجر عطا کرے گا۔ ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال خیر کی جزا ملے گی۔"

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ ۱۷۶ آیت

وان کانو اخواۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ اور اگر بھائی بہن اور مرد اور عورت (ملے جلے ہوں) تو مرد کے لئے دو عورتوں کے ۔ ۔ ۔ حظ الانثیین برابر حصہ ہے۔ (میراث کے مسائل)

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ ۱۱ آیت

یوصیکم اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے (میراث کے

۔۔۔۔۔۔۔۔ حظ الانثیین مسائل)

سورہ نجم ۵۳ سورۃ ۔ ۲۱ آیت

الکم الزکر ولہ الانثی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ترجمہ۔ کیا تمہارے لئے لڑکے ہیں اور اس اللہ

۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے لڑکیاں ہیں۔؟

سورۃ بقرہ۔ ۲ سورۃ ۱۷۸ آیت

الحر بالحر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ترجمہ۔ (قصاص اس طرح فرض کیا گیا ہے)

۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام

۔۔۔۔۔۔۔۔ اور عورت کے بدلے عورت۔ (مسائل

۔۔۔۔۔۔۔۔ بالانثی قصاص)

چونکہ مرد، غلام اور عورتوں کی الگ الگ حیثیتیں اور درجات معین ہیں۔ اس لئے ان کے لئے قصاص بھی علیحدہ علیحدہ مقرر کیا گیا ہے۔

ان مذکورہ بالا آیات کے علاوہ سورۃ آل عمران کی ۱۹۵ آیت سورۃ نساء کی ۱۲۴ آیت، سورۃ نحل کی ۹۷ آیت سورۃ غافر کی ۴۰ آیت میں اللہ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اور عورت میں سے جو بھی عمل صالح کریگا۔ اسے اس کا اجر دیا جائے گا۔ چونکہ عورت کی علیحدہ حیثیت اور درجہ ہے۔ اس لئے عورت کا اللہ نے علیحدہ تذکرہ فرمایا کہ اللہ عورت کو اس کے عمل کا اجر دے گا۔ یقیناً اللہ کسی نیک کام کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

جو اللہ اور رسول کے فیصلوں کو نہ مانے وہ مومن نہیں ہے

گذشتہ نصوص دلائل قرآن مجید کی آیات سے پیش کئے گئے۔ جن سے ثابت ہو گیا کہ اللہ نے مسلمان شوہر کو بیوی پر حاکم قرار دیا ہے۔ اور قرآن مجید کی ان مذکورہ آیات کا ترجمہ بھی وہی کیا گیا ہے جو متفقہ طور پر مترجمین کے ترجموں میں موجود ہے۔ اور ملت مسلمہ کے کسی مکتب فکر نے اس ترجمہ سے اختلاف بھی نہیں کیا ہے۔

تو کیا قرآن کی ان آیات اور اللہ کے فیصلوں سے مسلمان انکار کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ظاہر ہے جو مسلمان ہو گا وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں سے انکار کی جرت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں سے انکار کرنے والا مسلمان ہی نہیں رہتا۔ جیسا کہ اللہ نے سورۃ نساء ۔ ۴ سورۃ ۶۵ آیت میں فرمایا۔

فلا وربک ۔۔۔۔۔۔۔۔ ترجمہ۔ پس اے رسولؐ ۔ ایسا نہیں کہ تمہارے

- پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن
- نہیں ہوسکتے جب تک ان جھگڑوں میں جو ان کے
- درمیان ہیں۔ اے رسولؐ! یہ لوگ تجھے منصف
- نہ بنائیں۔ اور پھر اے رسولؐ جو کچھ تم فیصلہ
- کرو۔ اس فیصلہ سے اپنے دلوں میں بالکل تنگی
- محسوس نہ کریں۔ اور تمہیں اس طرح مان
- تسلیما لیں۔ کہ جیسے ماننے کا حق ہے۔

قرآن کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں کو نہ مانیں۔ اور ان فیصلوں کی وجہ سے اپنے دلوں میں اگر ذرہ برابر بھی تنگی محسوس کریں۔ تو ایسے لوگ اللہ کی نظر میں مومن نہیں ہوسکتے۔

"تیرھواں باب"

"نکاح"

نکاح شریعت اسلام میں لڑکی اور لڑکے (بالغ و عاقل و مکلف) کے ایجاب و قبول کو کہتے ہیں۔ دوسری اہم شرط مہر کی ادائیگی ہے۔ شوہر پر یہ اسلامی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ مہر معجل یا موجل ادا کرے۔ اور تیسرا اہم فریضہ شوہر پر یہ ہے۔ کہ وہ اپنی بیویوں کے نان و نفقہ کا مکمل خیال رکھے۔

اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مسلسل نکاح کی تلقین فرمائی ہے۔

سورۃ نور۔ ۲۴ سورۃ۔ ۳۲ آیت۔

وانکحوا الایامی منکم۔ ------- اور تم نکاح کرو ایسے مردوں کا جن کے پاس
------------ بیویاں نہیں ہیں۔ اور ایسی عورتوں کا جن کے
------------ شوہر نہیں ہیں۔ اور اپنے قابل نکاح غلاموں اور
------------ کنیزوں کا نکاح کرو۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو
------------ اللہ اپنے فضل سے انہیں دولت مند کر دے
------------ گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا

- - - - - - - - یغنیهم اللہ من فضلہ ہے۔

اور اس کے علاوہ سورۃ بقرہ کی ۲۲۱ آیت، ۲۳۰ آیت، سورۃ نساء کی سورۃ نساء کی ۱۲۷ آیت، سورۃ ممتحنہ کی ۱۰، سورۃ بقرہ کی ۲۳۲ آیت سورۃ نساء کی ۳ آیت، ۲۵ آیت، ۶ آیت، سورۃ نور کی ۳۳ آیت میں بھی اللہ نے مسلسل مسلمان بالغ عاقل مکلّف مردوں اور عورتوں کو نکاح کی ہدایت فرمائی ہے۔

لڑکی اور لڑکے کے بالغ ہوتے ہی شادی کر دینے سے مسلمان معاشرے سے زنا جیسی برائی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

سورۃ نور کی پیش کرد ۳۲ اور ۳۳ آیات میں اور جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے، ان میں واضح طور پر اللہ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو نکاح کا حکم دیا ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کے تمام فقہوں میں نکاح سنت اور سنت موکدہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر زنا کا خوف ہو تو نکاح کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

باوغت کے بعد جتنی بھی جلد ممکن ہو سکے۔ لڑکی یا لڑکے کی شادی کر دینی چاہئے اور اگر نکاح کی راہ میں کچھ دشواریاں حائل ہوں تو دشواریوں کے دور ہوتے ہی نکاح کر دینا چاہئے اس لئے کہ شادی ہو جانے سے مرد اور عورت دونوں برے افعال کے ارتکاب سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں لڑکی یا لڑکے کی بلوغت کے بعد شادی صرف اس وجہ سے نہیں کی جاتی ہے۔ کہ لڑکے کے لئے معاشی دشواریاں موجود ہوتی ہیں۔ اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ لڑکا شادی کے بعد اپنی بیویوں کو نان و نفقہ کیسے فراہم کرے گا؟ حالانکہ ہم لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں کوئی کسی کو رزق دینے والا نہیں۔ بلکہ سب کا رازق وہ خدائے بزرگ و برتر ہے۔ جس نے ہر ایک کے لئے اس دنیا میں اس کے نصیب اور مقدر کا رزق اتارا ہے جو اسے مل کر رہے گا۔ شوہر کیا رزق اپنی بیوی کے لئے مہیا کر سکتا ہے؟ وہ خود خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے اپنے حصہ کا رزق پاتا ہے۔ اور اس کی بیوی اپنے نصیب کا رزق پائے گی۔ جیسا کہ خدا نے نکاح کرنے کا حکم دیتے ہوئے سورۃ نور کی اس ۳۲ ویں آیت میں ارشاد بھی فرمایا ہے کہ "تم نکاح کرو میں اپنے فضل سے تمہیں تنگدست سے غنی کر دوں گا"۔ یعنی اللہ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ غربت اور افلاس کے ڈر سے تم شادی کرنے سے دوری اختیار نہ کرو، رازق حقیقی اللہ ہے۔

تو بہرحال نتیجہ یہ نکلا: ۔ کہ مسلمان معاشرہ میں مسلمانوں کو چاہئے کہ لڑکی اور لڑکے کے بالغ ہوتے ہی جلد از جلد ان کی شادی کر دیں۔ اگر وہ غریب و مفلس ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں

صاحب دولت بنادے گا۔ اور اس طرح صاحب دولت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ زنا جیسی بدترین برائی سے محفوظ رہ سکیں گے جس کے نتیجے میں دنیا میں ایک بہترین مسلمان معاشرہ وجود میں آسکے گا۔ اور آخرت میں بھی مسلمان مرد اور عورتیں اس برائی سے دور رہنے کے باعث اپنی عاقبت سنوار سکیں گے۔ یہاں یہ نکتہ خاص طور سے ذہن نشین کرلیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآنی فرمودات اور رسول اکرمؐ کے فرامین کی روشنی میں یہ مسئلہ بھی طے شدہ ہے۔ کہ مسلمان باپ اپنے بچوں کو ان کی بلوغت تک کھانا اور دیگر ضروریات فراہم کرے۔ بلوغت تک کی شرط بچوں کے لئے اس لئے کہ بلوغت کے فوراً بعد اسلام میں بچوں کی جلد از جلد شادی کرنے کا حکم موجود ہے۔ اور لڑکا یا لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد ان پر بچے کا لفظ صادق نہیں آتا۔ بلکہ اسلام کی زبان اور اصطلاح میں بالغ بچے کو مرد اور بالغ لڑکی کو عورت کہتے ہیں۔ اور مرد اور عورت کے لئے اسلام میں بچوں کی نسبت مختلف احکام نازل ہوئے ہیں۔ بالغ عورت جب کسی کی بیوی بن جاتی ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری اس کے شوہر پر عائد ہوتی ہے والدین پر نہیں اور بچہ بالغ ہوجائے یعنی مرد ہوجائے، تو وہ مرد خود اسلام کی نظر میں معاشرہ کا ایک مکلّف اور ذمہ دار فرد بن جاتا ہے اور اس کو رزق عطا کرنے کی ذمہ داری اس طرح اللہ کی ہی ہوتی ہے، کہ بلوغت سے پہلے بچوں کی قسمت کا رزق، بچوں کو پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ ان بچوں کے والد کو عطا فرماتا تھا لیکن بلوغت کے بعد بچوں کو براہ راست اللہ رزق عطا فرماتا ہے۔ اگر یہ بچے (مرد) رزق حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے کہ اگر کوئی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے اور رزق کے حصول کے لئے جدوجہد اور کوشش نہ کرے تو ظاہر ہے جب وہ کوشش ہی نہیں کرے گا تو اسے رزق کیسے مل سکے گا؟ اسی لئے اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔ لیس لانسان الاماسعٰی۔ کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے کہ جس کی اس نے کوشش کی، تو اگر بلوغت کے بعد مرد رزق کے لئے کوشش نہ کرے تو اسے رزق کیسے میسر آسکتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں جو والدین اپنے بچوں کی بلوغت کے فوراً بعد یا جلد از جلد شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ خود ہی اپنے بالغ بچوں کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھا کر خوش ہوتے، اللہ کی طرف سے ان پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ اپنے بالغ بچوں کو ضروریات زندگی فراہم کریں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ والدین اگر اپنے بالغ لڑکے اور لڑکیوں کی شادی جلد بالغ ہونے کے بعد نہیں کرتے ہیں اور ان کی شادی کی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ تو والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بالغ لڑکے اور لڑکیوں کو ضروریات زندگی فراہم کریں۔

مقصد تحریر یہ ہے کہ ہر بالغ مرد اپنے لئے روزی بھی کسب حلال سے حاصل کرتا رہے اور تعلیم بھی حاصل کرتا رہے تو ہمارا مسلمان معاشرہ بہت جلد دنیاوی اعتبار سے ترقی یافتہ بھی بن جائے گا

اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہر مسلمان مرد کی ایک وقت میں تین چار شادیاں بھی ہوسکیں گی۔ اور اس طرح کوئی مسلمان عورت کبھی بھی نکاح اور شادی کے حق سے محروم نہیں رہ سکے گی۔ اور یقیناً بلوغت کے فوراً بعد یا جلد از جلد شادی کر لینے سے مسلمان مرد اور عورت کافی حد تک زنا جیسے گناہ کبیرہ سے بھی محفوظ ہوجائیں گے۔ اور مسلمان معاشرہ سے اس طرح برائیوں اور بدکاریوں کا خاتمہ بھی ممکن ہوسکے گا۔

ہمارے اس مسلمان معاشرہ میں مسلمان مرد اور عورتیں اکثر بلوغت کے فوراً بعد یا بلوغت کے بعد جلد از جلد شادی کرنے سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ کہیں دنیاوی مستقبل تاریک اور تباہ نہ ہوجائے۔ حالانکہ یہ دنیا کا مستقبل تو عارضی اور فنا ہوجانے والا مستقبل ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں ہمیشہ رہنے والے اور کبھی نہ فنا ہونے والے آخرت کے مستقبل کی فکر نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر مسلمان مرد اور عورتیں اللہ کے احکامات پر عمل کریں۔ اور جائز امور کو اپنے اوپر حرام نہ قرار دیں تو اسلام کے ان بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے سے مسلمان مرد اور عورتوں کا دنیاوی مستقبل بھی روشن ہوسکتا ہے اور آخرت کا دائمی مستقبل بھی تابناک ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام کے تمام احکامات انسانوں کے لئے اللہ نے بھیجے ہی اس لئے ہیں کہ انسانیت کی دنیا بھی سنور سکے اور انسانیت آخرت میں بھی فلاح اور نجات حاصل کرسکے۔ لہٰذا ہر بالغ اور عاقل مرد اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد رشتہ ازدواج میں منسلک ہوکر اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارے۔

لڑکی اور لڑکے کی سن بلوغ تک پہنچتے ہی شادی کردینے کی شریعت اسلام میں اسی طرح شدت سے تاکید ہے کہ جس طرح میت کو جلد از جلد دفنا دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ جس طرح میت کو دیر تک بغیر دفنائے پڑے رہنے سے میت کے جسم سے تعفن اور بو پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح بالغ ہونے کے بعد اگر لڑکی یا لڑکے کو بغیر شادی کے کافی عرصے رہنے دیا جائے۔ تو لڑکی اور لڑکے ہی نہیں بلکہ اس سے پورے معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

لڑکی اور لڑکے کی بالغ ہوتے ہی شادی کردینے کی ایک منطقی وجہ یہ بھی ہے کہ مادہ تولید کا انزال اسی طرح سے ہے کہ جس طرح انسان کو بول و براز کے اخراج کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اگر بول و براز کا اخراج مقررہ وقت نہ ہو۔ تو ایک بے چینی، اضطراب اور تکلیف میں انسان مبتلا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر وقت مقررہ پر مادہ تولید کا اخراج اور انزال نہ ہو تو انسان ایک پریشان کن، ہیجانی اور اضطراری اور اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہوجاتا ہے اور اسی ہیجانی کیفیت کے نتیجے میں زنا وجود میں آتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے شادی شدہ انسان کے لئے زنا کی زیادہ سخت سزا مقرر کی ہے اور چونکہ غیر

شادی شدہ فرد ہیجانی اور اضطراری کیفیت میں کسی حد تک مبتلا ہوتا ہے اس لئے غیر شادی شدہ کے لئے زنا کی سزا کم رکھی ہے۔ تو مرد اور عورت کو اس ہیجانی اور اضطرابی کیفیت سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ ہوتے ہی ان کی شادی کر دی جائے۔ اگر بالغ ہوتے ہی شادی نہ کی گئی تو دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو زنا کی طرف میلان ہوگا، جو گناہ کبیرہ ہے۔ یا پھر انسان کسی نہ کسی طریقے سے استمنا (مادہ باہر نکالنا) کرے گا۔ اور یہ عمل بجائے خود اپنے مقام پر گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا لڑکی اور لڑکے کی بالغ ہوتے ہی شادی کر دینا ہر اعتبار سے بہتر ہے تاکہ لڑکی اور لڑکا زنا سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ مسلمانوں کو گناہان کبائر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

جن عورتوں سے نکاح کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

سورۃ نساء کی ۲۲ اور ۲۳ ویں آیت میں اللہ نے تفصیل سے ان عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ جن سے مسلمان مرد کے لئے نکاح کرنا حرام ہے۔

۱۔ وہ عورتیں جن کے ساتھ تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں۔ سوائے اس کے جو نزول قرآن سے پہلے ہو چکا۔ اللہ نے فرمایا کہ بے شک وہ بے حیائی اور اللہ کی ناراضگی کی بات ہے اور برا راستہ تھا۔

۲۔ تمہاری مائیں۔ ۳۔ تمہاری بیٹیاں۔ ۴۔ تمہاری بہنیں۔ ۵۔ تمہاری پھوپھیاں۔ ۶۔ تمہاری خالائیں۔ ۷۔ تمہاری بھتیجیاں۔ ۸۔ تمہاری بھانجیاں۔ ۹۔ تمہاری رضاعی مائیں۔ ۱۰۔ رضاعی دودھ شریک بہنیں۔ ۱۱۔ ساس۔ ۱۲۔ تمہاری وہ لے پالکیں جو تمہاری ان بیویوں کے بطن سے ہوں جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ ۱۳۔ تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو بیٹے تمہاری صلب سے ہوں۔ ۱۴۔ بیوی کی بہن سے اس وقت تک تم شادی نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ اس کی بہن تمہارے نکاح میں ہے۔ یعنی دو بہنوں سے ایک وقت میں نکاح اور شادی نہیں کی جا سکتی۔

منہ بولے رشتوں کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے

یاد رہے کہ منہ بولی بہن، منہ بولی بیٹی، منہ بولی ماں، منہ بولا بیٹا، منہ بولا بھائی اور منہ بولے باپ کے رشتوں کی شریعت اسلام میں نکاح کے معاملے میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور سب منہ بولے رشتے نامحرم ہیں۔ ان نامحرم مردوں اور عورتوں سے پردہ کرنا شریعت اسلام میں ضروری اور ان سب منہ بولے رشتوں سے نکاح کرنا اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے رسول اکرمؐ نے اپنے اسوہ حسنہ میں اس کی مثال پیش کرتے ہوئے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ بن حارثہ کی مطلقہ حضرت

زینبؓ بنت حجش سے شادی کی تھی اور اس شادی کی وجہ سے بعض مشرک اور کافروں نے اعتراض بھی کیا تھا کہ رسولؐ نے اپنی مطلقہ بہو سے شادی کر لی۔ مشرکین کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں اس طرح جواب دیا کہ ماکان محمدؐ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ترجمہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے منہ بولے رشتوں کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا ہے اس کا واضح سا مطلب یہ ہوا کہ منہ بولے رشتوں کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ شریعت اسلام میں سگے رشتوں کی بنیاد پر پردہ کا نکاح اور شادی کا اور نامحرمیت کا حکم صادر کیا گیا ہے۔

"چودھواں باب"

"نکاح غیر دائمی" (متعہ)

نکاح جس پر گزشتہ باب میں بحث کی گئی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر مسلمانوں کی تمام فقہیں اور ان کے پیروکار متفق ہیں۔ لیکن اس نکاح دائمی کے علاوہ مسلمانوں کی ایک فقہ، فقہ جعفریہ میں اور اس کے پیروکاروں میں ایک اور نکاح کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ جسے نکاح غیر دائمی یا دوسرے الفاظ میں فقہ جعفریہ میں متعہ کہا جاتا ہے۔

سورۃ نساء ۔ ۴ سورۃ۔ ۲۴ آیت

والمحصنت من النساء -

ترجمہ اور شوہر دار عورتیں مگر وہ عورتیں جو (جہاد سے کفار سے) تمہارے قبضہ میں آجائیں (حرام نہیں)۔ یہ خدا کا تحریری حکم ہے۔ جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اور ان عورتوں کے علاوہ بھی اور عورتیں تمہارے لئے جائز ہیں۔ بشرطیکہ وہ پاک دامنی ہوں اور زانیہ نہ ہوں۔ بلکہ تم عفت اور پاک دامنی کی غرض سے اپنے مال (مہر) کے بدلے نکاح کرنا چاہو۔ ہاں! جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے۔ تو انہیں جو مہر

- - - - - - - - - معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے
- - - - - - - - - بعد اگر آپس میں (کم وبیش) پر راضی ہو جاؤ تو
- - - - - - - - - اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک خدا
- - - - - - - - - ہر چیز سے واقف اور مصلحتوں کا جاننے والے
- - - - - - - - کان علیما حکیما ہے۔

نکاح غیر دائمی (متعہ) میں مدت معین کی جاتی ہے جو منٹوں سے لیکر سالوں تک ہو سکتی ہے اور نکاح غیر دائمی (متعہ) کا نکاح بھی نکاح دائمی کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔

نکاح غیر دائمی (متعہ) کو دراصل فقہ جعفریہ میں نکاح دائمی ہی کی دوسری قسم قرار دیا گیا ہے۔ یعنی فقہ جعفریہ میں نکاح کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ا نکاح دائمی۔ نمبر ۲ نکاح غیر دائمی۔
نمبر ا نکاح دائمی وہ ہوتا ہے جو زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے اور شوہر اور بیوی میں سے کسی ایک کا اگر انتقال ہو جائے۔ تو یہ نکاح دائمی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بیوہ عورت شوہر کے انتقال کے بعد عدت گزارنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ نکاح غیر دائمی (متعہ) وہ ہے۔ جس میں وقت اور مدت معین کی جاتی ہے جو منٹوں سے لیکر سالوں تک ہو سکتی ہے۔

جس طرح عام طور پر سے تمام مسلمان فقہوں میں نکاح کے لئے یہ شرط ہوتی ہے کہ لڑکی اور لڑکے کی جانب سے ایجاب و قبول کیا جائے۔ مہر معین کیا جائے۔ شوہر نان و نفقہ کی ذمہ داری لے۔ بالکل اسی طرح نکاح غیر دائمی (متعہ) میں بھی لڑکے اور لڑکی کی جانب سے ایجاب وقبول کی شرط عائد ہے۔ مہر کو معین کیا جانا ضروری ہے۔ نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر ہے۔ یعنی جتنی شرطیں عام طور سے شریعت اسلام میں نکاح دائمی کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ وہی تمام شرائط نکاح غیر دائمی (متعہ) کے لئے شریعت اسلام میں مقرر کی گئی ہے حتیٰ کہ جس طرح عام نکاح کے بعد طلاق ہو جانے کے بعد منکوحہ عدت میں بیٹھی ہے اور عدت گزارنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے۔ اور عدت کے گزرنے سے پہلے دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ اسی طرح جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو۔ وہ بھی متعہ ختم ہو جانے کے بعد عدت بیٹھی ہے۔ اور عدت گزرنے کے بعد ہی وہ دوسرا متعہ یا دوسری شادی کر سکتی ہے۔ عدت کے دوران وہ دوسرا متعہ یا دوسری شادی نہیں کر سکتی اور جس طرح نکاح والی منکوحہ عورت کی عدت تین طھر ہیں اسی طرح متعہ والی عورت کا متعہ ختم ہو جانے کے بعد عدت کا اتنا ہی زمانہ یعنی تین طھر ہیں۔

اور جس طرح منکوحہ کا کسی سے نکاح ختم ہونے کے بعد دوسرا آدمی اس سے نکاح کر سکتا ہے اسی طرح ممتوعہ عورت کا متعہ کا مقررہ وقت ختم ہونے کے بعد ہی دوسرا آدمی اس ممتوعہ عورت سے دوسرا نکاح یا متعہ کر سکتا ہے۔ جس طرح نکاح دائمی والی عورت کی میراث شریعت اسلام میں مقرر ہے۔ اس طرح ممتوعہ بیوی کی میراث نہیں۔ لیکن جس طرح دائمی نکاح والی بیوی کی اولاد میراث میں سے حصہ کی حق دار ہے۔ اسی طرح متعہ والی بیوی کی اولاد بھی میراث میں سے حصہ کی حقدار ہے۔

اس کے علاوہ فقہ جعفریہ میں نکاح غیر دائمی متعہ کے جو تفصیلی احکامات ہیں ان احکامات اور نکاح دائمی کے احکامات میں سوائے اس کے کوئی فرق نہیں ہے کہ نکاح مرنے کے بعد ختم ہوتا ہے۔ اور متعہ ممتوعہ عورت سے مقرر شدہ مدت کے ختم ہو جانے بعد خود بخود فسخ اور ختم ہوجاتا ہے۔ یعنی نکاح دائمی کے ختم کی صرف دو صورتیں ہیں یا تو طلاق۔ یا پھر موت :۔ لیکن متعہ کو نکاح غیر دائمی کہتے ہی اس لئے ہیں کہ مقرر کئے گئے وقت کے مکمل ہوتے ہی متعہ خود بخود ختم ہوجاتا ہے اور پھر ممتوعہ عورت عدت گزارنے کے بعد ہی دوسرا نکاح دائمی یا نکاح غیر دائمی کر سکتی ہے یاد رہے کہ متعہ کرنے کے لئے متعہ شدہ عورتوں کی کسی آدمی کے لئے تعداد کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ یعنی اگر آدمی چاہئے تو ۱۰۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰ یا اس سے زیادہ جتنی بھی عورتوں سے بیک وقت چاہے متعہ کر کے انہیں اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔ جب کہ نکاح دائمی کے لئے تمام فقہوں میں یہ طے شدہ بات ہے کہ مرد ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا۔

متعہ کے سلسلے میں سورۃ نساء کی ۲۴ ویں آیت منسوخ نہیں ہوئی۔

متعہ کے سلسلے میں سورۃ نساء کی ۲۴ آیت جو اوپر دلیل متعہ کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ یہ آیت مبارکہ متعہ نکاح غیر دائمی کے سلسلے میں ایک قاطع دلیل ہے۔ اور آیت محکمات میں سے ایک آیت ہے۔ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی، تفسیر معالم التزیل تفسیر ثعلبی، تفسیر در منشور اور مسند امام احمد بن جنل سے ثابت ہے۔ کہ سورۃ نساء کی ۲۴ ویں آیت منسوخ نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ تفسیر در منشور جلد ۵۲ صفحہ ۱۴۰ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ مصر تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۳۵۰، معالم التزیل، مستدرک، تاریخ طبری صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۵۱ اور جمع بین الصحیحین اور عینی شرح بخاری کے علاوہ زاد المعاد ابن قیم جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۴۳، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۳ پر یہ روایت موجود ہے۔ کہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے منقول ہے۔ کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ ہم لوگ

رسالت مآبؐ کے پورے زمانے میں اور حضرت ابوبکرؓ کی پوری خلافت کے دور میں اور حضرت عمرؓ کے نصف زمانہ خلافت تک مسلسل متعہ کرتے تھے مگر حضرت عمرؓ نے اپنے نصف زمانہ خلافت کے بعد متعہ کی ممانعت کر دی اور حضرت عمرؓ کے الفاظ یہ تھے۔ : متعتان کانت علیٰ عہد رسولؐ اللہ وانا انھی عنھما واعاقب علھیما۔ کہ دو متعہ رسول اکرمؐ کے زمانے میں حلال تھے متعہ الحج اور عورتوں سے متعہ کرنا اور میں ان دونوں سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ اور میں ان کے کرنے والوں کو سزا دوں گا۔

اس روایت کے علاوہ حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ خلفاء صفحہ ۹۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے متعہ سے منع کر دیا تھا۔ جبکہ صحیح مسلم شریف میں حضرت ربیعؓ سے ایک روایت بھی ملتی ہے کہ رسولؐ ہمیں نکاح غیر دائمی یعنی متعہ کی اجازت دی تھی اور پھر رسولؐ ہی نے خود فرمایا تھا کہ اب متعہ والی عورتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں ایک باب قائم کیا (باب نکاح متعہ) اور اس میں انہوں نے لکھا کہ نکاح غیر دائمی متعہ پہلے جائز تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوا، پھر جائز ہوا اور پھر منسوخ ہو گیا۔ امام شافعی نے بھی تفسیر مظہری صفحہ ۵۷۲ میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس سلسلے میں بعض مقامات پر راویوں عجیب روایتیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً جس راوی سے یہ روایت یہ بھی ہے کہ متعہ حجتہ الوداع میں جائز ہوا تھا اور اسی راوی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ کہ فتح مکہ کے موقع پر رسولؐ نے متعہ سے منع کر دیا تھا۔ اسی طرح بعض رایوں کی یہ روایتیں ہیں کہ حنین کی لڑائی میں متعہ جائز ہوا تھا۔ بعض روایوں نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں متعہ کی ممانعت ہو گئی تھی بہر حال اگر اسی طرح رواتیں پیش کی جائیں تو بحث طویل ہو جائیگی۔

خلاصہ یہ کہ علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں اور امام فخرالدین رازی نے ان روایتوں کو معتبر تسلیم نہیں کیا ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان روایتوں کو صحیح تسلیم نہیں کیا ہے اور اس ذیل میں لکھا ہے کہ شریعت ایسے الٹے پلٹے احکام نہیں دیتی کہ کبھی کوئی چیز حلال کر دی جائے۔ پھر حرام کر دی جائے۔ پھر جائز کر دی جائے پھر ناجائز قرار دے دی جائے اور مزید یہ کہ ان روایتوں کو صحیح موثق تسلیم نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ قرآن کی سورۃ نساء کی ۲۴ ویں آیت جس میں اللہ نے متعہ کا حکم واضح طور پھر دیا ہے یہ آیت پھر منسوخ نہیں ہوئی۔

سورۃ نساء کی ۲۴ ویں آیت مبارکہ جو متعہ عقد غیر دائمی کی ایک بین دلیل ہے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب لباب النقول فی اسباب النزول مطبوعہ مصر بر حاشیہ تنویرالمقیاس صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ اوطاس میں (حنین) میں کچھ عورتیں ہماری قید میں آئیں جو اہل کتاب سے تھیں ان عورتوں کے آنے کے بعد جب ہم نے رسولؐ سے پوچھا تو سورۃ نساء کی یہ ۲۴ ویں آیت

نازل ہوئی جس میں اللہ نے ابتدا میں ان عورتوں کی جائز قرار دیا اور بعد میں ان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو بھی جائز قرار دیا پھر ان عورتوں سے متعہ کا ذکر کیا کہ جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے انہیں مہر دو۔ یعنی متعہ کے جائز ہونے کا اللہ نے ذکر فرمایا۔

صحیح مسلم جلد اول ۴۵۱ پر ہے کہ حضرت جابر ابن عبد اللہؓ انصاری نے کہا کہ ہم رسولؐ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نصف دور تک متعہ کیا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اور صاحب اصابہ نے لکھا ہے کہ ابن مسلم ابن امیہ کی ولادت متعہ سے ہوئی۔ کنزالعمال میں ہے کہ ملا متقی نے ابن جریر سے روایت کی اور سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ ابن حریث نے متعہ کیا۔ تفسیر مظہری صفحہ 576 میں ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا کہ عہد رسولؐ میں متعہ ہوا کرتا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی دیگر حضرات کے متعہ کرنے کے واقعات تاریخ میں ملتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں اکثر بیوہ عورتوں اور جنگ میں مقابلے کے بعد ملنے والی عورتوں مطلقہ عورتوں سے متعہ کرنے کے زیادہ واقعات ملتے ہیں جبکہ چند مقامات پر کنواری لڑکیوں سے بھی متعہ نکاح غیر دائمی کے واقعات بھی روایتوں میں ملتے ہیں۔

بہر حال مسلمانوں کے فقہوں میں اس مسئلہ متعہ (نکاح غیر دائمی) میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن فقہ جعفریہ میں متعہ جائز ہے اور فقہ جعفریہ کے پیروکار اس سلسلے میں بہت سی دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ اکثر پیش کرتے رہتے ہیں لیکن بڑی حیرت کی بات ہے۔ کہ شعیہ اثنا عشری حضرات بھی آج کے دور میں متعہ عملاً نہیں کرتے ہیں۔ تو میں فقہ جعفریہ کے پیروکار اپنے بھائیوں سے دست بستہ یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جب متعہ کو اللہ اور رسولؐ نے جائز اور مباح قرار دیا ہے تو اس معاشرہ میں شعیہ بھائیوں نے ایک جائز کام کو اپنے اوپر حرام کیوں کرلیا ہے۔ کسی بھی مباح اور جائز چیز کو اگر اپنے اوپر حرام کرلیا جائے تو وہ چیز ہر اعتبار سے انسان کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے جو متعہ جائز اور حلال قرار دیا ہے۔ اس کی بھی اللہ کے نزدیک بہت سی مصلحتیں ہونگی اور ان مصلحتوں کے تحت یہ متعہ یقیناً مسلمان معاشرہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے ۔اس نکاح غیر دائمی پر عمل کرنے سے مسلمان معاشرہ سے زنا جیسی برائی جڑ سے ختم ہوجائیگی اور اگر فقہ جعفریہ کے پیروکار متعہ پر عمل کریں چاہے وہ متعہ کو اپنی ہی فقہ کے پیروکار لڑکے اور لڑکیوں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں رنڈوے حضرات اور شادی شدہ حضرات کے ساتھ مخصوص کرلیں۔ تو اسطرح دوسرے مسلمان فقہ کے ماننے والے حضرات کے سامنے اس نکاح غیر دائمی متعہ کی افادیت واضح ہو کر سامنے آجائیگی اور انشا اللہ دوسرے فقہے کے حضرات بھی اس کی افادیت کے پیش نظر اس متعہ پر عمل پیرا ہوجائیں گے۔ اللہ نے جس طرح نکاح دائمی والی بیوی کو حلال قرار دیا ہے اسی طرح

مسلمانوں کی استعداد اور استطاعت کے مطابق انہیں متعہ کی اجازت بھی دی ہے اور شریعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان برائیوں اور زنا سے محفوظ رہیں۔ متعہ جو جائز اور مباح ہے اگر کسی مسلمان فقہ میں عملاً نافذ ہو جائے تو اس معاشرہ میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس مسلک کے پیرو کاروں میں زنا کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ متعہ شادی شدہ عورت کے علاوہ مطلقہ بیوہ، کنواری سب سے جائز اور مباح ہے۔ اسی لئے حضرت علیؑ کا فرمان ہے۔ کہ اگر متعہ سے حضرت عمرؓ لوگوں کو منع نہ کرتے تو قیامت تک سوائے شقی اور بد بخت شخص کے کوئی دوسرا زنا نہ کرتا تو یاد رکھیئے رسولؐ کی حلال کی ہوئی ہر شی قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ اور حرام کی ہوئی ہر شی قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ اور اللہ کی جانب سے حلال اور جائز کردہ ہر شئی میں انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں بے شمار فوائد ہیں اور اللہ کی جانب سے حرام کردہ چیزوں میں انسان کے لئے دنیا میں بھی نقصانات ہیں اور آخرت میں بھی بے شمار نقصانات ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں جائز امور پر عمل کرنے کی اور حرام امور سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"پندرھواں باب"

اللہ نے ایک مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔

گذشتہ ابواب میں قرآن مجید کی محکم اور واضح آیات کی روشنی میں یہ طے کیا جاچکا ہے کہ مرد عورتوں کے مقابلے میں ہر اعتبار سے زیادہ قوتوں طاقتوں اور صفات کا مالک ہے اور عام طور سے ہر عورت تخلیقی اعتبار سے مرد سے کمتر ہے۔ اور مردوں میں ان قوتوں اور صلاحیتوں کی تفویض من جانب اللہ ہے لہٰذا ان قوتوں کے پیش نظر، عقل اور فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ مرد کو ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہو اور چونکہ مذہب اسلام دین عقل اور دین فطرت ہے۔ اس لئے اللہ نے مردوں کے لئے ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادیوں کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اسی لئے عورت کو ایک وقت میں عقل وفطرت کے مطابق بیک وقت صرف ایک شادی کی اجازت ہے۔

قرآن مجید کی آیات جن سے ثابت ہے کہ مسلمان مرد بیک وقت چار شادیاں کر سکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ نے مرد کو ایک سے زیادہ شادیوں کی ایک وقت میں اجازت دینے کا مختلف مقامات پر واضح انداز میں حکم دیا ہے۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ۔ ۳ آیت

وان خفتم الا تقسطوا ی الیتمی - وربع

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمہیں اچھی لگیں دو، دو تین، تین۔ اور چار، چار سے نکاح کرلو۔

سوۃ نساء ۴ سورۃ ۲۵ آیت

ومن لم یستطع -

ترجمہ۔ اور تم سب مردوں میں سے جو ایک شخص اتنی (مالی) استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ پاکدامن مومنہ عورتوں سے نکاح کرے تو وہ شخص ان مومنہ کنیزوں سے ہی نکاح کرلے۔ جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہوں۔ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم ایک دوسرے سے ہو۔ پس ان کے نکاح ان کے مالکوں کی اجازت سے کرو۔ اور ان کو مہر معروف طریقے سے دو۔

وہ عفت والی ہوں نہ کہ زنا کار۔ اور نہ ہی چھپ کر آشنائیاں کرنے والی ہوں۔ پس جب وہ نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ کوئی بدکاری کریں۔ تو ان کی سزا، آزاد عورتوں سے آدھی ہے۔ یہ ان کے لئے ہے جو تم میں سے زنا سے ڈرے۔ اور وہ یہ کہ تم صبر کرو۔ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم

- - - - - - - - - - واللہ غفور رحیم   کرنے والا ہے۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ ۲۳ آیت

وان تجمعوا - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور یہ بھی حرام ہے کہ تم ایک وقت میں

- - - - - - - - - - - - - دو سگی بہنوں سے شادی کرو۔ سوائے اس کے

- - - - - - - - - - - - - کہ جو پہلے ہو چکا۔ بیشک اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا

- - - - - - - - غفورا رحیما   مہربان ہے۔

اس مقام پر اللہ نے حکم دیا کہ ایک شخص کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ ایک وقت میں دو سگی بہنوں سے شادی کرے۔ دو سگی بہنوں کے بارے میں اللہ کا اس طرح حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو سگی بہنیں نہ ہوں۔ ایک مسلمان مرد ان سے ایک وقت میں شادی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان مرد کے لئے یہ جائز ہے۔ کہ غیر حقیقی بہنوں سے بیک وقت شادی کرے۔

سورۃ مومنون ۲۳ سورۃ ۵، ۶ آیت

والذین ھم لفروجھم - - - - - - - - ترجمہ۔ اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے

- - - - - - - - - - - - - والے ہیں سوائے اپنی بیویوں سے۔ یا ان سے

- - - - - - - - - - - - - جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں۔

- - - - - - - - - - - - - (لونڈیاں) پس اس میں وہ لوگ قابل ملامت

- - - - - - - - غیر ملومین   نہیں۔

اس آیت میں اللہ نے بتا دیا۔ کہ یا تو اپنی بیویوں یا کنیزیں جو ملکیت میں ہوں۔ ان سے شرم گاہوں کی حفاظت لائق ملامت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ تعداد ازدواج پر اللہ کسی کو ملامت نہیں کرتا۔

سورۃ نور۔ ۲۴ سورۃ ۳۱ آیت

او ابناء بعولتھن - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور اپنے خاوند کے بیٹوں سے بھی پردہ

تم سے ساقط ہے۔

اس آیت کے آغاز میں اللہ نے مومنہ عورتوں کو پردے کے احکامات بتائے۔ اور پھر اس مقام پر فرمایا۔ کہ اپنے خاوند کے بیٹوں سے پردہ نہ کرو۔ وہ نامحرم نہیں ہیں۔ اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ یہ بیٹے اس بیوی کے نہیں جس کو پردہ نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اس بیوی کے بارے میں ہوتا تو وہ اس کی سگی ماں قرار پاتی۔ اور سگی ماں سے پردہ نہ کرنے کا حکم دینا ایک مہمل بات قرار پاتی اور خدائے بزرگ و برتر مہمل بات کرنے سے بہت بلند اور مبرا و منزہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ بیٹے

خداوند کی دوسری بیویوں میں سے کسی کے ہیں۔ تو ظاہر ہے شوہر نے اس بیوی کے علاوہ اور دوسری عورتوں سے بھی شادی کی ہوگی جب ہی تو خدا اس مقام پر سوتیلی ماں کو سوتیلے بیٹے سے پردہ نہ کرنے کا حکم دے رہا ہے۔

سورۃ نساء ۴ سورۃ ۳ آیت

وان خفتم - - - - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور اگر تمہیں خوف ہو کر تم یتیم عورتوں
- - - - - - - - - - - - - - - - - کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو ان
- - - - - - - - - - - - - - - - - عورتوں میں سے جو تمہیں اچھی لگیں، دو دو،
- - - - - - - - - - - - - - - - - تین، تین چار، چار سے نکاح کرلو۔ پھر اگر
- - - - - - - - - - - - - - - - - تمہیں خوف ہو کہ تم ان میں عدل نہ کر سکو گے
- - - - - - - - - - - - - - - - - تو منکوحہ ایک ہی رکھو۔ یا وہ کنیزیں جو تمہاری
- - - - - - - - - - - - - - - - - ملکیت ہوں۔ یہ بات ناانصافی سے بچنے کے لئے
- - - - - - - - - - - - - ان تعولوا زیادہ قریب ہے۔

اس آیت میں اللہ نے ایک مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار شادیاں تک کرنے کی اجازت دی ہے یعنی مرد کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اس آیت میں واضح اجازت موجود ہے اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر تمہیں خوف ہو کہ تم ان کے درمیان عدل نہ کر سکو گے (عدل پر تفصیلی بحث اس باب میں آگے آئے گی) تو تم ایک ہی آزاد عورت کو منکوحہ رکھو اور دوسری تیسری اور چوتھی شادی کنیزوں سے کرلو۔ یعنی چار شادیوں کی بیک وقت اللہ کی جانب سے قرآن میں اجازت موجود ہے۔

مذکورہ بالا آیات کے حوالے سے یہ بات بآسانی کہی جا سکتی ہے۔ کہ ایک مسلمان مرد بیک وقت چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ اور بھی قرآن مجید میں کئی مقامات پر اسی طرح کے احکامات اللہ نے دئے ہیں۔ لیکن اس کتاب کی طوالت کے خوف سے دیگر آیات پیش کرنے سے گریز کیا جارہا ہے۔

مسلمانوں کی فقہوں کا بنیادی ماخذ قرآن مجید ہی ہے۔ اور اس قرآن کو سنت رسولؐ کے ذریعے ہی مسلمانوں نے سمجھا ہے۔ لہذا فقہ میں کسی مکتب فکر کے جتنے بھی احکامات ہیں ان کے یہی دو بنیادی ماخذ ہیں اس کے بعد دوسرے ماخذ کا نمبر آتا ہے۔ لہذا انہی دو ماخذوں کو بنیاد بناتے ہوئے تمام مسلمانوں کی فقہوں میں بغیر کسی اختلاف کے یہ مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ

شریعت اسلام میں ایک مسلمان مرد کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنی جائز ہیں۔ اس

مسئلہ سے ذرہ برابر بھی کسی مسلمان فرقے نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ ہاں البتہ ایک شرط بنیادی طور پر تمام مسلمان فقہوں میں عائد کی گئی ہے۔ کہ مرد اپنی ایک سے زیادہ بیویوں میں اپنی استطاعت کے مطابق عدل قائم کرے۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم عدل کو سمجھیں۔ کہ عدل کیا ہے۔؟

ایک وقت میں کئی بیویوں کی صورت میں قرآن میں عدل کا مندرجہ ذیل مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

آج ہمارے مسلمان معاشرہ میں مرد اکثر ایک شادی کرتے ہیں۔ اور دوسری، تیسری اور چوتھی شادی نہ کرنے کے سلسلے میں جب مردوں سے وجہ پوچھی جاتی ہے تو عام طور سے عام مرد یہ دو جواب دیتے ہیں۔ پہلا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ مرد متعدد بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتا۔ اور دوسرا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس اتنا پیسہ کہاں ہے۔ کہ دوسری، تیسری، چوتھی شادی بیک وقت کریں۔ ایک ہی کا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ تو ہم ذیل میں مردوں کے ان دو اعتراضات کا جواب قرآن مجید سے پیش کر رہے ہیں۔

ازدواجی مسئلہ میں قرآن مجید میں قلبی میلان عدل کے لئے مشروط نہیں ہے۔

سورۃ نساء۔ ۴ سورۃ ۱۲۹، ۱۳۰ آیات

ولن تسطیعوا ــــــــــــــــ ترجمہ۔ اور تم سب مرد ہر گز یہ استطاعت اور صلاحیت نہیں رکھتے ہو کہ تم زیادہ بیویوں کے درمیان مکمل عدل کر سکو۔ تو پھر تم ایک ہی (بیوی) کی طرف پورے طریقے سے نہ جھک پڑو۔ کہ دوسری کو لٹکی ہوئی کے مانند چھوڑ دو۔ (یعنی اس کی طرف تم بالکل ہی توجہ نہ دو) اور اگر تم اصلاح کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں۔ تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے نیاز کر دیگا۔ اور اللہ ــــــــ واسعا حکیما تعالیٰ بڑی کشائش والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں جو اللہ نے فرمایا کہ تم سب مرد اصلاح کرلو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو اللہ غفور الرحیم ہے آیت کے اس حصے سے واضح ہو جاتا ہے کہ استطاعت عدل نہ ہونے کے باوجود اگر انسان اصلاح اور تقویٰ کو مد نظر رکھے تو اللہ تعدد ازدواج کی اجازت اور گنجائش دے رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیت کی اس نص اور دیگر آیات کی نص کو بنیاد بناتے ہوئے ہی مسلمانوں کی تمام فقہیں اس نکتہ پر متفق ہیں۔ کہ چار شادیاں کرنے کے لئے قلبی میلان ایک جیسا تمام بیویوں کی طرف ہونا ضروری نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی عام مرد خلقتی طور پر مکمل عدل کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھ سکتا۔ اسی لئے تمام مسلمان فقہوں میں متفقہ طور پر ایک مسلمان مرد کے لئے ایک وقت میں چار شادیاں کرنی جائز قرار دی گئی ہیں۔

مکمل عدل یعنی یکساں قلبی میلان عام انسان کی استطاعت سے باہر ہے۔

سورۃ نساء کی مذکورہ بالا آیت ۱۲۹ اور آیت ۱۳۰ میں اللہ نے خاص طور سے یہ فرمایا کہ اے مردو! تم میں اتنی استطاعت اور بشری صلاحیت تو ہر گز نہیں ہے۔ کہ تم اپنی کئی بیویوں کے درمیان پورا پورا اور مکمل عدل کر سکو مگر ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اور دوسری بیوی کی طرف بالکل توجہ نہ دو۔ یعنی شوہر کے لئے قلبی اور ذہنی میلان کے اعتبار سے یکسانیت کو اللہ نے ازدواجی طور پر لازم قرار نہیں دیا۔ اور فرمایا کہ قلبی میلان کے علاوہ دیگر تمام معاملات میں حتی الامکان عدل کرو۔ یعنی شوہر کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی تمام بیویوں کی ضروریات زندگی کا مساوی طور پر خیال رکھے۔ ایک ایک شب باری باری ہر بیوی کے پاس بسر کرے۔ سب بیویوں کو کھانا، کپڑا، رہائش و آرائش کی جائز چیزیں اور ہر قسم کی ضروریات زندگی کی چیزیں مساوی طور پر دے۔ اور اس اعتبار سے کسی بیوی کو کسی دوسری بیوی پر فوقیت اور ترجیح نہ دے۔ یعنی کسی بیوی کی اچھی شکل وصورت کی وجہ سے صرف اسی کی طرف مکمل توجہ مبذول نہ کرلے اور دوسری بیویوں سے الگ تھلگ نہ ہوجائے۔

تاریخ اسلام کے واقعات سے آپ کو اندازہ ہوگا۔ کہ رسول اکرمؐ وسابق انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ اس سلسلے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کرتے تھے۔ رسول اکرمؐ، بیماری کے عالم میں بھی باری باری ایک ایک بیوی کے گھر میں رہتے تھے۔ اور مساوی طور پر حسن سلوک کرتے تھے۔ اور باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں شب بسر کرتے تھے۔

ایک معروف روایت میں ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل کی دو بیویاں وبا سے مر گئیں۔ تو معاذؓ بن جبل نے قرعہ ڈالا تھا کہ پہلے کس بیوی کو غسل دوں۔

اسی طرح حضرت علیؑ کے لئے بھی یہ روایت بہت مشہور ہے کہ حضرت علیؑ کا قاعدہ تھا۔ کہ

جس بیوی کی جس دن باری نہیں ہوتی تھی۔ اس دن اس بیوی کے حجرہ یا گھر میں وضو بھی نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح تاریخ اسلام میں بہت سی ایسی روایتیں ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اکرمؐ، خلفاء راشدینؓ اپنی تمام بیویوں سے برابری کی بنیاد پر مساوی حسن سلوک کرتے تھے۔ اور یکساں طور پر اپنی تمام بیویوں کی ضروریات زندگی کو ملحوظ رکھتے تھے۔ ہاں اگر کوئی بیوی خود ہی رضا کارانہ طور پر اپنی باری سے دستبردار ہو جائے۔ اور کسی دوسری بیوی کو اپنی باری دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی رسول اکرمؐ کی سیرت ہے اور یہی بات قرآنی آیات بھی بتلاتی ہیں۔ مثلاً

خویلدؓ نامی ایک عورت سلمہ بن رافعؓ کی بیوی تھی۔ جب وہ بوڑھی ہو گئیں۔ تو ان کے شوہر حضرت سلمہؓ بن رافع نے انہیں طلاق دینا چاہی۔ ان خویلد کے علاوہ سلمہ بن رافع کی دو بیویاں اور بھی تھیں۔ جو بقید حیات تھیں۔ لیکن سلمہ بن رافع یہ چاہتے تھے کہ اس بوڑھی عورت کے بجائے کسی جوان عورت سے شادی کر لیں تو خویلدؓ نے سلمہؓ بن رافع سے کہا۔ کہ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں اپنی رات کی باری تجھے بخشتی ہوں تو جہاں چاہے رات کو قیام کر۔ مگر اس کے شوہر سلمہ بن رافع نے خویلد کی بات نہ مانی۔ اور طلاق پر اصرار کیا۔ تو خویلد نامی عورت رسول اکرمؐ کے پاس شکایت لے کر آئی۔ اس نکتہ پر بھی تمام تفسریں متفق ہیں کہ اس خویلد نامی عورت کی شکایت کے بعد سورۃ نساء کی یہ مندرجہ ذیل ۱۲۸ آیت نازل ہوئی۔

وان امراۃ - - - - - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - اور بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو۔
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - تو میاں بیوی کے باہم کسی طرح ملاپ کرنے میں
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے اور صلح تو بہر حال بہتر
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - ہے۔ اور بخل سے تو قریب قریب ہر طبیعت کے
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - ہم پہلو ہے۔ اور اگر تم نیکی کرو اور خوف خدا
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - رکھو تو خدا تمہارے ہر کام سے خبردار ہے۔
- - - - - - - - - - تعملون خبیرا (اور وہی تم کو اجر دے گا۔)

تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی عورت اپنی باری سے دوسری کسی کے حق میں دستبردار ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کی جانب سے، اور رسول اکرمؐ کی سیرت اور سنت سے بھی اس کا جواز ملتا ہے۔

متعدد ازدواج میں قلبی میلان قوت بشری سے ممکن نہیں۔
اس لئے اللہ نے قلبی میلان میں عدل کو لازم قرار نہیں دیا۔

تو یہ بات تو طے ہوگئی کہ شوہر اپنی تمام بیویوں کو کپڑا، روٹی اور زندگی کی دیگر جائز ضروریات مساوی طور پر دے سکتا ہے۔ اور اس معاملے میں اپنی متعدد بیویوں میں عدل کر سکتا ہے۔ لیکن بیویوں کو برابر، روٹی، کپڑا دینا اور ایک ایک شب باری باری ہر بیوی کے پاس سو رہنا فقط یہی نہیں بلکہ شوہر کی طبیعت کا ہر عورت کی طرف مساوی اور برابر رہنا مقصود ہے۔ مگر چونکہ قلبی میلان سب کی طرف یکساں ہونا قوت بشری سے ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے خدا نے اس سے قطع نظر کرلی اور فرمادیا کہ مکمل اور پورا پورا انصاف تو تم ہرگز نہیں کرسکتے۔ مگر اس کے علاوہ ظاہری اور دیگر باتوں میں فرق نہ کرو۔

ہاں البتہ سابق انبیاء کرامؑ اور ہمارے رسولؐ چونکہ معصوم ہیں۔ اور اہل سنت اور شیعہ سب انبیاء کرامؑ کی عصمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس اعتبار سے انبیاء کرامؑ اور رسول اکرمؐ پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ انبیاء سابقین میں سے کسی سے بھی گناہ سرزد نہیں ہوا ہاں البتہ سابق انبیاء کرامؑ میں سے بعض سے ترک اولیٰ (بہتر کام چھوڑ دینا) سرزد ہوا ہے۔ لیکن ہمارے رسولؐ کی تو یہ شان گرامی مرتبت ہے۔ کہ آپؐ سے کبھی ترک اولی بھی سرزد نہیں ہوا۔ تو چونکہ انبیاء کرام معصوم ہیں اس لئے وہ اپنی متعدد بیویوں میں مکمل عدل کرتے رہے ہیں۔ اور دنیاوی ضروریات کے علاوہ ان کا ذہنی اور قلبی میلان بھی ہر بیوی کی طرف مساوی اور برابر رہا ہے۔ اور انہوں نے اس اعتبار سے بھی ہر بیوی کے ساتھ مکمل طور پر عدل کا سلوک کیا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو بھی معصوم ہوگا وہ ہر طرح سے اپنی متعدد بیویوں کے درمیان عدل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

لیکن عام مرد غیر معصوم کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ کم از کم ظاہری معاملات میں اپنی بیویوں کے درمیان فرق نہ کریں۔ اس لئے کہ عام بشر ہونے کی وجہ سے وہ اپنا قلبی اور ذہنی میلان، مکمل عادلانہ طریقے سے اپنی متعدد بیویوں کی طرف مساوی اور یکساں طور پر نہیں رکھ سکتے۔ ظاہر ہے اللہ کسی بھی انسان کو اس کی طاقت اور قوت سے زیادہ تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے آسانیاں چاہتا ہوں۔ دشواریاں نہیں چاہتا۔ اسی لئے اللہ نے قلبی اور ذہنی میلان کے عدل کی قطعی پابندی عام مردوں پر عائد نہیں کیا۔ اس لئے کہ عام انسان میں کچھ قوتیں خلقی اعتبار سے اللہ نے اختیاری ودیعت فرمائی ہیں اور کچھ قوتیں تخلیقی اعتبار سے انسان میں اضطرابی رکھی ہیں۔ اسی لئے عقیدہ جبر واختیار چودہ سو سال سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔

عقیدہ جبر واختیار پر اجمالی بحث

ہمیں عقیدہ جبر واختیار پر کوئی بحث نہیں کرنی ہے۔ بلکہ صرف انسان کی خلقی قوتوں کے اعتبار سے یہ بتانا ہے۔ کہ انسان میں اللہ نے کچھ چیزیں اختیاری رکھی ہیں۔ اور کچھ چیزیں اور کیفیتیں اضطراری ودیعت کی ہیں۔ مثلاً انسان پیدائش کے مسئلہ میں مجبور ہے۔ اگر اللہ نے پیدا کر دیا تو دنیا میں آنا پڑا۔ موت کے سلسلے میں انسان مجبور ہے۔ خدا نے واپس بلا لیا تو اس کی بارگاہ میں جانا پڑا۔ خدا نے صحت دی تو صحت مند رہنا پڑا۔ خودکشی کی کوشش کے باوجود اگر خدا نے زندہ رکھا تو زندہ رہنا پڑا۔ خدا نے بیماری اگر دے دی۔ معذور اگر بنا دیا تو بستر علالت کو آباد کرنا پڑا۔ معذور رہنا پڑا خدا نے اپنی کوئی امانت اگر طلب کر لی تو وہ اس کے سپرد کرنا پڑی۔ خدا نے دولت دے دی تو دولت مند بننا پڑا۔ خدا نے غربت دے دی۔ تو چادر فقر کو اوڑھنا پڑا۔ یہ بڑی طویل فہرست ہو جائیگی کہ انسان کن معاملات میں مجبور ہے۔ اور کن معاملات میں انسان صاحب اختیار ہے۔ اسی لئے مختصراً حضرت علیؑ کے دو فرامین پیش کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ بات کو اجمالاً مکمل کر لیا جائے۔ حضرت علیؑ کے یہ دو فرمان جبر اور اختیار کے مسئلہ میں مدلل اور جامع ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ روز حشر جن معاملات کے بارے میں اللہ تم سے پوچھ گچھ اور باز پرس کرے گا۔ ان معاملات میں اللہ نے تم کو دنیا میں اختیار دیا ہے۔ مثلاً ہدایت، عقائد، نماز، روزہ وغیرہ کے بارے میں خدا ہر انسان سے باز پرس کرے گا۔ اور جن معاملات کے بارے میں اللہ یوم حشر پوچھ گچھ نہیں کرے گا۔ ان معاملات میں اللہ نے انسان کو دنیا میں مجبور بنایا ہے۔ مثلاً خدا یہ نہیں پوچھے گا۔ کہ تمہارا قد طویل پستہ کیوں تھا۔ شکل وصورت، ناک نقشہ وغیرہ اس طرح کیوں تھا؟ اور ایک مقام پر حضرت علیؑ کا بڑا جامع فرمان سامنے آتا ہے۔ ایک شخص حضرت علیؑ کے پاس آیا۔ اور سوال کیا! یا علیؑ! بتائیے انسان کتنا مجبور ہے اور کتنا صاحب اختیار ہے۔ سوال کرنے والا شخص سامنے ہی کھڑا ہوا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنا ایک پیر زمین سے اوپر اٹھالے۔ اس نے ایک پیر اوپر اٹھالیا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تو اپنا یہ پیر زمین سے اوپر ہی اٹھا رہنے دے۔ اور دوسرا پیر بھی زمین سے اوپر اٹھالے۔ تو وہ کہنے لگا۔ یا علیؑ میں دونوں پیر بیک وقت تو زمین سے اوپر اٹھا نہیں سکتا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ انسان بس اتنا صاحب اختیار ہے اور اتنا مجبور ہے۔

تو اسی طرح بیک وقت کئی بیویوں کے درمیان عدل کرنے میں انسان ظاہری ضروریات پورے کرنے میں تو مکمل اختیار رکھتا ہے۔ اگر ظاہری ضروریات اپنی کئی بیویوں کی عادلانہ طریقے سے پوری

نہیں کرے گا۔ تو ایسے شوہر سے یوم حشر باز پرس ہوگی۔ لیکن ذہنی اور قلبی میلان میں عدل اختیار کرنے کے سلسلے میں کوئی شوہر دنیا میں صاحب اختیار نہیں ہے۔ اس لئے اللہ نے اس امر کی اجازت دے دی ہے۔ کہ اس سلسلے میں حشر کے دن باز پرس نہیں ہوگی۔ ہاں البتہ اگر ذہنی اور قلبی میلان اور جذباتی لگاؤ اور محبت کے جذبے اور مساوی توجہ اپنی متعدد بیویوں کی طرف رکھنے کی اگر شوہر کوشش کرے اور کافی حد تک اس میں کامیاب ہو جائے تو خدا کے ہاں ایسے شوہر کے درجات اور مرتبے بلند ہوں گے۔ اور خدا اسے ثواب اور اجر عظیم عطا کریگا۔ اس لئے کہ اگرچہ جذباتی لگاؤ، محبت اور ذہنی اور قلبی میلان پر شوہر کو مکمل اختیار تخلیقی طور پر حاصل نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اپنی کوشش کر کے شوہر کچھ حد تک مساویانہ سلوک ضرور کر سکتا ہے۔ یعنی اس سلسلے میں بھی شوہر کو جتنا اختیار حاصل ہے۔ اگر اس اختیار کو شوہر بروئے کار نہ لائے تو یقیناً گناہ گار ہوگا۔ اور یقیناً ہر شوہر کو اس سلسلے میں اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وان تصلحو وتتقوا فان اللہ کان غفوراً رحیما۔ کہ اگر تم اصلاح کر لو اور اللہ سے ڈرتے رہو (پھر بھی اگر ظاہری یا قلبی میلان میں کوشش کے باوجود کوئی کمی بیشی ہو جائے) تو اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اگر مسلمان مرد ایک وقت میں چار بیویاں رکھے تو بھی شوہر اور ہر بیوی کا حقیقی رازق اللہ ہی ہے۔

عام طور سے مسلمان مرد دوسری، تیسری اور چوتھی شادی سے فرار اختیار کرنے کے لئے رزق اور خرچ کے مسئلہ کو ایک سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا عام طور سے خیال خام یہ ہے کہ رزق اور خرچ شوہر اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ یقیناً ایسے لوگ خدا کے رزاق اور خیرالرازقین ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ مسلمانوں کو اچھی طرح سے یہ سمجھ لینا چاہئے اور اس نکتہ پر راسخ عقیدہ رکھنا چاہئے۔ کہ کائنات کی تمام مخلوقات کو رزق دینے والی ذات وہ مالک حقیقی ہے۔ جس نے سب کو پیدا کیا۔ اور سب کے لئے رزق کی ذمہ داری لی۔ یقیناً تمام مخلوقات کو رزق دینے کی ذمہ داری اللہ کی ہے اللہ تمام مخلوقات کو کسی نہ کسی مخصوص وسیلے اور طریقے سے رزق عطا کرتا ہے۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے۔ کہ بیوی کو خدا شوہر کے ذریعہ بھی رزق عطا کرتا ہے۔ اور اگر اس جملے کو الٹ کر کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ شوہر کو بیوی کی قسمت کا رزق بھی میسر آتا ہے۔ جو وہ شوہر اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے۔ اور اپنی بیویوں کے رزق کا امین ہوتا ہے۔ خدا نے مخلوقات میں سے ہر ذی روح اور جاندار ہر شئے کا رزق اس کی پیدائش کے وقت ہی مقرر اور مخصوص کر دیا ہے۔ سب اپنے اپنے کا رزق حاصل کرتے ہیں۔ کوئی بھی کائنات میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں

کھاتا۔ اگر اکلوتی بیوی کے بعد دوسری بیوی گھر میں آجائے تو وہ اپنے حصے کا رزق ساتھ لے کر آئے گی تیسری بیوی شادی ہو کر اسی گھر میں آئے گی تو وہ اپنے حصے کا رزق ساتھ لائے گی۔ اسی طرح چوتھی بیوی اپنے نصیب اور حصہ کا رزق ساتھ لے کر آئے گی کوئی بھی کسی کے حصے اور نصیب کا رزق استعمال نہیں کرتا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ دانے دانے پر ہر ایک کے نصیب اور قسمت کی مہر لگی ہوتی ہے۔

بہر حال انسان کو کبھی بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ کہ خدا ہی سب کا رازق ہے اور وہی رزق دینے والا ہے۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں متعدد مقامات پر فرمایا کہ رزق دینے کی ذمہ داری میری ہے۔

سورۃ رعد۔ ۱۳ سورۃ ۲۶ آیت

الله یبسط - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق زیادہ
- - - - - - - - - - - - کر دیتا ہے۔ اور جس کے لئے چاہتا ہے نپا تلا
- - - - - - ویقدر رزق کر دیتا ہے۔

سورۃ ھود۔ ۱۱ سورۃ ۶ آیت

وما من دابة - - - - - - - ترجمہ۔ اور زمین پر چلنے والوں میں سے کوئی ایسا
- - - - - - - - - - - - نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

سورۃ نحل۔ ۱۶ سورۃ ۱۷ آیت

واللہ فضل - - - - - - - - - ترجمہ۔ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر
- - - - - - - الرزق رزق میں فضیلت دی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل۔ ۱۷ سورۃ ۳۰ آیت

ان ربک - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور تمہارا رب جس کے لئے چاہتا ہے
- - - - - - - - - - - - رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا
- - - - - - - - ویقدر ہے۔ رزق تنگ کر دیتا ہے۔

سورۃ قصص۔ ۲۸ سورۃ ۸۲ آیت

ویکان اللہ یبسط - - - - - - - ترجمہ۔ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کا
- - - - - - - - - - - - رزق چاہتا ہے وسیع کر دیتا ہے۔ اور جس کا چاہتا
- - - - - - - - ویقدر ہے۔ رزق تنگ کر دیتا ہے۔

سورۃ عنکبوت۔ ۲۹ سورۃ ۱۷ آیت

فابتغوا عند۔ - - - - - - - - - - ترجمہ۔ پس تم اللہ ہی کے پاس سے رزق طلب
- - - - - - - - - - - - - - - - کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا
- - - - - - - - - - واشکرواله کرو۔

سورۃ عنکبوت۔ ۲۹ سورۃ ۶۲ آیت

الله یبسط - - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع
- - - - - - - - - - - - - - - - کردیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ
- - - - - - - - - - - ویقدر کردیتا ہے۔

سورۃ حجر۔ ۲۰ آیت

وجعلنا لکم - - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور ہم نے اس میں تمہارے لئے سامان
- - - - - - - - - - - - - - - - زندگی مقرر کردیئے اور ان کے لئے بھی جن کے
- - - - - - - - - - - - رازقین تم رازق نہیں ہو۔

سورہ صافات۔ ۳۷ سورۃ۔ ۴۱ آیت

الا عباداللہ المخلصین - - - - - - - ترجمہ۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔
- - - - - - - لهم رزق معلوم ان کے لئے رزق معلوم ہے۔

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ سورہ سبا۔ ۱۵ آیت، سورۃ شوریٰ ۴۲، سورۃ ۲۷ آیت، سورۃ طہ ۳۲ آیت، سورۃ روم ۳۷ آیت، سورۃ سبا ۳۶ آیت، سورہ زمر ۵۲ آیت سورۃ شوری ۱۲ آیت، سورۃ نحل ۱۱۲ آیت، سورۃ عنکبوت ۶۰ آیت، سورۃ نحل ۷۱ آیت، سورۃ مائدہ ۱۱۴ آیت، سورۃ حج ۵۸ آیت، سورۃ مومنون ۷۲ آیت، سورۃ سبا ۳۹ آیت، سورۃ جمعہ ۱۱ آیت، سورۃ ذاریات ۵۸ آیت اور دیگر جگہوں پر اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں ہر ایک کے نصیب کا رزق عطا کرنے والا میں ہوں۔

غریب آدمی اگر کئی شادیاں کرلے تو اللہ اسے اپنے فضل سے دولت مند کردے گا۔

قرآن مجید میں ایسی متعدد آیات ہیں جن میں اللہ نے فرمایا۔ کہ شادی کے بعد تمہارے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دیتا ہے۔

سورۃ نور۔ ۲۴ سورۃ ۳۲، ۳۳ آیات

وانکحو الا یامی - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - والله واسع علیم

ترجمہ۔ تم سب نکاح کرو اپنے بغیر بیوی والے مرد اور بغیر شوہر کی عورتوں اور اپنے قابل نکاح غلاموں اور کنیزوں کا۔ اگر وہ محتاج اور غریب ہوں گے۔ تو (شادی کی بدولت) اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار اور دولت مند کردے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور جن لوگوں کو نکاح میسر نہیں ہے۔ انہیں چاہیے۔ کہ پاک دامنی کرتے رہیں حتی کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کردے۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنے کنوارے مرد، عورت بیوہ مطلقہ عورت اور جو بھی شوہر والی نہ ہو اور رنڈوے مرد جن کی بیویاں نہ ہوں اور اپنے قابل نکاح (بالغ) غلاموں اور قابل نکاح بالغہ کنیزوں کی بھی شادیاں کرو۔ اور اللہ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ نکاح اور شادی کے بعد اگر یہ غریب ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں دولت مند بنا دیگا۔ اور صرف یہی نہیں فرمایا بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا۔ کو جو لوگ نکاح کی صرف نیت رکھتے ہوں اور انہیں شادی میسر نہیں آسکے وہ بھی اگر پاک دامن رہیں۔ تو اللہ انہیں بھی اپنے فضل سے دولت مند کردے گا۔ یعنی بالکل واضح طریقے سے واشگاف الفاظ میں اللہ نے انسان کو آگاہ کر دیا کہ نکاح اور شادی کے بعد میں اپنے فضل سے انسان کو دولت مند بنا دیتا ہوں۔ اس لئے کہ مرد جب تک کنوارہ یا غیر شادی شدہ یا رنڈوہ تھا تو اس کے پاس اللہ کی جانب سے صرف اپنا رزق پہنچتا تھا۔ اور جب شادیاں اس مرد کی ہوگئیں تو بیویوں کا رزق بھی اللہ کی جانب سے مرد کے پاس آئے گا۔ اور مرد اپنی بیویوں کے رزق کا بھی امین ہو جائے گا۔ اب امانت دار ہونے کا تقاضا اور شرعی حکم ہے کہ بیویوں پر انصاف کے ساتھ شرعی حدود میں رہ کر خرچ کرے اور بیویوں کو خرچ کے معاملے میں تنگ نہ کرے ورنہ شوہر سے آخرت میں اس معاملہ میں باز پرس ہوگی۔

ان آیات کے علاوہ رسول اکرمؐ کے فرامین بھی کتب احادیث میں موجود ہیں کہ جب کوئی شخص غریب اور مفلس ہوتا تھا۔ تو اسے رسول اکرمؐ شادی کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ اور ایک یا دو شادیوں کے باوجود اگر وہ غریب اور مفلس ہی رہتا تھا۔ اور اس کی مفلسی کم نہ ہوتی تھی۔ تو اسے

تیسری اور چوتھی شادی کا رسول اکرمؐ حکم دیتے تھے۔ اور ایسے درجنوں واقعات ہیں کہ مفلس آدمی شادیاں کرنے سے دولت مند بن جاتا تھا۔ یہی اللہ کا نظام اور مصلحتیں ہیں جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ تفصیل کی نہ تو گنجائش ہے اور نہ ہی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ ہر مسلمان دل سے اللہ کے رزاق ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ (ورنہ چند آیات اور احادیث اور بھی اس سلسلے میں پیش کی کردی جاتیں۔) کچھ لوگ صرف زبان سے اس لئے انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ چار بیویوں کا خرچہ کیسے برداشت کروں گا۔ کہ کہیں مرد دوسری تیسری اور چوتھی شادی نہ کرلے حالانکہ سب مسلمان واقف ہیں کہ مرد ہو یا عورت سب اپنا رزق اپنے ساتھ لاتے ہیں کوئی کسی کا حصہ نہیں کھاتا بلکہ دوسرے کے رزق کے ساتھ مل جانے سے برکت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس عام سی عقلی بات کو سب تسلیم کریں گے کہ جب رسول اکرمؐ نے غریب آدمی کو بیک وقت کئی شادیاں کرنے کی تاکید کی ہے تو پھر جو دولت مند، یا معاشی طور پر قدرے بہتر کیفیت میں ہوگا، اس کے لئے تو بیک وقت کئی شادیاں کرنا رسول اکرمؐ کے فرمان اور قرآن کی آیات کی روشنی میں زیادہ مستحسن ہوگا۔ اس لئے کہ ایک مرد اگر بیک وقت چار شادیاں کرے تو مسلمان معاشرہ پر اس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اور جو غریب ہو۔ وہ یقیناً کئی شادیاں کرکے اللہ کے فضل سے دولت مند ہو سکتا ہے۔

چار شادیوں کا معاشرتی فائدہ اور اس کے مثبت اثرات

چار شادیاں نہ کرنے کے بے شمار نقصانات

اگر ہر مسلمان مرد چار بیویاں رکھے تو زنا کالعدم ہو جائے۔

بیوی کی محبت

گذشتہ بیان کی گئی قرآنی آیات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عدل کا بہانہ کرکے اور غربت کو جواز بنا کر کسی مسلمان مرد کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ چار شادیوں سے فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اور کسی مسلمان بیوی کو اسلام اور شریعت کی رو سے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی کے حق سے محروم کردے اس لئے کہ اسلام میں محبت کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ محبت صرف ایک بیوی سے ہی کی جائے اس لئے کہ اسلام نے ہر ذات کے لئے محبت کے جذبہ کو مختلف انداز میں مقرر کیا ہے۔ خدا اور رسول کے لئے محبت کا جذبہ دوسرا ہے۔ ماں باپ کے لئے محبت کا انداز دوسرا مقرر ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے بھی اسی دل میں علیحدہ محبت موجود

ہے۔ احباب دوستوں رشتہ داروں کے لئے محبت کا علیحدہ پیمانہ ہے جب اتنی محبتیں ایک وقت میں کسی دل میں یکجا طور پر ہو سکتی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک شخص ایک وقت میں دس بہنوں، دس بھائیوں، دس بیٹوں، دس بیٹیوں سے اللہ کے بتائے ہوئے حکم اور دل میں موجود جذبے کے مطابق محبت کر سکتا ہے۔ تو حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک دل میں چار بیویوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ان کی شخصیت اور عمل کے مطابق محبت کا جذبہ کیوں نہیں رہ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ محبت صرف ایک بیوی سے ہی نہیں بلکہ بیک وقت چار بیویوں سے بھی کی جاسکتی ہے۔ اور جس طرح مختلف رشتوں کی محبت دل میں رکھنے کے باوجود کسی دوسرے عزیز کی محبت کم نہیں ہوتی اور کسی دوسرے کا حق نہیں مارا جاتا اسی طرح چار بیویوں سے بیک وقت محبت کرنے سے کسی دوسری بیوی کا حق نہیں مارا جاتا۔ اور کسی بیوی کی محبت دل سے کم نہیں ہوتی لہٰذا کسی بیوی کو یہ فکر لاحق نہیں ہونی چاہئے کہ شوہر نے اگر تین شادیاں اور کرلیں۔ تو میری حیثیت اور محبت کم رہ جائیگی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلی بیوی کی حیثیت اور وقار شوہر کی نظر میں اور زیادہ بلند ہو جائیگا۔ اس لئے کہ وہ اس کی پہلی اور بڑی بیوی ہوگی۔ اور دوسری تین بیویاں چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس کا اور زیادہ احترام کریں گی۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ کی نظر میں پہلی بیوی کا مقام بہت بلند ہو جائیگا۔

عجیب بات یہ ہے کہ مشاہدہ کے مطابق آج کے دور میں عام طور سے ہر بیوی اپنے شوہر سے محبت کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن یہ کیسی محبت ہے کہ شوہر سے محبت کا دعویٰ بھی بیوی کرے۔ اور اپنے شوہر کو اسلام کی طرف سے عطا کردہ حقوق سے بھی محروم کردے۔ اور اسے مزید تین شادیاں نہ کرنے دے۔ محبت کا مطلب تو یہ ہے کہ جس سے محبت کی جائے اسے اس کے حقوق دئے جائیں

تو زنا کالعدم ہو جائے

بہر حال مسلمان مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسری تیسری چوتھی شادی سے گریز کے لئے بہانے تلاش کرے۔ اور مسلمان بیوی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو مزید تین شادیوں سے روکے۔ اور اگر دولت اور پیسہ کی فراوانی ہو تو چار بیویوں کا خرچ بآسانی اٹھایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ہر صاحب دولت وثروت کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی کرنے میں قطعاً تامل نہیں کرنا چاہئے بلکہ اکثر اوقات دوسری تیسری اور چوتھی شادی کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ رسول اکرم ؐ کا فرمان موجود ہے۔ کہ اگر تمہیں زنا کا خوف ہو تو تم فوراً شادی کرلو۔ اور اگر زنا کا خوف نہیں ہے تو شادی سنت موکدہ ہے۔ تو یہاں اس طرح اس مقام پر مرد کا فریضہ ہو جاتا ہے کہ وہ دوسری تیسری

چوتھی شادی کرے۔

ایک بیوی کے ہوتے ہوئے بھی زنا کا ارتکاب مرد کے لئے کافی حد تک ممکن ہے اس لئے کہ جیسا کہ گذشتہ ابواب میں بیان کیا جاچکا۔ کہ عورتیں تخلیقی طور پر کمزور پیدا کی گئی ہیں تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عورتیں خلقی طور پر ہر اعتبار سے مرد سے کمزور ہوں گی۔ تو ان کی جس طرح تمام دیگر جسمانی قوتیں کمزور اور کمتر ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان کی قوت شہوت بھی مرد کی نسبت بہت کم ہوتی ہے۔ یہ بعض لوگوں کا پروپیگنڈہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ کہ عورتیں مرد سے زیادہ شہوت رکھتی ہیں۔ قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے کوئی ثبوت اس سلسلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کہ عورتیں مرد سے شہوت میں زیادہ ہیں۔ چلئے اگر قرآن حدیث سے نہیں سائنسی طریقے سے ہی اس کا کوئی ثبوت پیش کر کے دکھائے۔ کہ عام عورتیں شہوت میں عام مرد سے زیادہ ہوتی ہیں۔ کوئی خاص مرد یا کوئی خاص عورت زیر بحث نہیں ہے۔ اس لئے کہ قاعدہ کلیہ کی تعریف یہ ہے کہ کوئی خاص مرد یا کوئی خاص عورت شاذ کے اصول کے تحت آتی ہے۔ اور شاذ سے قاعدہ کلیہ پر اثر نہیں پڑتا۔ قاعدہ کلیہ عموم کے قاعدہ کے تحت قاعدہ کلیہ رہتا ہے۔ بہر حال مرد ہر قوت اور طاقت کے اعتبار سے عورت سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ گذشتہ ابواب میں ذکر کیا جاچکا۔ اور عورتیں ہر ماہ چھ سے ۱۰ روز تک اس قابل نہیں رہتیں۔ کہ ان سے صحبت کی جائے۔ ایام حمل میں کافی عرصے اور پھر عمل ولادت کے بعد کچھ عرصے عورتیں اس قابل نہیں ہوتی کہ ان سے صحبت کی جائے۔ اور پھر ایام رضاعت میں بھی جماع سے بچے کو الگ نقصان اور کمزور ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور عورت کی صحت علیحدہ متاثر ہوتی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کر کے اس مصنوعی طریقے سے عورت کو صحت مند نہیں رکھا جاسکتا۔ بلکہ ایام رضاعت ایام حمل میں کچھ عرصے اور عمل ولادت کے بعد کچھ عرصے اور حیض ونفاس میں عورت سے جماع نہ کر کے ہی عورت کو صحت مند رکھا جاسکتا ہے۔ عورت میں رضاعت، حمل، عمل ولادت اور حیض اور نفاس کے ایام رکھنے کی جہاں قدرت کی اور مصلحتیں ہیں وہیں ایک مصلحت یہ بھی ہے۔ کہ شوہر ان ایام میں اپنی اس بیوی سے علیحدہ رہے۔ اور دوسری ان بیویوں کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرے جو بیویاں ان ایام میں مبتلا نہیں ہیں۔ تو اگر کسی مسلمان مرد کی ایک ہی بیوی ہے تو کیا وہ مسلمان مرد اپنی بیوی کے ان مخصوص ایام میں زنا کی طرف مائل نہیں ہوگا؟۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ عورت کے مادہ اخراج تو ان حیض و نفاس وغیرہ کے قدرتی ذریعوں سے ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن مرد کے مادہ تولید کا اخراج اور انزال اسی طرح سے ہے کہ جس طرح انسان کو بول وبراز کے اخراج کے حاجت ہوتی ہے۔ اور اگر بول وبراز کا اخراج مقررہ وقت پر

نہ ہو تو انسان ایک بے چینی، اضطراب اور اضطراری تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر وقت معین پر مادہ تولید کا اخراج اور انزال نہ ہو تو مرد بے چین مضطرب پریشان اور ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسی کے نتیجہ میں اکثر زنا وجود میں آتے ہے۔ اگر مرد کی دو بیویاں ہوں تو وہ دونوں بھی حمل سے یا ماہواری سے ایک وقت میں ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر تین چار بیویاں ہوں تو قدرت کا نظام یہ ہے کہ ان میں سے ایک نہ ایک بیوی ضرور حمل یا حیض ونفاس سے دور ہوگی۔ تو اس طرح مسلمان شوہر زنا سے دور رہ سکتا ہے۔ اور اپنی بیوی سے مجامعت کر کے زنا جیسے گناہ کبیرہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اسی کے پیش نظر، مرد کی فطرت اور حالات کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے اللہ نے مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ تا کہ شریعت میں موجود جائز وسائل کو مرد کام میں لائیں اور مجبور ہو کر زنا کی طرف مائل نہ ہوں۔

یاد رکھئے مذہب اسلام اختیاری عمل پر جزا اور سزا دیتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص مجبور ہو کر کوئی گناہ کرے تو خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر انسان کی ایک ہی بیوی ہے اور وہ مسلمان مرد دوسری تیسری اور چوتھی شادی نہیں کرتا اور اس مسلمان مرد کی بیوی، عمل ولادت، حمل، نفاس یا حیض ونفاس کے عمل سے گزر رہی ہے۔ تو اس مسلمان شوہر کا زنا کی طرف مائل ہونا اس کے لئے ایک اضطراری عمل ہو جائیگا۔ اور اگر خدانخواستہ اس مرد سے زنا جیسا گناہ کبیرہ سرزد ہو گیا تو پھر یہ دیکھا جائے گا۔ کہ اس گناہ کے محرکات کیا تھے۔ اگر اس مسلمان شوہر نے خود ہی اپنی مرضی سے دوسری تیسری اور چوتھی شادی سے اجتناب کیا ہے۔ تو یہ مسلمان شوہر خود اس گناہ کبیرہ کا ذمہ دار ہے۔ کہ اس نے ایک جائز راستہ چھوڑ کر ایک حرام اور ناجائز راستہ اختیار کیا ہے۔ اور اگر اس میں اس کی بیوی کی ضد اور اصرار شامل تھا کہ اس واحد بیوی نے اپنے شوہر کو دوسری، تیسری اور چوتھی شادی سے روکا ہوا تھا۔ تو اگر بیوی نے بھی شوہر کو مجبور کیا ہوا ہو۔ تو بھی مرد اس گناہ زنا میں زیادہ ذمہ دار ہے اس لئے کہ مرد پر بیوی کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ بلکہ ہر جائز اور مباح کام میں بیوی پر شوہر کی اطاعت اللہ کے حکم کے تحت فرض ہے۔ لہٰذا تمام ذمہ داری گناہ کی شوہر پر ہوگی لیکن اگر بالفرض بیوی نے مجبور کر کے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی سے روکا ہوا ہے۔ اور شوہر نے خدانخواستہ زنا کر لیا ہے۔ تو شوہر کے اس زنا کے گناہ میں اس کی بیوی شریک ضرور ہے اس لئے کہ اس نے شوہر کے اس زنا میں اس کی مدد اس طرح کی کہ نہ وہ اپنے شوہر کو جائز راستوں سے روکتی۔ اور نہ وہ زنا جیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا۔

فقہ اسلام میں ایک مسئلہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان شوہر پر فرض ہے کہ چار مہینے میں کم از کم ایک دفعہ اپنی بیوی سے ضرور صحبت کرے اگر بیوی کو کوئی شرعی عذر لاحق نہ ہو یقیناً اگر

چار بیویاں ہو تو اس طرح صحبت کرنے میں ہر بیوی کی صحت پر بھی اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور شوہر زنا سے بھی دور رہے گا۔ یاد رہے کم از کم ایک مرتبہ چار ماہ میں صحبت کرنے کو فقہ اسلام میں فرض قرار دیا گیا ہے اور زیادہ مرتبہ ہمبستری پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

فقہ اسلام کا ایک اور مسلمہ اصول یہ ہے کہ اگر مجبوری ہو تو اقل القبیحین اگر جائز ہوں تو اس کو اختیار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی دو بری چیزوں میں سے جو کم بری ہو۔ اسے اختیار کرو۔ تو اب آپ دیکھیں۔ دو بری چیزیں ہیں پہلی چیز زنا جیسا گناہ کبیرہ ہے۔ اور دوسری جانب شوہر کی جانب سے عدل میں کمی اور بیشی اور بیوی کے لئے خرچہ میں کمی بیشی کا خدشہ ہے تو عدل میں اگر انسان کی کوشش کے باوجود کمی بیشی ہو جائے تو قرآن میں معاف کرنے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ تو ظاہر ہے ہر عقل مند انسان یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ عدل میں کمی بیشی ہونا اور کوشش کے باوجود خرچے وغیرہ کی کمی بیشی کا ہونا۔ کم بری چیز ہے۔ اور زنا گناہ کبیرہ بھی ہے اور معاشرہ کے لئے اجتماعی طور پر بھی بہت بڑی برائی بھی ہے۔ یہی بات قرآن کی آیات میں اللہ نے فرمائی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ بیان کئے گئے ابواب میں حوالوں کے ساتھ قرآنی آیات پیش کی جا چکیں ہیں۔ تو ظاہر ہے کم بری چیز کو اختیار کرنا چاہئے۔ تاکہ زیادہ بری چیز یعنی زنا جیسے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کو روکا جا سکے۔ اس لئے کہ اپنی چاروں بیویوں کے ساتھ عدل میں کمی بیشی کو شوہر اپنی پوری حتی الامکان کوشش کر کے متوازن بنا سکتا ہے۔ اور اس طرح چاروں بیویوں میں عدل اور خرچ کے متوازن بنانے کے بعد یہ چیز بالکل بری نہیں رہے گی۔ بلکہ مستحسن بھی ہوگی اور باعث ثواب اور نیکی بھی ہوگی۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ الحمد اللہ مسلمان مرد اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی اور اچھے انداز میں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور فخر سے یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمان عورت اپنے ہر رشتے کے اعتبار سے اپنے فرائض خوش اسلوبی محنت اور لگن سے انجام دینے کی کوشش کرتی ہے۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی ہر رشتے میں بڑا تقدس ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ ایک بات کہنی پڑتی ہے کہ دوسری تیسری اور چوتھی شادی کے سلسلے میں مرد اپنے فرائض ادا کرنے سے غافل ہے۔ اور مسلمان بیوی دوسری تیسری چوتھی شادی سے اپنے شوہر کو مسلسل روکے ہوئے ہے۔ اور اب تو یہ عجیب صورت حال ہو گئی ہے کہ بعض لوگ دوسری شادی کو حرام سمجھنے لگے ہیں۔ لہٰذا ہر شوہر اپنا اسلامی فرض ادا کرنے کی طرف توجہ دے اور کئی شادیاں کرے اور ہر مسلمان بیوی اپنے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی جانب ترغیب دے کر اپنا اسلامی فرض ادا کرے۔ اگر معاشرہ کے غیر اسلامی رسم و رواج مردوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دیں تو مسلمان مردوں کو چاہئے کہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے آواز بلند کریں اور اس ظلم سے نجات حاصل کریں۔ اسی طرح مسلمان معاشرہ سے زنا جیسی

برائیوں کا خاتمہ بھی ہو سکتا۔ اور مسلمان عورتوں کو مسلمان معاشرے میں اور زیادہ باعزت مقام بھی میسر آسکتا ہے۔

مسلمان شوہر کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنی جائز ہیں۔ جب اللہ نے جائز کردیا تو مسلمان اپنے اوپر حرام کیوں قرار دے رہے ہیں؟

جب یہ بات طے ہوچکی کہ مسلمان مرد کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنی جائز ہیں۔ اور جن کام کو اللہ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے جائز اور حلال قرار دیا ہو۔ رسول اکرمؐ نے اپنی احادیث اور فرامین میں اس جواز کی وضاحت فرمائی ہو۔ اور مسلمانوں کے تمام فقہوں میں متفقہ طور پر چار شادیاں کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہو تو اس کام کو اپنے اوپر حرام کرلینے سے نقصانات خود مسلمانوں کے اپنے ہی ہیں! اس لئے کہ اللہ کے احکامات کا فلسفہ اور مصلحت ہی یہ ہے کہ انسان فوائد حاصل کرے اور معاشرتی اور اخروی اعتبار سے نقصان اور خسارہ سے محفوظ رہے۔ اسی لئے اللہ نے جتنے بھی اصول و قواعد اور احکام شریعت انسانوں کے لئے پیغمبروں کے ذریعے بھیجے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ (الغرض عائد الینا لا الیہ) اور اگر جائز کاموں کو مسلمان اپنے اوپر حرام کرلے گا۔ تو مسلمان کا دین اور دنیا دونوں اعتبار سے اپنا ہی نقصان ہوگا۔ اسی لئے خدا نے قرآن میں تاکید فرمائی کہ جائز احکامات کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔

سورۃ تحریم ۶۶ سورۃ پہلی آیت

یا ایھا النبی لم تحرم - - - - - - - - - - - ترجمہ اے نبی تم اس چیز کو اپنے لئے کیوں حرام (بند) کرلیتے ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ تم اپنی بیویوں سے رضامندی چاہتے ہو۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ - - - - - - - - - - - - - - واللہ غفور رحیم

سورۃ مائدہ۔ ۵ سورۃ ۸۷ آیت :۔

یا ایھا الذین امنو لا تحرمو - - - - - - - - - - ترجمہ اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ ان کو اپنے لئے حرام قرار نہ دو۔ اور نہ زیادتی کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ - - - - - - - - - - لا یحب المعتدین

سورۃ نساء ۴ سورۃ ۱۹ آیت:۔

فعسے ان تکرھو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ:۔ تو ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے بہت سی

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خیراً کثیراً خوبیاں رکھی ہوں۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ نے صاف حکم دے دیا اور ظاہر ہے ہے احکام الٰہی کی خلاف ورزی گناہ عظیم ہے کہ اے مسلمانو! تم اللہ کی جانب سے حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ قرار دو۔ اس لئے کہ تم جس چیز کو اپنے لئے بہتر سمجھتے ہو۔ ہو سکتا ہے وہ چیز تمہارے لئے بہتر نہ ہو اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو ہو سکتا ہے اللہ نے اسی شی میں تمہارے لئے بہت سی خوبیاں اور تمہاری دنیا اور آخرت کے لئے بہت ساری اچھائیاں رکھ دی ہوں۔ لہٰذا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مسلمان مردوں کے لئے چار شادیوں میں اللہ نے مسلمان مرد اور عورت کے لئے کیا کیا اچھائیاں و نیکیاں اور مصلحتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ کہ اتنی تاکید سے ہر شئی کے لئے اللہ فرمایا کہ جو چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال اور جائز کر دی ہیں۔ ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ تو جب اللہ نے چار شادیاں جائز قرار دی ہیں تو مسلمان معاشرہ نے اسے اپنے اوپر حرام کیوں کر لیا ہے۔

مغرب زدہ لوگ:۔

حیرت ہے آج مغرب میں زنا کو عیب بھی نہیں سمجھا جاتا!

مسلمان مردوں کے چار شادیاں نہ کرنے کے جو معاشرتی نقصانات ہیں۔ ان میں سے ایک نقصان کی طرف تو میں آپ کو متوجہ کر چکا ہوں کہ چار شادیوں نہ کرنے کے نتیجہ میں زنا وجود میں آتا ہے۔ حقیقت میں یہ سب کچھ مغربی تہذیب کی پیروی کا نتیجہ ہے کہ جہاں صرف ایک شادی کو جائز سمجھا جاتا ہے اور اللہ اور انبیاء کرام کے احکامات سے روگردانی کی جاتی ہے۔ آج مغربی ممالک کے لوگ آزادی کے نام پر اتنے بے لگام ہو گئے ہیں۔ اور اتنے کھلم کھلا بدکاری کے عادی ہو گئے ہیں کہ زنا جیسے قبیح اور گناہ کبیرہ کو ان کے معاشرہ میں عیب بھی نہیں سمجھا جاتا ہے اور جس طرح ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اسی طرح آج مغرب کے معاشرے میں زنا کو ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے جیسا نعوذ باللہ ایک مباح عمل سمجھا جاتا ہے۔ جہاں مغربی معاشرہ میں ان خرابیوں کی اور وجوہات ہیں ان میں سے ایک بنیادی وجہ اس خرابی کی یہ بھی ہے کہ مغرب میں عورت کو مرد کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے اور ظاہری طور پر مغرب میں عورت کو ایسی عزت دی گئی ہے کہ حقیقت میں مغربی عورت اپنی عزت، وقار اور احترام سے محروم ہو گئی ہے۔ جب کہ مذہب اسلام نے الحمد

اللہ مسلمان عورت کو وہ صحیح ترین مقام عطا کیا ہے جس کی دراصل عورت حقدار ہے اور جس مقام پر ثابت قدم رہنے سے عورت عزت وقار اور اپنا احترام معاشرہ میں ہمیشہ برقرار رکھ سکتی ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں میں زنا کا تناسب آہستہ آہستہ بڑھتا جارہا ہے اور تناسب کے اس اضافہ کی وجہ مردوں کا ایک وقت میں چار شادیوں کا نہ کرنا ہے لہٰذا اس وقت سے ڈریں کہ جب یہ زنا مغربی ممالک کی طرح نعوذ باللہ خدانخواستہ مسلمان ممالک میں بھی اتنا عام نہ ہوجائے کہ جب زنا کو عیب اور گناہ نہ سمجھا جائے۔ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ خدارا مسلمان بھائی! ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ آخر مسلمان مرد اور عورتیں چار شادیوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے کر کیوں اللہ کے احکامات سے انحراف کررہے ہیں اور کیوں مسلمان معاشرہ کو زنا کا معاشرہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جائز راستوں کو چھوڑ کر مسلمان آخر کیوں ناجائز راستوں کو اختیار کررہے ہیں۔ یقین فرمائیے کہ احکامات شریعت کا ایک ایک حکم فطرت انسانی سے اتنا قریب ہے۔ کہ ان احکامات اسلام پر عمل کر کے ہی انسان دنیا میں گناہوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور اپنی آخرت بھی سنوار سکتا ہے۔

آپ ذرا قدرت کی مصلحتوں یعنی شریعت اسلام کے احکامات پر غور کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اللہ کے احکامات، انسان کی فطرت سے اتنے قریب اور مطابق ہیں کہ آج دنیا کی مردم شماری کے مطابق یہ طے ہوچکا ہے کہ پوری دنیا میں عورتوں کی پیدائش اور عورتوں کا وجود، مردوں کی نسبت، چار یا پانچ گناہ زیادہ ہے۔

اگر بلاتفریق مذہب وملت پوری دنیا کے مرد چار شادیاں بیک وقت کرنے لگیں اور اسلام کے اس جائز اور مباح حکم کی افادیت کو سمجھتے ہوئے اس حکم پر سچے دل سے عمل کرنے لگیں۔ تو زنا جیسی لعنت پوری دنیا سے ختم ہوسکتی ہے۔

غیر مسلموں میں سے اہل کتاب کے ہاں کی الہامی کتابوں میں بھی چار شادیاں ایک وقت میں مردوں کے لئے جائز قرار دی گئی تھیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت سابق انبیاء کرامؑ کی حیات طیبہ میں خود تعدد ازواج کی موجودگی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان انبیاء کرام کے دنیا سے جانے کے بعد ان کے مفاد پرست اور بعض غلط پیروکاروں نے ان انبیاء کرام کی تعلیمات کو بدل دیا اور چار شادیوں کے بجائے صرف ایک شادی کو جائز قرار دے دیا اور ایک سے زیادہ شادیوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور اس حلال کو خود اپنے اوپر حرام کرنے کا نتیجہ آہستہ آہستہ یہ ظاہر ہوا کہ ان غیر مسلم معاشروں میں اب زنا کو گناہ تو درکنار عیب بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ اللہ کا کیا غضب ہوگا۔ اللہ اپنے اس غضب سے ملت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ (آمین) اگر اللہ کی طرف سے جائز

کردہ چار شادیوں کو مسلمانوں نے بھی مغرب کی تقلید کرتے ہوئے اسی طرح بتدریج اپنے اوپر حرام کرلیا۔ تو اللہ نہ کرے۔ نعوذ باللہ مسلمان معاشرہ میں وہ وقت نہ آجائے کہ جب مسلمان معاشرہ میں بھی زنا کو گناہ اور عیب تک نہ سمجھا جائے۔

الحمد اللہ عرب کے اکثر ممالک افریقہ کے کچھ مسلم ممالک اور کچھ دیگر مسلم معاشرہ میں مسلمان مرد کے لئے چار شادیوں کا اسلامی طریقہ کار کے مطابق رواج ہے اور جن مسلم ممالک میں یہ اسلامی طریقہ چار شادیوں کا رائج ہے۔ وہاں زنا کا جرم اور گناہ نسبتاً بہت ہی کم ہے۔ اور زنا کے مرتکبین نظر نہیں آتے ہیں۔ پاکستان کے بھی بعض علاقوں میں دولت مند لوگوں میں دو شادیوں کا رواج ہے۔ لیکن زنا جیسی لعنت اور خرابی کو مسلمان معاشرہ سے اسی وقت ختم کیا جاسکتا ہے جب تمام مسلمان ممالک میں تمام مسلمان مرد اور عورتیں خود ان اسلامی احکامات کی افادیت اور اہمیت کو سمجھیں اور تمام مسلمان مرد رضا کارانہ طور پر چار شادیاں کریں اور مسلمان ممالک کی حکومتیں اگر اسلامی نظام کو نافذ کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں تو مسلمان معاشرہ سے زنا جیسی برائی اور لعنت کو ختم کرنے کوشش کریں۔ اور اس برائی کو مسلمان معاشرہ سے ختم کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ مسلمان حکومتیں مسلمان مردوں اور عورتوں کو ترغیب دیں کہ مسلمان مرد چا شادیاں کریں۔ اور اگر اس طرح مسلمان مرد چار شادیوں کے لئے تیار نہ ہوں تو انہیں تھوڑی سے تنبیہ کریں تاکہ مسلمان معاشرہ سے زنا کا وجود کالعدم ہوسکے۔

آج مسلمان معاشرہ میں لڑکیاں بغیر شادی کئیے بوڑھی کیوں ہوجاتی ہیں؟

اور کچھ مسلمان لڑکیاں بغیر شادی کئیے کیوں مرجاتی ہیں؟

آج کے دور میں ہر خاص وعام کا یہ مشاہدہ ہے۔ اور اس ناقابل تردید حقیقت سے کوئی انکار کرنے کی جرات نہیں کرسکتا کہ مسلمان معاشرہ میں آج کے دور میں خصوصاً شریف لڑکیاں رشتوں کے انتظار میں بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ جن میں سے اکثر کے پاس جہیز کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ اور اکثر قبول صورت اور مناسب شکل کی مالکہ بھی ہوتی ہیں۔ پھر بھی ان کے بالوں میں شادی کئیے بغیر چاندی چمکنے لگتی ہے اگر آپ تحقیق کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ دنیا کے مسلم ممالک اور غیر مسلم ممالک میں چالیس فیصد لڑکیاں، شادی کے انتظار ہی میں اس جہان فانی سے کوچ کر جاتی ہیں۔ ان مسلمان لڑکیوں کے کنوارے رہ جانے کا ذمہ دار کون ہے؟

ذرا سوچیں! اور تمام مسلمان مرد اور عورتیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں۔ اور اس سوال کا

جواب تلاش کریں۔ یقیناً ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس سوال کا جواب معلوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ شادی شدہ عورت جس کی شادی ۲۲ یا ۲۴ سال کی عمر تک خوش قسمتی سے ہو جاتی ہے وہ تو اس مسئلے پر غور کرنے کی زحمت ہی نہیں کرتی اس لئے کہ اسے تحفظ حاصل ہو گیا۔ لیکن بدقسمتی سے جن لڑکیوں کی شادی ۳۵، ۴۰ سال کی عمر تک نہیں ہو پاتی ہے۔ وہ پھر ان اسلامی احکامات کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگتی ہیں کہ اگر مرد چار شادیاں کرے تو کوئی مسلمان لڑکی بغیر شادی کئیے بوڑھی نہ ہو سکے۔ اور پھر ایسی لڑکیاں اپنی اس رائے کا بعض اوقات اظہار بھی کر دیتی ہیں جیسا کہ بعض اخبارات میں بعض سن رسیدہ کنواری لڑکیوں کے ایسے مراسلے میری نظروں سے بھی گزرے اور بعض ایسی بدقسمت لڑکیاں اپنی سہیلیوں سے اس طرح کے عہد و پیماں کرتے ہوئے بھی دیکھی گئی ہیں کہ وعدہ کرو! ہم چاروں میں سے کسی کی بھی اگر شادی ہو گئی تو وہ اپنے شوہر کو مزید تین لڑکیوں سے شادی کی ترغیب دے گی۔ اور اپنے شوہر کو مجبور کرے گی ایک سہیلی کا نہیں بلکہ چاروں سہیلیوں کا شوہر بنائے گی۔ یہ مشاہدات افسوس کے ساتھ نمبر تحریر میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ ان بدقسمت عمر رسیدہ مسلمان لڑکیوں کی طرح اگر مسلمان معاشرہ کی ہر وہ خوش قسمت لڑکی بھی سوچنے لگے کہ قسمت کی یاوری کی وجہ سے جس کی شادی اوائل عمر بلوغت ہی میں ہو گئی ہو۔ تو اس معاشرہ میں کسی مسلمان لڑکی کی شادی کا کوئی مسئلہ باقی نہ رہے۔ اور ہر مسلمان لڑکی جلد از جلد شادی شدہ بن جائے۔

آج کے مسلمان معاشرہ پر آپ نظر ڈالیں تو اندازہ ہو گا کہ اس دور میں مسلمان معاشرہ میں روز آنہ عموماً اور جمعہ کے روز خصوصاً اخبارات میں لڑکی یا لڑکی کے والدین / سرپرست حضرات کی جانب سے مسلمان لڑکی کی شادی کے لئے پیش کش کے طور اشتہارات کی لائن لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اور لڑکے کو طرح طرح کے لالچ دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ امریکہ میں سیٹ کرنے کا جھانسہ دیا جاتا ہے۔ پھر بھی بدقسمت مسلمان لڑکی کی اکثر شادی نہیں ہو پاتی۔ اور آپ نے یہ بھی عام طور سے دیکھا ہو گا کہ ہر مسلمان مرد اپنی خواہش کے مطابق جب جہاں چاہتا ہے عام طور سے شادی کرنے میں کامیاب رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کسی ایک جگہ شادی میں ناکامی کے بعد خود ہی شادی نہ کرے ورنہ اگر وہ چاہے تو جب اور جہاں چاہے شادی کر سکتا ہے۔

رسول اکرمؐ کا وہ فرمان آپ کو یاد ہو گا۔ کو جو متفقہ طور پر مسلمہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ میری امت کے بدترین مردے وہ ہیں جو شادی کئیے بغیر مر جائیں۔ ذرا انصاف سے بتائے کس نے ان بدقسمت مسلمان لڑکیوں کو شادی کے بغیر مارا؟ ان کو رسول کی امت کا بدترین مردہ کس نے بنوایا؟۔ کیا روز حشر اللہ کی بارگاہ میں ان مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے اس سلسلے میں باز پرس نہیں ہو گی؟ جو مسلمان مرد اپنی بیوی کی غیر اسلامی خوشنودی اور غلط رضامندی اور

اپنی اکلوتی بیوی کے روکنے کی وجہ سے چار شادیوں جیسے اللہ کے جائز کردہ حکم کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیتے ہیں۔ اور اس طرح دوسری مسلمان لڑکیوں کو امت کا بدترین مردہ بن جانے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور ان کے حقوق کے غاصب قرار پاتے ہیں۔ کیا ان شادی شدہ عورتوں سے باز پرس نہیں ہوگی؟ جو اپنے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی نہیں کرنے دیتیں۔ یا پھر کیا ان مسلمان مردوں سے اس سلسلے میں اللہ پوچھ گچھ نہیں کرے گا؟ کہ جو اپنی بیوی کے نہ روکنے کے باوجود خود ہی چار شادیوں سے انحراف کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

مسلمان لڑکی کی عزت اسی میں ہے۔

عورت جسے اسلام سے قبل کوئی اہمیت اور حیثیت حاصل نہیں تھی۔ اسلام نے اس عورت کو باعزت رتبہ، انتہائی بلند وقابل احترام اور مردوں کے بعد مسلمان معاشرے میں دوسرا درجہ عطا کیا۔ لیکن آج افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے۔ کہ آج کے دور میں مسلمان معاشرہ میں مسلمان عورت کو باعزت مقام میسر نہیں ہے۔

کیا اس معاشرہ میں مسلمان عورت کی عزت یہ ہے کہ اس کی شادی کے لئے اخبارات میں اشتہار آئیں یعنی بالفاظ دیگر خود عورت یا اس کے سرپرست شادی کی پیش کش کرتے پھریں؟ یا لڑکیوں کے والدین یا سرپرست ایک تیسرے قابل اعتماد فرد سے کہتے ہوئے نظر آئیں کہ ہماری لڑکی، بیٹی یا بہن کا مناسب رشتہ تلاش کرنے میں براہ کرم ہماری مدد فرمائیں۔

کیا یہ مسلمان لڑکی کی بے عزتی نہیں ہے؟ آخر مسلم عورت کی اس بے عزتی کا ذمہ دار کون ہے۔؟ اگر اسلامی طریقے کے مطابق ہر مسلمان مرد چار شادیاں کرے تو کوئی لڑکی بغیر شادی کے باقی نہ رہے۔ اور مرد رشتے ڈھونڈتے پھریں۔ اور اس کے باوجود مردوں کو رشتہ مشکل سے میسر آئے۔ یہ حقیقی عزت ہے جو عورت کو اسلام نے عطا کی تھی۔ کہ وہ خود اپنے آپ کو پیش نہ کرے بلکہ اس کے رشتے کو تلاش کرتے ہوئے مرد آئیں۔ یہی عزت عفت، شرم وحیا کا تقاضا ہے۔ لیکن افسوس آج لڑکی کے والدین کو رشتہ بھی تلاش کرنا پڑتا ہے اور کسی سے کہنا بھی پڑتا ہے کہ اس کی بہن بیٹی کا رشتہ تلاش کریں۔

ذرا غیر جانبدار ہو کر سوچیں کہ خدا نے ایک مرد کے مقابلے میں تخلیقی اعتبار سے چار عورتوں کا تناسب رکھا ہے۔ اگر ہر مرد بیک وقت چار شادیاں کرے۔ تو یہ مسلمان لڑکیاں اس طرح غیر شادی شدہ نہ بیٹھی رہیں۔ اور خوبصورت لڑکیاں ہی نہیں بلکہ کم خوبصورت قبول صورت اور ہر طرح کی لڑکی کی فوراً بلوغت کے بعد شادی ہو جائے۔ اور جس گھر میں لڑکی ہو۔ وہاں روزانہ مردوں کی

طرف سے رشتوں کی بھرمار ہو۔ جیسے کہ بزرگوں کی کہاوت ہے کہ جس گھر میں بیری کا درخت ہوتا ہے وہاں پتھر آتے ہی ہیں۔ لیکن آج جگہ جگہ گھروں میں لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں اور رشتے بہت کم آتے ہیں۔ اگر ہر مسلمان مرد اور چار شادیاں کرنے کا عہد کرے تو آپ یقین فرمائیں کہ ہر گھر میں روزانہ کئی رشتہ آیا کریں۔ اور اس طرح لڑکی کے والدین کو اچھے اور مناسب رشتے کے انتخاب میں کافی مدد ملے۔

اس مسلمان معاشرہ میں بیوہ اور مطلقہ تو کجا اکثر کنواری لڑکیاں بھی شادی سے محروم رہتی ہیں۔

اس نا قابل تردید حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر متنفس کو ایک نہ ایک دن اس جہان فانی سے کوچ کرنا ہے۔ اور کسی کے لئے موت سے فرار کا راستہ ممکن نہیں ہے۔ کوئی پہلے جانے والا ہے۔ کوئی اس کے بعد اس دنیا سے جانے والا ہے۔ لیکن آج اگر خدانخواستہ کسی مسلمان شوہر کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو وہ مسلمان شوہر کچھ ہی عرصے بعد اکثر بہت سی کنواری لڑکیوں میں سے انتخاب کر کے اس سے شادی کر لیتا ہے۔ لیکن انصاف سے بتائیں؟ کہ کتنی ایسی بد نصیب بیوہ مگر جوان مسلمان عورتیں ہیں اور کتنی ایسی مطلقہ خواتین ہیں۔ جو بیوہ ہونے کے بعد اور طلاق کے بعد دوسری شادی کر پاتی ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ یہ بیوہ اور مطلقہ خواتین اس مسلمان معاشرہ کے بنائے ہوئے ظالم اور غیر اسلامی رواجوں کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ اور مشکل سے پانچ فیصد تناسب ان خواتین کا ہے جو بیوہ ہونے کے بعد یا طلاق کے بعد دوسری شادی کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ ورنہ عام طور سے اکثر جوان بیوہ عورتیں اور طلاق یافتہ عورتیں شوہر کے مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد ساری پہاڑ سی زندگی تنہا ہی گزار دیتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا یہ سب کچھ مسلمان عورت پر اسلامی احکامات سے روگردانی کا اور معاشرہ کی غلط قدروں کا ظلم نہیں ہے؟ یہ تو ویسی ہی جاہلانہ بات ہوگئی کہ اگر شوہر مرجائے تو اس کی بیوی کو بھی شوہر کے ساتھ زندہ ہی آگ میں جلا دیا جائے۔

جس مسلمان معاشرہ کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ کنواری اور قبول صورت لڑکی کو رشتہ نہیں ملتا ہے۔ وہاں جوان بیوہ یا مطلقہ کو رشتہ بھلا کیسے مل سکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے رسولؐ خلفائے راشدینؓ صحابہ کرامؓ اور نامور ان اسلام اور آئمہ طاہرینؑ کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ کہ انہوں نے اکثر بیوہ اور مطلقہ خواتین سے شادیاں کیں۔ یعنی نامور ان اسلام اپنے عمل سے ملت مسلمہ کو یہ درس دینا چاہتے تھے کہ بیوہ اور مطلقہ کو بھی اسی طرح مسلمان معاشرہ میں برابر کا جینے کا حق حاصل ہے۔ جس طرح دوسری شوہر دار خواتین کو حق حاصل ہے۔

جب کہ آج کے دور میں ہمارے مسلمان معاشرہ میں یہ رواج ہیں۔ کہ بیوہ عورت کو کسی خوشی کی رسم میں شریک نہ کرو۔ سات سہاگنوں کو پیش پیش رکھو۔ بیوہ عورت کے ہاتھ پاؤں مبارک نہیں ہیں۔ استغفراللہ! کیا یہ باتیں مسلمانوں کو زیب دیتی ہیں۔؟ جبکہ قرآن مجید میں اللہ نے بیوہ عورت کو عدت کے بعد بناؤ سنگھار کی خصوصیت سے اجازت دی ہے۔ تاکہ وہ نکاح ثانی کرسکیں۔

سورۃ بقرہ ۲ سورۃ ۲۳۴ آیت

والذین یتوفون منکم - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں
- - - - - - - - - - - - - - - - - - اور بیویاں چھوڑ جائیں۔ وہ عورتیں اپنے آپ کو
- - - - - - - - - - - - - - - - - - چار مہینے دس دن تک روکے رکھیں۔ پس جب
- - - - - - - - - - - - - - - - - - وہ عورتیں اپنی عدت پوری کرچکیں تو جو اچھے
- - - - - - - - - - - - - - - - - - طریقے سے اپنے نفسوں میں کریں (بناؤ سنگھار)
- - - - - - - - - - - - - - - - - - اس کے بارے میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔
- - - - - - - - - - - - - - - - - - اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے خبردار
- - - - - - - - واللہ بما تعملون خبیر ہے۔

اور ہمارے مسلمان معاشرہ میں بیوہ زندگی بھر بے چاری بیوہ ہی رہتی ہے۔ اور بے چاری ساری زندگی ناتی لباس پہنے رہتی ہے۔ سات سہاگنوں کے ہاتھ لگوائے جاتے ہیں مگر بیوہ کو وہاں آنے نہیں دیا جاتا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ بیوہ عورت پر مسلمان معاشرہ میں یہ ظلم کب تک ہوتا رہے گا۔ اور یہی حال مطلقہ عورت کا ہے جس طرح بیوہ کو شوہر کے مرنے کے بعد رشتہ نہیں ملتا۔ اسی طرح مطلقہ بھی طلاق کے بعد اکثر رشتے سے اور نکاح ثانی سے محروم رہتی ہے آخر ہمارے معاشرہ میں ان مظلوم عورتوں پر یہ مظالم کب تک ہوتے رہیں گے۔

سورۃ بقرہ کی ۲۳۲ آیت میں ارشاد ہوا۔

اذ طلقتم النساء - - - - - - - - - - ترجمہ۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور
- - - - - - - - - - - - - - - - - - وہ اپنی عدت پوری کرلیں۔ تو ان عورتوں کو
- - - - - - - - - - - - - - - - - - دوسرے شوہروں کے ساتھ نکاح سے مت
- - - - - - - - - - - - - - - - - - روکو۔ جب کہ وہ نیکی سے آپس میں رضامند ہو
- - - - - - بینھم بالمعروف جائیں۔

اس آیت کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ لوگ جب عورتوں کو طلاق دے دیتے تھے تو طلاق شدہ عورتوں کو دوسرے شوہروں سے نکاح کرنے سے سختی سے روک دیتے تھے۔ اور ان طلاق یافتہ عورتوں پر یہ ظلم کرتے تھے۔ کہ انہیں گھروں میں بند کر دیتے تھے۔ تو اللہ نے ایسی عورتوں کے لئے فرمایا کہ یہ عورتوں کے ساتھ ظلم ہے۔ اور اس طرح کے رسم ورواج سے عورتوں کے فطری جذبات پر ظلم ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے مسلمان مردوں کو تلقین فرمائی کہ ایسا نہ کیا کرو۔ یہ گذشتہ دور کی بات تھی کہ لوگ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو جبر کرکے گھروں میں بند کرکے نکاح ثانی سے روکتے تھے اور آج ہمارے مسلمان معاشرہ میں مرد حضرات چار شادیاں نہ کر کے ایسے حالات پیدا کر چکے ہیں کہ بیوہ اور مطلقہ کی شادی نہ ہو سکے۔ لہٰذا یہ بھی ویسا ہی ظلم ہے جیسا گذشتہ دور میں بیوہ اور مطلقہ عورتوں پر ہو رہا تھا۔ اور جسے اللہ نے عورتوں کے ساتھ بڑا ظلم قرار دیا ہے۔

ہر صاحب عقل مسلمان اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ بیوہ اور مطلقہ خواتین بھی مسلمان معاشرہ کا ایک مفید اور سود مند حصہ ہیں اور انہیں بھی شادی کا اسی طرح حق ہونا چاہئے جس طرح دوسری عورتوں کو ہے۔

ہر مرد حسین ترین لڑکی سے شادی کا خواہشمند کیوں ہوتا ہے؟

ہمارے معاشرہ کا انتہائی افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے مسلمان معاشرہ میں کنواری لڑکیوں کو رشتے نہیں ملتے۔ تو بیوہ یا مطلقہ کو کہاں سے رشتے ملیں گے؟ اور ان کی کس طرح شادیاں ہوں گی۔

آج ہمارے مسلمان معاشرہ کا ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر مرد بلکہ اس کی ماں اور بہن کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لڑکی خوبصورت اور کم عمر ہو ہر مرد یہ سوچتا ہے کہ میں حسین ترین اور کم عمر لڑکی سے شادی کروں۔ چاہے مرد کی عمر چالیس پچاس سال ہی کیوں نہ ہو۔ شرعاً یہ کوئی غلط بات نہیں ہے مسلمان معاشرہ کے ہر مرد اور ہر عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی پسند سے شادی کرے۔ ہمارے ہاں اسی فیصد مرد ایسے ہوتے ہیں جو خوبصورت ترین لڑکی سے شادی کرنے کے عام طور سے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اور پانچ فیصد مرد ایسے ہوتے ہیں کہ جو جہیز کے لالچ میں یا لڑکی کی ملازمت کے لالچ میں شادی کرتے ہیں۔ اور تقریباً ۱۵ فیصد لڑکے عام طور سے ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے والدین کی مرضی اور پسند سے شادی کر لیتے ہیں۔

لائق توجہ بات یہ ہے کہ اسی فیصد لڑکے شادی کرنے کے لئے خوبصورت اور اسمارٹ لڑکی کی تلاش میں کیوں رہتے ہیں؟

اس کی سیدھی سی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ کے رواج کے مطابق لڑکے کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجھے ساری زندگی میں صرف ایک شادی کرنی ہے۔ لیکن اگر اسلامی شریعت کے مطابق مسلمان معاشرہ میں چار شادیوں کا دستور ہوتا۔ تو عام طور سے ہر لڑکا خوبصورت اور اسمارٹ بیوی کی تلاش میں سرگرداں نظر نہ آتا۔ بلکہ قبول صورت اور ہر طرح کی شکل وصورت والی لڑکیوں سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتا۔ (یقیناً ساری صورتیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں کسی کی بری صورت کی بنیاد پر کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔) اس لئے کہ اس لڑکے کو یہ معلوم ہوتا کہ میں اس شادی کے بعد مزید تین شادیاں کروں گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ لڑکیاں اتنی محدود تعداد میں رہ جاتیں کہ لڑکا ہر طرح کی شکل وصورت والی لڑکی سے شادی کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ اور صرف یہ دیکھتا کہ لڑکی جوان ہے۔ اور وہ شادی کرلیتا اس طرح صرف کنواری لڑکیوں کے گھر میں ہی نہیں بلکہ بیوہ اور مطلقہ خواتین کے ہاں بھی روزانہ درجنوں رشتے آتے۔ اور لڑکی کے والدین کو اچھے سے اچھے رشتے کے انتخاب میں مدد ملتی۔

مردوں کی تعداد ہر لحاظ سے پوری دنیا میں مجموعی طور پر عورت کی نسبت چار گنا کم ہے۔ اور عورتیں مردوں سے چار گناہ زیادہ ہیں۔ دنیا بھر میں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی جو اموات واقع ہوتی ہیں۔ جدید تحقیق اور اعداد وشمار کے مطابق لڑکے لڑکیوں کی نسبت پرورش کے دوران ٹھیک دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ موت کا شکار ہوتے ہیں۔ اور بالغ ہونے کے بعد مردوں پر جہاد فرض ہے۔ ایسی صورت میں بھی مرد ہی زیادہ لقمہ اجل بنتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ گھر سے مرد ہی زیادہ باہر نکلتے ہیں۔ تو دوسرے طریقوں سے بھی مرد ہی زیادہ حادثات کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں۔ تو ان تمام باتوں کی بنیاد پر بھی مردوں کا تعداد کے اعتبار سے عورتوں سے کم ہونا ایک فطری عمل ہے۔

مسلمان مرد اور عورت کے درمیان شادی کے سلسلے میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے

سورۃ تغابن۔ ۶۴ سورۃ ۱۴ آیت

یا ایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم ------- فاحذروھم

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچتے رہو۔

قرآن مجید میں بعض مقامات پر اولاد کو انسان کے لئے آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ اور اس

مذکورہ مقام پر اللہ نے بیویوں اور اولاد کو انسان کا دشمن قرار دیا ہے۔ اس آیت کے سلسلے میں تشریح بیان کرتے ہوئے رسولؐ اکرم نے متعدد مقامات پر فرمایا۔ کہ اس مقام پر یہ مراد نہیں ہے کہ بیویاں اور اولاد انسان کے حقیقی دشمن ہیں بلکہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ بیویوں اور اولاد کی محبت میں مبتلا ہو کر، اللہ کی جانب سے نازل شدہ احکامات کو اپنے اوپر حرام قرار نہ دے لے۔ اگر بیوی یا اولاد کسی ایسی دنیاوی بات کو حلال اور جائز قرار دیں جیسے اللہ نے حرام کر دیا۔ ہو تو مسلمان کا فریضہ یہ ہے کہ بیوی یا اولاد کی محبت میں مبتلا ہو کر بیوی اور اولاد کی بات نہ مانے بلکہ اللہ نے جس شئے کو حرام قرار دیا ہے اس سے اجتناب کرے۔ اور اسی طرح اگر اللہ نے قرآن میں کوئی چیز جائز اور حلال قرار دی ہے تو اپنی بیوی اور بچوں کی محبت میں مبتلا ہو کر اللہ کی اس جائز اور حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام نہ قرار دے لے۔ لیکن ہمارے معاشرہ میں عام طور پر مشاہدہ یہ ہے۔ کہ اللہ کی جانب سے چار شادیوں کے بیک وقت جائز ہونے کے باوجود ہمارے اس معاشرہ میں مسلمان مرد نے اپنی بیوی کی محبت میں مبتلا ہو کر اللہ کی جانب سے حلال کردہ امر کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا ہے۔ اور دوسری تیسری چوتھی شادی سے احتراز اور فرار اختیار کرنے کے لئے جہاں اور دوسرے بہانے تلاش کئے ہیں انہی میں سے ایک بہانہ یہ تلاش کیا ہے۔ کہ مسلمان مرد اور عورت کی شادی کے سلسلے میں میاں بیوی میں عمر کا ایک تناسب ضروری ہے۔ حالانکہ ہمارے رسول نے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جب چار شادیوں کی تلقین کی تو مسلمان مردوں اور عورتوں کے درمیان عمر کی کوئی قید اور پابندی عائد نہیں کی۔ کسی بھی عمر کا مرد یا عورت ایک دوسرے سے شادی کر سکتا ہے۔ بس اسلام کا مقصد تو یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں زنا جیسے گناہ کبیرہ سے محفوظ رہیں۔ اگر آپ رسول اکرمؐ یا ناموران اسلام کی زندگیوں کا مطالعہ فرمائیں۔ تو آپ کو اندزہ ہو گا کہ خود رسول اکرمؐ اور ناموران اسلام نے بھی ایک وقت میں کئی شادیاں بھی کیں۔ اور ان کی بیویوں میں اور ان میں عمروں کا کافی فرق اور تفاوت بھی موجود تھا۔ خود ہمارے پیارے نبیؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو عمر کے اعتبار سے ہمارے رسولؐ حضرت خدیجہؓ سے ۱۵ سال چھوٹے تھے۔ اور جب آپ کی حضرت عائشہؓ سے شادی ہوئی تو حضرت عائشہ کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ اور ہمارے رسول اکرمؐ کی عمر مبارک حضرت عائشہ سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اس طرح حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے شادی کے وقت رسولؐ تقریباً ۳۰ سال بڑے تھے۔ آیئے تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس امر کا مختصراً جائزہ لیں۔

اللہ نے قرآن مجید میں واضح طور پر بتایا کہ مرد اور عورت بلوغت کے بعد سے اپنی آخری سانس تک جس وقت بھی چاہیں کسی بھی بالغ مرد یا عورت سے شادی کر سکتے ہیں۔ اور ان کے

لئے ایسی شادی ہر طرح سے جائز ہے۔ آپ قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو کہیں آپ کو کوئی ایسی آیت نہیں ملے گی جہاں خدا نے یہ قید اور پابندی عائد کی ہو۔ کہ مسلمان مرد یا عورت اگر ساٹھ یا ستر سال کی عمر کے ہو جائیں تو وہ شادی نہیں کر سکتے۔ یا کہیں بھی اللہ نے قرآن میں یا رسولؐ نے اپنے کسی فرمان میں یہ پابندی نہیں لگائی کہ مسلمان مرد اور عورت جب شادی کریں تو ان کی عمروں میں باہم اتنے سال کا فرق ہونا چاہیئے۔

اسی لئے تمام اسلامی فقہوں میں یہ مسئلہ واضح طریقے سے متفقہ طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ مرد اور عورت میں عمروں کے اعتبار سے کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ وہ باہم شادی کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ شریعت اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی بھی عمر میں کسی بھی بالغ یا عاقل سے کسی عمر میں شادی کر لو۔ لیکن زنا سے ہمیشہ دور رہو۔ اور احکام اسلام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں زنا سے دور رہیں۔ یعنی اگر مسلمان مرد ساٹھ یا سو سال کا ہو۔ تو مذہب اسلام کے احکامات اس مرد کو کسی بالغ یا ۱۸ سال کی لڑکی سے شادی کرنے سے نہیں روکتے۔ اور اسی طرح اگر مسلم عورت ۶۰ یا ۱۰۰ سال کی ہوجائے اور وہ ۱۸ یا ۲۰ سالہ مرد سے شادی کر لے تو بھی مذہب اسلام اس شادی کو جائز اور حلال قرار دیتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے مسلمان معاشرہ میں مرد اور عورت کے درمیان باہم عمر کی ایک حد معین کر دی گئی ہے۔ اور اگر کوئی بوڑھا مرد کسی جوان لڑکی سے شادی کر لیتا ہے تو اس مسلمان معاشرہ کے افراد اس مرد اور عورت کو سکھ سے جینے نہیں دیتے اور ہر طریقے سے ان دونوں کو ملامت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی چالیس پچاس سالہ خاتون اگر کسی بالغ لڑکے سے شادی کر لیتی ہے۔ تو بھی معاشرہ ان دونوں سے جینے کا حق چھین لیتا ہے۔ نہ جانے یہ مسلمان معاشرہ کیا چاہتا ہے اگر مرد و عورت کے عمروں کے تفاوت کے باوجود آپس میں چوری چھپے زنا کے مرتکب ہوتے رہیں تو معاشرہ کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ لیکن ان کے جائز طریقے سے شادی کرنے کے عمل پر تنقید کر کے انہیں لعن وطعن اور ملامت کا ہدف بنایا جاتا ہے۔

اگر کوئی بوڑھا مرد کسی جوان لڑکی سے شادی کر لے تو اس کی اخبارات میں تصاویر شائع کی جاتی ہیں اور خبر یہ بنائی جاتی ہے۔ کہ یہ موصوف کی تیسری شادی ہے جو انہوں نے ایک جوان لڑکی سے کی ہے۔ جب کہ شریعت اسلام کے مطابق مسلمان معاشرہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ عمروں میں تفاوت رکھنے والے جوڑوں کا اس طرح مذاق اڑایا جائے یا ان کی شادی پر حیرت کا اظہار کیا جائے۔ اگر مسلمان معاشرہ کے افراد کسی پہ حیرت کا اظہار کرنا ہی چاہتے ہیں تو ان پر حیرت کا اظہار کریں جو بڑھاپے میں بغیر بیوی کے زندگی گزارتے ہیں جب کہ اس عمر میں انہیں سہارے کی بھی ضرورت ہوتی ہے یا ان لوگوں پر حیرت کا اظہار کریں کہ جو مسلمان معاشرہ میں چار شادیوں کو بیک وقت اپنے اوپر حرام کئے

ہوئے ہیں۔ یا ان عورتوں پر اظہار تعجب کریں جو اپنے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی سے روکے ہوئے ہیں۔ یا ان بالغ مردوں پر تعجب کا اظہار کریں کہ جو بالغ ہونے کے بعد برسوں شادی نہیں کرتے۔

اگر بوڑھا آدمی کسی جوان لڑکی سے شادی کرلیتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ بوڑھے نے ایسی لڑکی سے شادی کی ہے کہ جس کی عمر اس کی اپنی بیٹی جتنی ہے۔ اگر کوئی معمر عورت کسی جوان لڑکے سے شادی کرلیتی ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ لڑکے نے ایسی عورت سے شادی کرلی ہے کہ اسی کی بیوی اس کی ماں جتنی عمر کی ہے۔

اس طرح کی باتیں سب معاشرہ کے افراد کرتے ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہر مسلمان مرد کی بیوی کی عمر اس مسلمان مرد کی بہن جتنی ہے۔ کیا بہن کا رشتہ اسلام میں مقدس نہیں ہے؟ یقیناً اسلام میں ماں، بہن، بیٹی سارے رشتے بڑے مقدس رشتے ہیں اور یاد رکھئے اسلام میں عمروں کے تفاوت کی رشتوں کے معاملے میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اسلام ماں کی عزت واحترام کا حکم اس لئے نہیں دیتا ہے کہ وہ عمر میں زیادہ ہے۔ بلکہ ماں کا احترام اس لئے کرنا چاہئے کہ اس سے ماں کا رشتہ ہے تو رشتہ کے حوالے سے اسلام عزت احترام اور حقوق معین کرتا ہے اب اگر کسی کی بیوی عمر میں کسی کے بھی برابر کیوں نہ ہو؟ اس کو بیوی کے رشتہ کے حوالے سے حقوق دیئے جائیں گے اور وہ شوہر کے ماتحت ہی رہے گی۔ جس طرح اگر شاگرد عمر میں بہت زیادہ ہو اور استاد شاگرد سے عمر میں کم ہو تو استاد کے عمر میں کم ہونے کے باوجود شاگرد کا فریضہ ہوگا کہ استاد کے رشتہ کے حوالے سے اپنے استاد کا احترام اور عزت کرے۔ معلوم ہوا عمروں کے تفاوت سے نہیں بلکہ اسلام خاص طور سے رشتے کے حوالوں سے احترام عزت اور تقدس سکھاتا ہے۔ جس کا جیسا رشتہ کسی سے ہوگا اس کا ویسا ہی حق اور عزت دوسرے فریق پر فرض ہوگی۔ مذہب اسلام تو ایسا عظیم مذہب ہے کہ کسی کی بھی توہین کرنے کا حکم نہیں دیتا اور ہر ایک کا احترام سکھاتا ہے۔ اسی لئے حضرت علیؑ کا ایک فرمان ہے بڑوں کا احترام کرو اس لئے کہ ان کی نیکیاں تم سے زیادہ ہونگی اور چھوٹوں کی بھی عزت کرو اسلئے کہ ان کے گناہ تم سے کم ہونگے۔

بہرحال اسلام میں مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے درمیان باہم شادی کے سلسلے عمروں کی کوئی قید اور پابندی عائد نہیں ہے۔ لیکن اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمارے معاشرہ نے عمروں کے تفاوت معین کئے ہوئے ہیں اور اس طرح اس اسلامی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے اور عمروں کی حدوں کے معین کرنے کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں لاتعداد برائیاں جنم لے رہی ہیں اور ان برائیوں کے نتیجے میں معاشرہ میں زنا وجود میں آرہا ہے ایسے واقعات عام طور سے آپ کے

سامنے آتے رہتے ہیں کہ ایک معمر شخص نے ایک نوجوان لڑکی کی عزت لوٹ لی۔ ایک نوجوان لڑکے نے ایک معصوم بچی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر سفاکی سے قتل کر دیا۔ ایسے واقعات کا ذمہ دار کون ہے؟

یقیناً ان واقعات کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو بالغ ہوتے ہی لڑکے اور لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے ہیں۔ ان واقعات کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنھوں نے مردوں کو چار بیویاں رکھنے سے روکا ہوا ہے ان واقعات کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنھوں نے معاشرہ میں بزرگ مردوں ایسے رنڈوہ مردوں کو جو اپنے بچوں کی شادی بیاہ سے فارغ ہو چکے ہیں اور جوان بیوہ اور مطلقہ عورتوں اور بزرگ بیوہ مطلقہ عورتوں کے لئے شادی کی راہیں ہی مسدود کر دی ہیں اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی معاشرہ کی قدروں سے بغاوت کر کے شادی کر لیتا ہے تو معاشرہ کے لوگ اسے ملامت کا ہدف بناتے ہیں اور جو لوگ شادی نہیں کرتے ہیں وہ ظاہر ہے ان حالات میں زنا جیسے قبیح اور گناہ کبیرہ جیسے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ زنا کرنے والے مرد اور عورت تو ہیں ہی بے انتہا گناہ گار اور اللہ ان کو زنا جیسے گناہ کبیرہ کی سزا یوم حشر دے گا ہی لیکن یہ سوچئے کہ انہوں نے زنا کیوں کیا؟ یہ بالکل سیدھی سی بات ہے کہ ان لوگوں نے زنا اس لئے کیا کہ ان کے لئے معاشرے نے جائز طریقے سے شادی کرنے کی راہوں کو بند کر دیا تھا تو وہ چوری چھپے زنا کے مرتکب ہو گئے۔ تو یہ ظاہری بات ہے کہ ان لوگوں کے زنا کے اس گناہ میں پورا معاشرہ شریک ہے۔ اور بالخصوص وہ لوگ شریک ہیں کہ جو نہ چار شادیاں کرتے ہیں اور نہ چار شادیوں کی حوصلہ افزائی اور ترغیب دیتے ہیں۔ بلکہ اپنی اکلوتی بیوی کی محبت و رضامندی اور دلجوئی کی وجہ سے چھپ کر زنا کر لیتے ہیں لیکن جائز طریقے سے شادی نہیں کرتے۔

رسول کرام ؐ، اہل بیت کرام ؑ اور صحابہ کرام ؓ کی مثالیں آپ کے سامنے موجود ہیں کہ انہوں نے شادی کرنے کے سلسلے میں عمر کی کوئی قید اور پابندی عائد نہیں کی۔ لہٰذا جس طرح مغرب کے ممالک میں بوڑھوں کے لئے علیحدہ گھر بنا دیئے جاتے ہیں۔ مسلمان بوڑھے حضرات کے لئے اس کی ضرورت اس لئے نہیں کہ بوڑھے مسلمان مردوں کی شادی کو بھی اللہ نے سنت قرار دیا ہے۔ لہٰذا وہ بھی شادی کریں اور معاشرہ سے کٹ کر نہیں بلکہ معاشرہ کا کار آمد فرد بن کر رہیں۔

اب بھی اگر اس مسلمان معاشرہ میں عمر کی اسی طرح قید اور پابندی لگائی جاتی رہی اور اسی طرح بلوغت کے بعد شادی میں تاخیر کی جاتی رہی اور اسی طرح اگر اب بھی چار شادیوں کے جائز عمل کی اہمیت کو آج کے دور کے شوہروں نے محسوس نہیں کیا تو آپ یقین کریں۔ کہ آئندہ ۳۰ یا ۴۰ سال بعد ساٹھ فیصد مسلمان خواتین شادی کئے بغیر بوڑھی ہو کر مرجایا کریں گی اور ان کے بغیر شادی کئے مرجانے کا حساب مسلمان مردوں اور عورتوں سے حشر کے دن لیا جائے گا۔ کہ مرد نے چار

شادیاں کیوں نہیں کیں؟ اور شادی شدہ عورت نے اپنے شوہر کو مزید تین شادیاں کرنے کی بخوشی ترغیب کیوں نہیں دی؟ اور ظاہر ہے جب اکلوتی بیوی والے شوہر سے زنا جیسا گناہ سرزد ہوگا تو یقیناً اس گناہ کی ذمہ داری اور عذاب صرف ان دونوں زنا کرنے والوں پر ہی نہیں ہوگا بلکہ اس گناہ کی ذمہ داری ان لوگوں پر بھی ہوگی کہ جن مردوں نے اختیار کے باوجود صرف ایک شادی کی۔ اور ان عورتوں پر بھی عذاب ہوگا۔ کہ جنہوں نے اپنے شوہر کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی نہیں کرنے دی۔

دراصل میاں اور بیوی کے درمیان عمر کی قید اور تفاوت کے باہمی مخصوص فرق کو ہمارے مسلمان معاشرہ نے ہندوؤں سے سیکھا ہے اور اس طرح یہ شرط لگادی ہے کہ بیوی عمر میں اتنے سال چھوٹی ہونی چاہئے یا شوہر عمر کے اعتبار سے اتنا بڑا ہونا چاہئے۔ حالانکہ اسلام میں شادی کے سلسلے میں عمر کی ایسی کوئی پابندی پورے قرآن مجید کی کسی آیت میں نہیں ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہندوؤں کے رسم ورواج کو چھوڑ کر قرآنی تعلیمات پر عمل کریں اور مسلمان مرد و عورت کی چھوٹائی یا بڑائی کا خیال نہ کریں اور ہر عمر کے بالغ مرد و عورت سے باہم شادیاں کریں تاکہ مسلمان معاشرہ زنا سے محفوظ رہ سکے۔

آج کے دور میں بہت سی لڑکیاں شادی سے محروم ہیں۔ اس لئے یہ بے چاری لڑکیاں اپنے آپ کو مصروف رکھنے کیلئے بھی ملازمتوں پر مجبور ہیں۔ مسلمان عورت کے لئے کسی بھی قسم کی جائز ملازمت اور کسب حلال کو شریعت اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی پردہ کی حدود میں رہ کر ہر خاتون ہر جائز ملازمت کر سکتی ہے۔ (پردہ کے بارے میں تفصیلات کے لئے آئندہ باب دیکھئے)

حصول علم جس طرح ہر مرد کا فریضہ ہے اسی طرح سے زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کا حق مذہب اسلام میں مسلمان لڑکی اور عورت کو دیا گیا اور رسولؐ نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ لیکن آج کے اس مسلمان معاشرہ میں عام طور سے مشاہدہ میں روز و شب یہ بات آتی ہے کہ جب بھی کوئی جوان عورت یا لڑکی اسکول، کالج یا ملازمت کے لئے یا کسی اور کام سے گھر سے باہر نکلتی ہے۔ تو جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتی مردوں کی چبھتی ہوئی ہوسناک اور شہوت بھری نظریں اسکا تعاقب کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ عام مشاہدہ کی بات ہے جس کے لئے ہر شخص کا اپنا ضمیر خود گواہی دے گا اور اکثر لوگ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ اچھے اچھے نمازی پرہیزگار مسلمان حضرات بھی راستہ میں گزرتی ہوئی جوان عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو عجیب و حشت ناک اور چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھنے میں ذرہ برابر تامل نہیں کرتے آخر ایسا کیوں ہے،؟ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے۔ کہ اللہ نے مرد کی صلاحیتوں اور طاقتوں کے اعتبار اس کی فطرت کے مطابق چار بیویاں ایک وقت میں رکھنے کی اسے اجازت دی ہے۔ لیکن مرد شادیاں کرنے کے بجائے اپنی قوت اور

فطرت سے مجبور ہو کر عام لڑکیوں کو عجیب نظروں سے راستہ میں دیکھتے ہیں۔ خواتین براہ کرم یہ سوچیں کہ مسلمان مرد کیوں راہ چلتی لڑکیوں کو اسطرح گھورتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ مسلمان عورتوں نے خود مسلمان عورتوں کے حق کو غصب کیا ہوا ہے یعنی اگر ہر مسلمان بیوی اپنے شوہر کو بخوشی اس امر کی ترغیب دلائے کہ اس کا شوہر چار شادیاں پر تیار ہو جائے۔ تو یقیناً مسلمان پرہیزگار مرد اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نامحرم عورتوں کو نہیں دیکھیں گے اور سوائے بدمعاش وفاسق اور گناہ گار اور ناشکرے مردوں کے کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ شریعت اسلام میں نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔

ہمارے رسول اکرمؐ، انبیاء سابقینؑ، آئمہ طاہرینؑ، خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی ایک وقت میں متعدد بیویاں تھیں۔

رسولؐ نے حضرت خدیجہ کے بعد دوسری شادیاں کیں۔ آخر کیوں؟

ہمارے رسول اکرمؐ، انبیاء سابقینؑ، آئمہ طاہرینؑ، خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ اور ناموران اسلام کے احکامات اور انکی ذاتی زندگی کی مثالیں تاریخ اسلام میں بھری پڑی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہے کہ کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کی شادی کے سلسلے میں انکی بلوغت کے بعد آخر عمر تک عمر کی کوئی حد یا قید نہیں ہے اور عمروں کے کافی تفاوت کے باوجود ازدواجی رشتے وجود میں آئے ہیں جب ہمارے رسولؐ کی شادی ہوئی تو ہمارے رسول اکرمؐ کی عمر مبارک ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ اور جب رسول کی شادی حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہوئی تو حضرت عائشہؓ کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں رسول نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ اگر حضرت خدیجہؓ رسول کی زندگی کے آخری لمحہ تک بھی زندہ رہتیں تو یقیناً رسول اکرم کی پھر بھی اتنی ہی شادیاں ہوتیں۔ حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں دوسری شادی نہ کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہجرت مدینہ سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ اور ہجرت مدینہ سے پہلے مکی زندگی میں اور مدینہ کی ابتدائی حیات مبارکہ میں رسول نے مسلسل مصروف کار ہو کر پرچم اسلام کو بلند کیا۔ اور اسلام کے عقائد کی بنیادیں رکھیں۔ سارے قبیلے رسول کے دشمن تھے۔ کون رسول کی شادی کا پیغام قبول کرتا۔ ہاں شادی کا پیغام قبول کرنے کے لئے

عرب کے قبائل ہجرت مدینہ سے پہلے پہلے صرف اس شرط پر تیار تھے کہ رسول اکرمؐ تبلیغ اسلام کے کام کو چھوڑ دیں تو ہم جس قبیلہ میں رسولؐ چاہیں گے۔ ان کی تزویج کرادیں گے۔ لیکن رسولؐ نے جواب میں فرمایا: کہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھ دیا جائے۔ تو چچا جان! ان مشرکوں سے کہہ دو۔ پھر بھی میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ یہ جواب حضرت ابو طالبؑ کے ذریعے رسولؐ نے مشرکوں کو بھجوایا۔

اس کے علاوہ حضرت خدیجہؑ کی زندگی میں دوسری شادیاں نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رسولؐ پر حضرت خدیجہ کی زندگی میں شادی کرنا فرض نہیں تھی۔ اس لئے کہ جب گناہ کا خوف ہو تو دوسری تیسری چوتھی شادی فرض ہو جاتی ہے ورنہ دوسری تیسری اور چوتھی شادی سنت موکدہ رہتی ہے اور ہمارے رسولؐ معصوم ہیں۔ جن سے نعوذ باللہ گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے چونکہ شادی سنت موکدہ تھی اور تبلیغ اسلام کا فریضہ رسولؐ پر فرض تھا واجب تھا اور رسولؐ فرائض میں مصروف تھے۔ اسی لئے جب تبلیغ اسلام اور عقائد کی تبلیغ مستحکم ہونے لگی اور احکامات شریعت کا نفاذ بتدریج عمل میں آنے لگا۔ تو اب رسول نے مذید شادیاں کیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ رسول اکرمؐ نے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد اس لئے شادیاں کیں کہ نعوذ باللہ رسولؐ کو برائی کا خوف تھا اس لئے رسولؐ تو معصوم ہیں ان سے کبھی کوئی برائی سرزد نہیں ہوگی بلکہ رسولؐ نے دیگر شادیاں اس لئے کیں تا کہ رسولؐ کا اسوہ حسنہ مسلمانوں کے سامنے آنے لگے۔ اس لئے کہ اس معاشرہ میں بیوہ اور مطلقہ خواتین سے شادی کرنا عیب سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے رسول نے اپنی سنت کو پیش کیا اور خود بھی بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے شادی کیں اور مسلمانوں کو بھی بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے شادی کی ترغیب دی۔ اسی لئے اکثر بیوہ اور مطلقہ خواتین سے رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی میں شادیاں کیں۔

حضرت علیؑ نے آخر فاطمہؑ کے بعد ہی دیگر شادیاں کیوں کیں؟

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک حضرت فاطمہؑ زندہ رہیں۔ حضرت علیؑ نے دوسری شادی نہیں کی۔ یہ کوئی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ شادی ایک ہونی چاہئے۔ اگر حضرت علیؑ نے ایک وقت میں متعدد ازواج نہ رکھی ہوتیں تو یہ ایک شادی کی دلیل مان لی جاتی۔ لیکن تاریخ اسلام میں یہ واقعات موجود ہیں کو حضرت علیؑ کی ایک وقت میں متعدد بیویاں تھیں۔

یاد رکھئے۔ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ کی زندگی میں جو دوسری شادیاں نہیں کیں اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ حضرت فاطمہؑ رسول کی بہت چہیتی اور لاڈلی بیٹی تھیں اور ان کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے سے نعوذ باللہ رسول ناراض ہو جاتے! نعوذ باللہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ خود رسول اکرمؐ

نے احکامات الٰہیہ پر عمل کرتے ہوئے متعدد شادیاں کی تھیں۔ یاد رکھئے تعدد ازدواج جائز اور حلال عمل ہے۔ اور رسول اکرمؐ نعوذ باللہ کسی جائز عمل کے انجام دینے پر ناراض نہیں ہوسکتے بلکہ رسول اکرمؐ تو فعل حرام کے ارتکاب پر غضبناک ہوتے ہیں۔ اور ایک وجہ حضرتؑ علی کی حضرت فاطمہؑ کی زندگی میں شادی نہ کرنے کی یہ بھی ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ اور ترویج کے جن امور میں رسول اکرم مصروف تھے۔ انہی امور میں خاص طور سے دعوت ذوالعشیرہ میں رسولؐ سے مدد کا عہد کرنے کے بعد حضرت علیؑ بھی مصروف تھے۔ ظاہر ہے تبلیغ دین حضرت علیؑ کیلئے بھی فریضہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور شادی کرنا سنت موکدہ ہے۔ تو حضرت علیؑ نے بھی ساری ابتدائی زندگی میں تبلیغ اسلام کے انتہائی اہم فریضہ پر توجہ دی اور جب یہ اہم فریضہ کامیابی سے ہمکنار ہونے لگا تو حضرت علیؑ نے بھی رسول کی سنت پر عمل کرتے ہوئے متعدد شادیاں کیں اگر حضرت فاطمہؑ زندہ بھی ہوتیں تو بھی حضرت علیؑ اسی طرح یقیناً مزید شادیاں کرتے اسلئے کہ دوسری تیسری چوتھی شادی کرنا سنت موکدہ ہے اور شرعاً مستحن عمل ہے نعوذ باللہ گناہ نہیں ہے۔

رسول اکرمؐ کی ازواج

ہشام بن محمد کی روایت کے مطابق رسول اکرمؐ نے ۱۵ پندرہ عورتوں سے نکاح کیا۔ لیکن معتبر روایات کے مطابق رسولؐ نے تیرہ عورتوں سے شادی کی۔ جن میں سے ایک روایت کے تحت گیارہ بیویاں ایک وقت میں موجود رہیں۔ ان میں چند کنیزیں بھی شامل تھیں۔ جن میں ماریہؑ اور ریحانہؑ بھی شامل ہیں۔ جب رسول اکرمؐ کا وصال ہوا تو آپؐ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔ حضرت خدیجہؑ اور حضرت زینبؑ بنت خذیمہ کا انتقال رسول اکرمؐ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ وہ نو ازواج جو رسول اکرمؐ کے وصال کے وقت بقید حیات تھیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ نمبرا حضرت سودہؑ نمبر۲ حضرت عائشہؑ، نمبر۳ حضرت حفصہؑ نمبر۴ حضرت ام سلمیٰؑ، نمبر۵ حضرت زینبؑ بنت حجشؑ، نمبر۶ حضرت جویریہؑ حارث، نمبر۷ حضرت ام حبیبہؑ، نمبر۸، حضرت صفیہؑ، نمبر۹ حضرت میمونہؑ۔

ہمارے رسول اکرمؐ چونکہ سید انبیاء اور افضل کائنات ہیں۔ اس لئے اللہ نے ہمارے رسول اکرمؐ کو ایک وقت میں چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت خصوصی طور پر عطا فرمائی تھی۔ دیگر وضاحت کے علاوہ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے شادی کر کے رسولؐ نے معاشرہ کو یہ درس دیا کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا مکمل حق حاصل ہے اور جس طرح قبل اسلام اس طرح کی خواتین کو اکثر و بیشتر اس حق ازدواج سے محروم کر دیا گیا تھا۔ لیکن اسلام نے بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو ان کا یہ حق عطا کیا۔

حضرت علیؑ کی ازواج

علامہ اربلی، علامہ طبری، انوار الحسینیہ اور دیگر کتابوں میں ہے کہ حضرت علیؑ نے دس عورتوں سے شادی کی۔ اور جب حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی۔ تو اس وقت بھی آپ کی چار بیویاں بقید حیات تھیں۔ حضرت ام البنینؑ، حضرت لیلیٰؑ، حضرت اسماءؑ، حضرت امامہؓ بنت ابو العاص، حضرت علیؑ کی دیگر ازواج میں حضرت لیلیٰؓ بنت مسعود، حضرت اسماءؓ بنت عملیس۔ حضرت صہباؓ، حضرت خولہؓ بنت جعفر، حضرت ام سعیدؓ، حضرت محیاتؓ بنت امر القیس۔ شامل ہیں

حضرت علیؑ کی اولاد

بعض روایتوں میں حضرت علیؑ کے بارہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں تھیں اور بعض روایات میں آپ کے دس بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔ لیکن معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ۱۱ بیٹے اور ۱۶ بیٹیاں تھیں۔ اور ناسخ التواریخ میں ہے کہ آپ کی نسل ۵ بیٹوں سے چلی نمبر۱ امام حسنؑ، نمبر۲ امام حسینؑ نمبر۳ حضرت عباسؑ، نمبر۴ عمرؓ بن علیؑ، نمبر۵ حضرت محمد حنفیہؓ۔ حضرت علیؑ کی اولاد میں امام حسنؑ امام حسینؑ، زینبؑ، ام کلثومؑ، عباسؑ، جعفرؑ، عبداللہؓ عثمان، یحییٰؑ، محمد اصغرؑ، عونؑ رمیتہؓ، محمد اوسطؑ، محمد حنفیہؓ، ام الحسنؓ، رملہ کبریٰ شامل ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کی ازواج

حضرت ابو بکرؓ کی متعدد ازواج تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی چار بیویوں کے نام درج ذیل ہیں۔ نمبر۱ حضرت قتیلہؓ، نمبر۲ حضرت ام رومانؓ نمبر۳ حضرت اسماءؓ (جو پہلے حضرت جعفر بن ابو طالب کے نکاح میں تھیں) نمبر۴ حبیبہؓ بنت خارجہ۔

حضرت ابو بکرؓ کی اولاد

حضرت عبداللہؓ حضرت اسماءؓ حضرت عبد الرحمٰنؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت محمدؓ بن ابی بکرؓ۔ جب حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو انکی زوجہ حضرت جبیبہؓ حاملہ تھیں حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت حبیبہؓ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرت امام حسنؑ کی ازواج

آپ نے مختلف اوقات میں ۹ شادیاں کیں۔ اور حضرت امام حسنؑ کی ایک وقت میں ایک سے زیادہ ازواج موجود تھیں۔ آپ کی ازدواج میں حضرت ام فروہؓ۔ اور جعدہ بنت اشعث وغیرہ

شامل ہیں۔ آپ کی نسل حضرت حسن مثنیٰؑ سے چلی۔ علامہ شبلنجی کے مطابق آپ کے تین بیٹے حضرت قاسمؑ، حضرت عبداللہؑ اور حضرت عمرؑ کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے امام حسن کے ۸ بیٹے اور ۷ بیٹیاں تاریخ نے لکھی ہیں۔

حضرت عمرؓ بن خطاب کی ازواج و اولاد

حضرت عمرؓ بن خطاب کی ازواج میں ام کلثومؓ بنت جرول خزاعی، زینبؓ بنت مظعون حجمیہؓ اور امامہؓ شامل ہیں اور حضرت عمرؓ کی اولاد میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ اکبر حضرت حفصہؓ، زیدؓ، اصغر عبداللہؓ۔

حضرت عمرؓو بن عاص کی ازواج

حضرت عمرؓ بن عاص کی ازواج میں حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی محیط اور ام ثابتؓ جو بیک وقت بیوی کی حیثیت سے موجود تھیں اور ام لیلیٰؓ بھی آپ کی زوجہ تھیں حضرت مختارؓ بن ابی عبید ثقفی جب شہید ہوئے تو عمرہؓ بنت نعمان اور ثابتؓ بنت سمرہ ان کی بیک وقت دو بیویاں زندہ تھیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ

آپ کی چار بیویاں تھیں نمبر۱۔ ام فردہؑ نمبر۲۔ ام فردہؑ بنت قاسم بن محمد بن ابیؓ بکر ۳۔ ام حکیمؑ بنت اسد بن مغیرہ ثقفی نمبر۴۔ لیلیٰؑ۔
امام محمد باقرؑ کی نسل صرف امام جعفر صادقؑ سے چلی۔ آپ کی اولاد میں امام جعفر صادقؑ، عبداللہؑ فتح، ابراہیمؑ، عبداللہ، علیؑ زینت، ام سلمیٰؑ شامل ہیں۔ آپ کے ۵ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت امام زین العابدینؑ

آپ کی دو سے زیادہ بیویاں بیک وقت موجود تھیں۔ آپ کے گیارہ بیٹے اور چار لڑکیاں تھیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ کی والدہ کا نام ام عبداللہ فاطمہؑ بنت حسنؑ تھا۔ آپ کی اولاد میں حضرت زیدؑ شہید، حضرت حسنؑ، عبداللہؑ، حسینؑ، عبدالرحمٰنؑ، سلیمانؑ، علیؑ، محمد اصغرؑ، حسینؑ اصغر، خدیجہؑ، فاطمہؑ، علیہؑ اور ام کلثومؑ شامل ہیں۔

امام حسینؑ

امام حسینؑ کی بھی متعدد ازواج بیک وقت موجود تھیں۔ دو بیویاں تو کربلا میں ہی بیک وقت

موجود تھیں۔ ام لیلیٰؑ، ام ربابؑ۔

امام حسینؑ کی اولاد میں ۶ لڑکے اور ۴ لڑکیاں تھیں۔ جن میں علیؑ بن حسینؑ، علی اکبرؑ علی اصغر، سکینہؑ صغریٰؑ شامل ہیں۔

امام جعفر صادقؑ

آپ کی بھی بیک وقت متعدد بیویاں تھیں جن میں حمیدہؑ خاتون بھی شامل ہیں جن کے بطن سے امام موسیٰ کاظم متولد ہوئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے علاوہ، جناب اسماعیل، عبداللہ، اسحق محمد، عباس، علی اور لڑکیوں میں ام فروہ، اسما اور فاطمہ شامل ہیں۔ آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

امام موسیٰ کاظمؑ

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے مطابق آپ کی بھی چار بیویاں بیک وقت موجود تھیں۔ جن سے آپ کی ۳۷ اولادیں ہوئیں۔ جن میں ۱۹ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں تھیں۔ آپ کی اولاد کے نام یہ ہیں۔ حضرت امام علیؑ رضا۔ ابراہیم۔ عباس۔ سلیمان، زید، فضل حسن، حسین، حمزہ، عبید اللہ، عبداللہ۔ اسحاق، محمد، احمد ہارون اسماعیل حسن جعفر، قاسم، فاطمہ کبریٰ ام اسماء علیہ آمنہ حسنہ ربیبہ، ام سلمیٰ، میمونہ کلثوم، خدیجہ، زینب، لبابہ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، حلیمہ رقیہ صغری، جعفر، فاطمہ صغریٰ۔

امام علی رضاؑ

امام رضاؑ کے بارے میں بعض کتب میں لکھا ہے کہ آپ کی ۳ ازدواج تھیں۔ جن میں ام حبیب بنت مامون رشید بھی شامل ہے۔ آپ کے ۵ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ جن کے نام یہ ہیں امام محمد تقی، حسن جعفر، ابراہیم، حسین اور عائشہ تھے۔ بعض روایتوں کے تحت آپ کے صرف چار صاحبزادے تھے انوارالنعمانیہ میں ہے کہ آپ کے ۳ فرزند تھے۔ کشف الغمد اور مطالب المسئول میں ہے کہ آپ کی چھ اولاد تھیں۔ اور عمدہ المطالب کتاب ارشاد اور مجمع البیان میں ہے کہ آپ کی صرف ایک اولاد یعنی ایک صاحبزادے امام تقیؑ تھے اور نسل صرف امام محمد تقیؑ سے چلی۔

امام محمد تقیؑ

آپ کی چند بیویاں تھیں۔ جن میں سے تین بیویوں کا ایک وقت میں آپ کی زوجیت میں ہونا کتب تاریخ میں موجود ہے آپ کی ازواج میں ام الفضل بنت مامون اور سمانہ خاتون جو عمار یاسرؓ کی

نسل سے تھیں۔ مورخین متفق ہیں کہ سوائے سمانہ خاتون کے آپ کی کسی اور زوجہ سے اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کی چار اولاد تھیں۔ حضرت امام علی تقیؑ، جناب موسیٰ برقعؑ جناب فاطمہ جناب امامہ۔

امام علی نقیؑ

آپ کی چار بیویاں تھیں اور آپ کی اولاد میں امام حسن عسکریؑ، حسین ابن علی محمد بن علی جعفر بن علی، موسمنہ اور عائشہ شامل ہیں۔

انبیاء کرام میں سے حضرت ابراہیمؑ

کی دو ازدواج بیک وقت موجود تھیں۔ حضرت سارہؑ اور حضرت ہاجرہؑ

حضرت شموئیلؑ

کی بیک وقت چار بیویاں تھیں۔

حضرت سلیمانؑ

کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی ۳ ہزار بیویاں تھیں واللہ اعلم۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ۷۰ بیویاں تھیں واللہ اعلم بالصواب اور ایک روایت میں یہ کہ ایک وقت میں آپ کی چار بیویاں تھیں ملکہ بلقیس بھی حضرت سلیمان کی زوجہ تھیں جن سے دو لڑکے متولد ہوئے۔

حضرت داؤدؑ

کے بارے میں بھی مختلف راویتیں ہیں۔ بعض مقامات پر یہ قول ملتا ہے کہ آپ کی ۱۰۰۰ ازدواج تھیں اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی تین بیویاں تھیں۔

حضرت ایوبؑ

کے بارے میں یہ روایت ہے کہ آپ کی ایک وقت میں چار بیویاں تھیں۔ جب حضرت ایوب بیمار ہوئے یعنی آزمائش اور امتحان میں من جانب اللہ مبتلا ہوئے اور آنکھوں تک میں کیڑے پڑ گئے۔ تو حضرت ایوبؑ کی تین بیویاں آپ سے طلاق لے کر چلی گئیں اور صرف ایک بیوی رحیمہ خاتون رہ گئیں۔ جو محنت مزدوری کر کے لائیں تھیں اور جنھوں نے یہ جملے کہے تھے۔ کہ جب میں آرام اور اچھے وقت میں آپ کے ساتھ رہی ہوں تو ان تکلیف دہ مرحلوں میں اور ان پریشانیوں میں آپ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔

ان ابنیاء کرام کے علاوہ اور دیگر ابنیاء کرام کی بھی ایک سے زائد ازواج ایک وقت میں موجود رہی ہیں۔ طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے رسول اکرمؐ کے صحابہ کرامؓ اور تابعین میں بھی اکثر حضرات کی ایک وقت میں کئی کئی بیویاں موجود تھیں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی بیک وقت چار بیویاں تھیں۔

حضرت طلحہؓ کی بیک وقت تین بیویاں تھیں۔

حضرت زبیرؓ کی بیک وقت چار بیویاں تھیں۔

حضرت عمرؓو بن عاص کی ایک وقت میں چار ازواج تھیں۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی ایک وقت میں تین بیویاں تھیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی ایک وقت میں تین بیویاں تھیں۔

یہ تو چند مثالیں ہیں۔ آپ اگر اس نکتہ نظر سے تحقیق کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابق ابنیاء کرامؑ ۔ ہمارے رسولؐ، صحابہ کرامؓ اور تابعین میں سے اکثر حضرات کی ایک وقت میں ایک سے زیادہ بیویوں کا تذکرہ تاریخ میں متفقہ طور پر ثابت ہے۔

کیا کوئی مسلمان اللہ کے فیصلوں سے انکار کی جرات کر سکتا ہے؟

اس باب میں کسی حد تک تفصیل کے ساتھ دلیل کے طور پر قرآن مجید کی آیات پیش کی گئیں۔ احادیث سے حوالے پیش کئے گئے۔ تاریخ اسلام سے ثبوت پیش کئے گئے کہ اکثر نامور ان اسلام نے بیک وقت ایک سے زیادہ بیویاں اپنی زوجیت میں رکھیں اور مسلمانوں کے تمام فقہوں کے اماموں نے متفقہ طور پر بغیر کسی اختلاف کے، قرآن کی محکم اور واضح آیات کی بنیاد پر اس قرآن کے فیصلہ سے پوری ملت مسلمہ کو آگاہ کردیا کہ ہر مسلمان مرد کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنا جائز ہیں۔

تو کیا قرآن مجید کی آیات کی وضاحت کے بعد کوئی مسلمان اللہ کے فیصلوں سے انکار کی جرات کر سکتا ہے؟ یقیناً جو صحیح معنوں میں مسلمان ہوگا اور اللہ اور رسولؐ کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ وہ اللہ کے فیصلوں سے انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اللہ اور رسولؐ کے فیصلوں سے انکار کرکے کوئی مسلمان، مسلمان نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ اللہ نے قرآن مجید کے سورۃ احزاب، ۳۳ ویں سورۃ کی ۳۶ ویں آیت میں ارشاد فرمایا۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ - - - - - - - - ترجمہ اور مومن مرد اور مومنہ عورت کے لئے
- - - - - - - - - - - - یہ جائز نہیں ہے۔ کہ جب اللہ اور اسکا رسول
- - - - - - - - - - - - کسی بات کا فیصلہ کردیں تو پھر ان مومن مردوں

- - - - - - - - - - - - - - - اور مومنہ عورتوں کو اس فیصلے کو بدلنے کا کوئی
- - - - - - - - - - - - - - - حق حاصل ہی نہیں رہتا اور جس نے اللہ اور
- - - - - - - - - - - - - - - اسکے رسولؐ کی نافرمانی کی۔ تو یقیناً وہ کھلی گمراہی
- - - - - - - - - فقد ضل ضلالا مبینا میں بھٹک گیا بتلا ہو گیا۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ نے واضح طور پر فرما دیا کہ اللہ اور رسولؐ کے کسی بھی فیصلے سے اگر کوئی انحراف کرے اور اللہ اور رسولؐ کے کسی حکم یا فیصلے کو بدلنے کو کوشش کرے تو وہ شخص کھلی گمراہی میں بتلا ہو گیا۔ تو ظاہر ہے اللہ اور اسکے رسولؐ کا یہ بالکل صاف اور واضح سا فیصلہ ہے جسے اللہ اور رسولؐ نے قدم قدم پر جائز قرار دیا ہے کہ مسلمان مرد کے لئے چار بیویاں رکھنی جائز ہیں۔ تو اللہ اور رسول کے جائز کردہ اس حکم کو اگر کوئی اپنے اوپر حرام کر لے اور معاشرہ کو اللہ کے جائز کردہ حکم سے کسی بھی طریقے سے اگر روگردانی کی ترغیب دے تو ایسا شخص اللہ کی نظر میں بڑا گناہ گار اور کھلی ہوئی گمراہی میں بتلا ہے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ کے جائز کردہ احکامات پر عمل کریں اور اللہ کی جانب سے حرام کردہ احکامات سے اجتناب کریں۔ تاکہ ہماری دنیا اور آخرت سنور سکے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کے بجائے ہندوؤں کے رسم و رواج کو اپنا لیا ہے۔

جیسا کہ قارئین کو علم ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کے علاوہ دیگر مسلمان ممالک میں سے کچھ ممالک میں اکثر مسلمان مردوں میں ایک سے زیادہ شادیاں کا اسلامی دستور موجود ہے۔ لیکن برصغیر میں خاص طور سے مسلمان مرد کے لئے دوسری تیسری اور چوتھی شادی کو گناہ اور حرام تصور کیا جاتا ہے جہاں اس کے حرام سمجھنے کی دیگر غیر شرعی وجوہات ہیں ان میں سے ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان ایک طویل عرصے تک برصغیر میں ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ اور ہندوؤں کے ساتھ مسلسل رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ہندوؤں کی ایک وقت میں صرف ایک شادی کی رسم کو اپنا لیا۔ اور ہندوؤں کے رسم و رواج میں اپنے آپ کو اتنا راسخ اور پکا کر لیا کہ اب مسلمان مرد اپنے لئے ایک وقت میں دوسری تیسری اور چوتھی شادی کے اسلامی حکم کو گناہ اور حرام سمجھنے لگے اور مسلمان عورتوں نے ہندو عورتوں کی دی ہوئی تعلیم پر اتنی سختی سے عمل کیا۔ کہ اپنے شوہر کے لئے سب کچھ برداشت کر لیا۔ لیکن اپنے مسلمان شوہر کے لئے دوسری تیسری اور چوتھی شادی کے اسلامی حکم کو برداشت نہ کیا

اور اس کے علاوہ بھی ہندوؤں کی بنائی ہوئی شادی کی ساری فضول رسموں پر مسلمان عمل کرنے لگے جن کا اسلام میں کوئی جواز موجود نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام میں صرف نکاح کو شرعی حیثیت حاصل ہے لیکن مسلمان نہ جانے ہندوؤں کی بنائی ہوئی کون کون سی رسموں پر شادی کے معاملات میں عمل کرنے لگے۔ مسلمانوں سے درخواست ہے کہ ہندو آنہ رسموں سے اپنے آپ کو نجات دلائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اسی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی مضمر ہے۔

اس کے علاوہ مغلیہ دور کے بادشاہوں کی اپنی بیگمات کے ساتھ غلط محبتوں نے بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ جن مغلیہ بادشاہوں نے حد سے زیادہ متجاوز ہو کر اپنی اکلوتی بیوی سے محبت کی اور اسے اپنے سر پر بٹھالیا اور ظاہر ہے خاندان کے طویل عرصے کے کردار نے عوام پر بری طرح اثر ڈالا اور مسلمانوں نے اکلوتی بیوی کی رسم قبیح کو اپنا لیا اور اسلام کے ایک وقت میں چار شادیوں کے حکم کو بھول بیٹھے اس لئے کہ عوام پر حاکم کے کردار کا یقینی طور پر اثر پڑتا ہے۔

اور رہی سہی کسر پاکستان اور ہندوستان کی فلموں اور ویڈیوز اور پاکستان ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ڈراموں نے پوری کردی کہ جن میں صرف ایک عدد بیوی سے محبت کرنا اور صرف ایک عدد بیوی سے شادی کرنے کی مسلسل ترغیب دلائی گئی۔ ظاہر ہے ذرائع ابلاغ کا اثر عوام پر پڑنا ایک یقینی بات تھی۔ لہٰذا براہ کرم اپنی اسلامی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذرائع ابلاغ و فلم پروڈیوسرز صرف ایک شادی کی ترغیب دینے سے اجتناب برتیں اور ایک مسلمان مرد کی کئی شادیوں کی افادیت کو ناظرین کے سامنے پیش کریں تاکہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے۔

شاعروں، ادیبوں، دانشوروں، مضامین نگار، کہانی نویس حضرات اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ دار افراد سے دردمندانہ اپیل۔

میں بہت معذرت کے ساتھ اور بہت مودبانہ طریقے سے اپنے مسلمان شعراء کرام، ادیب حضرات اپنے دانشور دوستوں، مضامین نگار، کہانی نویس حضرات اور ذرائع ابلاغ کے کرتا دھرتا کرم فرماؤں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ براہ کرم آپ حضرات مل جل کر مسلمان معاشرہ کے افراد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اپنے اپنے انداز سے تلقین کریں۔ اسلیئے کہ کسی بھی معاشرہ میں جتنی اثر انداز آپ حضرات کی باتیں ہوتی ہیں اتنا اثر کسی دوسرے طبقہ کا نہیں ہوتا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو اس مسلمان معاشرہ کو سنوار کر اسے اسلامی طریقوں پر گامزن کرسکتے ہیں۔ لہٰذا براہ کرم مسلمان معاشرہ کو اسلامی بنانے میں اہم کردار ادا کریں اور حالات کو سنوارنے میں مدد دیں اپنے خوبصورت اشعار، اپنی خوبصورت حسین تحریروں، اپنے عمدہ افسانوں اپنے دلنشین مضامین، اور ذرائع ابلاغ کے موثر

انداز کو صرف اکلوتی بیوی یا اکلوتی محبوبہ کے لئے ہی مخصوص اور مختص نہ کر دیجئے۔ بلکہ معاشرہ کی ان غیر اسلامی قدروں کے عنوان پر اس بے راہ روی پر کہانیوں، مضامین، اشعار، افسانے لکھ کر مسلمان معاشرہ میں اور مردوں اور عورتوں میں اسلامی شعور پیدا کیجئے۔ آپ یقین کیجئے اس طرح آپ مسلمان معاشرہ کو زنا سے محفوظ رکھ کر مغرب زدہ ہونے سے بچا سکتے ہیں اور آخرت میں اللہ کی بارگار سے آپ کو اس کوشش کا اجر عظیم عطا ہوگا۔ اللہ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

براہ کرم ایسی تحریریں مسلمان معاشرہ میں پیش نہ کیجئے۔ جن میں پہلی بیوی کو مظلوم اور شوہر کی دوسری شادی کی صورت میں اس بیچاری دوسری بیوی کو پہلی بیوی کے حقوق کا غاصب، سوکن، یا ظالم تصور کیا جاتا ہے اور مسلمان مرد کی دوسری تیسری اور چوتھی شادی کو غلطی اور ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کی کوئی جوان بیٹی ہے اور وہی شخص اگر کسی ایسی جوان لڑکی سے شادی کر لیتا ہے کہ جس سے شادی کرنا شریعت اسلام میں بھی اللہ نے اس کے لئے جائز قرار دیا ہے تو معاشرہ جوان بیٹی کی موجودگی میں کسی جوان لڑکی سے کسی کی شادی کو معیوب اور حرام سمجھنے لگتا ہے اور عام طور سے کہا جاتا ہے کہ اس شخص کی تو ایک جوان بیٹی اور ایک عدد بیوی پہلے سے موجود ہے۔ لہٰذا یہ شخص نعوذباللہ دھوکہ باز اور فریبی ہے میں معاشرہ کے افراد سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا شریعت اسلام کے مطابق شادی کرنا اور ان عورتوں سے شادی کرنا کہ جن سے نکاح اللہ نے جائز قرار دیا ہے۔ فریب ہے دھوکہ ہے؟ اگر کسی کی بیٹی جوان ہے اور جس لڑکی سے وہ شخص شادی کر رہا ہے وہ بھی جوان ہے تو کیا کہیں قرآن مجید میں یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ اگر کوئی لڑکی تمہاری بیٹی یا تمہاری بہن یا تمہاری ماں کی عمر کی ہو۔ تو اس سے شادی کرنا حرام ہے؟ گزشتہ ابواب میں اللہ کی بیان کردہ وہ مکمل فہرست میں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں کہ اللہ نے ان تمام عورتوں کی تفصیل بتائی ہے کہ ان عورتوں کے علاوہ اے لوگو! باقی سب عورتوں سے تمہارا نکاح کرنا جائز اور مباح ہے۔

لہٰذا خدارا! میرے دانشور دوست اور ابلاغ عامہ کے ذمہ دار اور مسلمان حضرات غور کریں اور ان غیر اسلامی مفروضہ کہانیوں سے گریز کریں کہ جن میں اکلوتی بیوی سے شادی کے بعد دوسری تیسری اور چوتھی شادی کو گناہ تصور کیا جاتا ہے لہٰذا آپ اپنے اشعار اور اپنی تحریروں میں موثر انداز سے چار شادیوں کے اسلامی فلسفہ قدرتی مصلحتوں اور معاشرتی فائدوں کو اجاگر کریں۔ تاکہ مسلمان معاشرہ سے بدکاریوں کا خاتمہ ہو سکے۔ آپ کو یقیناً قدرت کی ان مصلحتوں کا اندازہ ہوگا۔ کہ اگر مسلمان مرد ایک وقت میں چار بیویاں رکھے تو مسلمان معاشرہ میں کوئی ایسی عورت باقی نہیں رہے گی جس کے در جنوں رشتے روز نہ آئیں۔ کوئی عورت پھر کبھی شادی کے انتظار میں بوڑھی نہیں ہوگی اور کوئی مسلمان عورت شادی کئے بغیر نہیں مرے گی اور جب ہر مرد اور عورت کو آسانی سے رشتے

میسر آجائیں گے۔ تو آہستہ آہستہ مسلمان معاشرے سے بدکاریوں کا خاتمہ ہوجائیگا اور ایک صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ وجود میں آئیگا۔

ہم کب تک اس طرح کے غیر اسلامی واقعات سنتے رہیں گے اور خاموش تماشائی بنے رہیں گے؟ کہ مثلاً ایک کہانی میں تھا کہ :۔ والدین غریب ہیں انکی تین بیٹیاں ہیں۔ غربت کے باوجود جہیز دینے کے لئے واجبی چیزیں بھی موجود ہیں۔ لیکن بیٹیوں کے زیادہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی رشتہ نہیں آتا ہے، آخر کار اللہ اللہ کر کے ایک بڑے اچھے لڑکے کا رشتہ آیا جس نے جہیز کا بھی کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ لیکن لڑکے نے صاف طریقے سے یہ کہہ دیا کہ میں کوئی لگی لپٹی بات نہیں رکھنا چاہتا میں آپ کو ایک بات واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری پہلے سے ایک بیوی موجود ہے۔ بس جناب اتنا سننا تھا کہ لڑکی کے والدین نے فوراً غصہ سے لال پیلا ہوتے ہوئے لڑکے کو بے عزتی کر کے گھر سے نکال دیا۔ ایسی کہانیاں کب تک مسلمانوں کو سنا کر پڑھوا کر دکھا کر انہیں غیر اسلامی راستے دکھائے جاتے رہیں گے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا لڑکے نے رشتہ مانگ کر کوئی خلاف شریعت کام کیا؟ جو اسے بے عزتی کر کے گھر سے نکال دیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لڑکی کی کسی شخص کے ساتھ دوسری تیسری چوتھی شادی کو مسلمانوں نے آخر اپنے اوپر کیوں حرام کرلیا؟ ایسے والدین خدا کے غضب سے ڈریں۔ اس لڑکے کے ساتھ لڑکی کے والدین نے جو بد تمیزی کی اس کی یقیناً روز حشر باز پرس ہوگی۔ ظاہر ہے اگر کسی اور وجہ سے اس لڑکے کا رشتہ پسند نہیں تھا تو دیگر بات تھی۔ لیکن پہلی بیوی کی موجودگی کو گالی سمجھنا اس مسلمان معاشرہ کیلئے بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔ خدا ہمیں ہدایت کرے۔

بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے مسلمان معاشرہ میں وہ شوہر بھی دوسری شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ جن کی اپنی اکلوتی بیوی سے، بیوی کی بعض قدرتی وجوہ کی بنا پر اولاد نہیں ہوتی۔ کم از کم ان شوہروں کو تو فوراً دوسری تیسری چوتھی شادی کرنی چاہیے۔ اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ نے ان کے نصیب میں کسی دوسری بیوی سے اولاد رکھی ہو۔ اسلئے کہ اگر چار شادیاں کرلیں اور پھر بھی اولاد سے محروم رہے تو یہ اللہ کی مرضی اور تقدیر کی بات ہے۔ لیکن اگر ایک یا دو بیویوں سے اولاد نہ ہو۔ تو پھر اس بات کو قسمت اور تقدیر کا نام نہیں دیا جاسکتا اسلئے کہ ہوسکتا اللہ نے دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی سے اولاد نصیب میں لکھی ہو۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایسے لوگ اللہ سے اولاد کی دعا بھی مانگتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ نے انسان کو پوری کوشش کرنے اور ہر طریقے سے اتمام حجت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر انسان اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کوشش نہ کرے اور صرف دعائیں مانگتا رہے تو یہ تو ایسی بات ہے کہ جیسے آدمی روزگار تلاش نہ کرے اور گھر میں بیٹھا بیٹھا بغیر

کسی وسیلے کے اللہ سے رزق کی دعائیں مانگتا رہے۔

ایسے ایسے عجیب واقعات نظر سے گزرتے ہیں کہ سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ میں طوالت کے خوف سے زیادہ واقعات پیش نہیں کرنا چاہتا۔ صرف ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ایک جاننے والے صاحب کی بیگم نے شکایت کی کہ میرے شوہر بھٹک گئے ہیں اور ایک خاتون (کنواری) کے ساتھ اکثر پھرتے رہتے ہیں رات کو دیر سے گھر آتے ہیں۔ جب کسی عالم کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو انہوں نے بے ساختہ اسلامی مشورہ دیا (تاکہ ان صاحبہ کے شوہر اور دفتر کی وہ خاتون بدکاری سے بچ سکیں) کہ آپ اپنے شوہر کو مشورہ دیں کہ وہ ان خاتون سے بھی نکاح کرلیں۔ شکایت کرنے والی خاتون نے اس اسلامی مشورہ کے بعد عالم دین سے جو سلوک کیا اس کا کیا تذکرہ کیا جائے؟ ان عالم دین کو محترمہ نے گالیوں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ تم میرا گھر تباہ کرنا چاہتے ہو؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسلامی احکامات پر عمل کرنے سے کسی کا گھر تباہ ہوسکتا ہے۔؟ یقیناً اسلامی احکامات پر عمل کرنے سے کسی کا گھر تباہ نہیں ہوتا بلکہ چار گھر بستے ہیں اور اسطرح ایک مسلمان مرد اور عورت کو گناہ اور بدکاری سے بچاکر انسان آخرت میں بھی ثواب کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس واقعہ کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مذکورہ صاحب اس کنواری خاتون کے ساتھ اکثر غائب رہتے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب اسلام نے ایک جائز طریقہ بتادیا ہے اور نکاح کے عمل کو سنت قرار دیا ہے تو پھر یہ مسلمان بیویاں اپنے شوہر کو دوسری شادیاں کیوں نہیں کرنے دیتیں اور اس سے زیادہ تعجب انگیز پہلو یہ ہے کہ ایک بیوی کے شوہر، عملاً زنا کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے جائز راستے یعنی سنت رسول اور نکاح کو اختیار نہیں کرتے نہ جانے ہم کن کن غیر مسلموں کا اثر قبول کرتے رہیں گے۔ اللہ ہمیں ہدایت عطا کرے۔ (آمین)

سوکن کا وجود اسلام میں جائز ہے۔

قرآنی آیات، احادیث رسولؐ، سنت رسولؐ سنت انبیاء کرامؑ، اور سنت خلفاء راشدینؓ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سوکن کا وجود گالی نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے۔ للٰہذا سوکن کے لفظ کو براہ کرم گالی نہ سمجھیں اور ان مسلمان لڑکیوں پر بھی رحم کریں اور انہیں جینے کا حق دیں کہ جن کو مرتے دم تک اپنا اصل گھر یعنی اپنے شوہر کا گھر نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اسلام میں کسی لڑکی کا عارضی گھر والدین کا گھر ہوتا ہے اور اس کا اصلی گھر اس کے شوہر کا گھر ہوتا ہے۔ تو اس مسلمان معاشرے میں وہ لوگ کتنے ظالم ہیں جو مسلمان لڑکی کو اپنے اصل دنیاوی گھر سے محروم کردیتے ہیں۔ خدا ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائیے۔ (آمین)

علماء کرام سے مودبانہ درخواست

ملت مسلمہ کے تمام فرقوں میں یہ نکتہ متفقہ اور غیر متنازعہ ہے۔ اور اس مسئلہ پر کسی فرقے کا دوسرے مسلمان فرقے سے ذرہ برابر اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا میں ملت مسلمہ کے تمام علماء کرام سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم اس مسئلہ پر بھرپور توجہ فرمائیں اسلئے کہ اللہ کے ان احکامات پر عمل کرنے کی آج کے دور میں بڑی ضرورت ہے اور اگر اس جائز حکم اسلام پر آج کے دور میں عمل نہ کیا گیا اور مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی نصیحت نہ کی گئی تو خدانخواستہ یہ مسلمان معاشرہ آہستہ آہستہ اس مغرب زدہ معاشرہ کی صورت نہ اختیار کرلے کہ جن کے ہاں زنا کو اب عیب بھی نہیں سمجھا جاتا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسلمان مردوں کو ان کے حق سے کیوں محروم کردیا گیا ہے۔ اور مسلمان عورتوں پر یہ ظلم کیوں ہورہا ہے؟ کہ انہیں رشتے نہیں ملتے؟ آخر مسلمان خواتین پر یہ ظلم کب تک روا رکھا جائیگا۔ مجھے یقین ہے کہ علماء کرام اس متفقہ نکتہ کی جانب اور اس اہم اسلامی مسئلہ کی جانب مسلمان مردوں اور عورتوں کو ترغیب دلائیں گے اور چار شادیوں جیسے متفقہ اسلامی مسئلہ کیلئے تمام علماء کرام آواز حق بلند کریں گے۔

شادی شدہ مسلمان خواتین سے پر خلوص گزارش

شادی شدہ مسلمان خواتین سے درخواست کروں گا کہ خدارا! سوچئے۔ !اور اسلامی احکامات کی افادیت کو سمجھئے اور اپنی مسلمان بہنوں پر ظلم نہ کیجئے آپ اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ آپ کو شوہر میسر آگیا اور اللہ کے فضل و کرم سے بحسن و خوبی آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔ لہٰذا اب آپ کا فریضہ ہے اگر آپ معاشرہ کو بدکاریوں سے بچانے کا عزم رکھتی ہیں۔ اور مسلمان معاشرہ کو پاکیزہ معاشرہ بنانا چاہتی ہیں تو اپنے شوہروں کو مجبور کریں اور انہیں دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی ترغیب دیں۔ بلکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ آپ خود اپنے شوہر کے لئے دوسری، تیسری اور چوتھی بیوی کے رشتے تلاش کریں جیسا کہ بعض مسلم ممالک میں الحمد اللہ پہلی بیوی یہ فریضہ حسن و خوبی سے انجام دیتی ہے آپ یقین کریں کہ دوسری بیوی آپ کے حقوق کو غصب کرنے والی بیوی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے اس کے نصیب کا رزق اور آسائشیں اسے مہیا کی ہیں اور آپ کے نصیب کی آسائشیں اور رزق اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ دنیا میں کوئی کسی دوسرے کے نصیب کا نہیں کھاتا۔ بلکہ مل جل کر اتحاد و اتفاق سے ایک دسترخوان پر کھانے سے اللہ برکت میں اضافہ فرماتا ہے۔ لہٰذا آپ خود اپنے شوہروں کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی ترغیب دے کر کنواری لڑکیوں

کے حقوق ادا کریں اور سنت موکدہ پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار دیں۔ اللہ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے آمین۔

مطلقہ، بیوہ اور غیر شادی شدہ مسلمان خواتین سے ہمدردانہ درخواست

میں مطلقہ، بیوہ، اور غیر شادی شدہ مسلمان خواتین سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ آگے بڑھیں اور شادی شدہ مسلمان مردوں اور شادی شدہ مسلمان عورتوں کو ترغیب دیں کہ مسلمان مرد چار شادیاں کریں۔ تاکہ غیر شادی شدہ خواتین کو ان کا اسلامی حق میسر آسکے۔ آپ یقین کریں کہ ملت مسلمہ کے تمام علماء کرام متفقہ طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔ اس لئے کہ علماء کرام اپنی جانب سے کسی مسئلہ کا اختراع نہیں کرسکتے۔ بلکہ وہی مسائل بتاتے ہیں جو قرآن مجید نے محکم آیات میں بیان فرمائے ہیں اور جو مسائل رسول اکرمؐ نے بیان فرمائے ہیں اور اللہ اور رسول نے واضح طور پر فرما دیا کہ مسلمان مرد کے لئے چار شادیاں کرنی جائز ہیں۔ اب اگر ہم ایک بیوی کے علاوہ دوسری شادیاں کو اپنے اوپر حرام کرلیں گے تو اس سے معاشرتی طور پر ہمارا نقصان ہوگا۔ بہرحال اگر غیر شادی شدہ خواتین ہمت اور جرات کا مظاہرہ کریں۔ تو مسلمان معاشرہ کے غاصب افراد سے اپنا حق حاصل کرسکتی ہیں خدا سے دعا ہے کہ اللہ غیر شادی شدہ خواتین کو اس جرات کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

مسلمان مردوں سے اپیل

اب میں ملت مسلمہ کے تمام مردوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس غیر اسلامی معاشرہ کو بدلنے کی کوشش کریں اور اس کام کے لئے اپنی ساری توانائیوں کو صرف کردیں اور سب سے پہلے اس برائی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ جو آپ کے ذاتی عمل سے دور ہوسکتی ہے آپ یہ نہ سوچیں کہ آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا کیا ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ بچے اور اولاد آپ ہی کی ہے اور شریعت اسلام کے احکامات کے مطابق آپ سے کوئی بھی ان بچوں کو نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا اپنی اکلوتی بیوی کی رضامندی، محبت اور دلجوئی کی خاطر دوسری عورتوں کے حقوق غصب نہ کریں اور دیگر مسلمان خواتین پر ظلم کے مرتکب نہ ہوں آپ اپنا حق استعمال کریں اور اس طرح اپنا حق مسلمان معاشرہ سے حاصل کریں اگر آپ دوسری تیسری اور چوتھی شادی کرلیں گے تو ان ازواج سے بھی اللہ آپ کو اولاد عطا کرے گا اور وہ بچے بھی آپ ہی کے ہونگے یقیناً اللہ آپ کو صاحب اولاد رکھے گا۔ یہی اللہ کا قائم کردہ نظام کائنات ہے۔

اللہ ظالموں کا ساتھ نہیں دیتا بلکہ قرآن میں ظالموں پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اللہ مظلوموں کا حامی اور مددگار ہے اگر مظلوم انسان اللہ کو دل کی گہرائیوں سے مدد کے لئے پکارے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اللہ مظلوموں کی مدد نہ فرمائے۔ لہٰذا آپ اللہ کو صدق دل اور خلوص نیت سے مدد کے لئے پکاریں اور اپنا اسلامی حق حاصل کرنے کے لئے ہمت و جرات کا مظاہرہ کریں۔ تو اس مسلمان معاشرہ میں اسلامی انقلاب آسکتا ہے۔ خدا سب کو توفیق عطا کرے۔ کہ وہ اپنا اپنا فریضہ صحیح اور مثبت انداز میں پیش کریں تاکہ دوسروں کو ان کے حقوق میسر آسکیں۔

"سولھواں باب"

"عائلی قوانین کھلم کھلا شریعت اسلام کے خلاف ہیں۔ لہٰذا انہیں منسوخ کیا جائے"

پاکستان کے عائلی قوانین آرڈیننس جو ۱۹۶۱ء جاری ہوا تھا۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء سے پاکستان میں نافذ العمل ہے۔ اس نافذ شدہ آرڈیننس میں کھلم کھلا شریعت اسلام کے خلاف قوانین بنائے گئے ہیں۔ اور اسلامی شریعت سے متضاد ایسے ضابطے بنائے گئے ہیں کہ جن ضابطوں کے خلاف قرآن مجید کی محکم اور واضح آیات احکام موجود ہیں۔ اور حیرت اس بات پر ہے کہ پاکستان کے مسلمان مردوں میں سے آج تک کسی نے ان ضابطوں اور قوانین پر باقاعدہ احتجاج نہیں کیا۔ حالانکہ ان ضابطوں میں مسلمان مردوں کے حقوق کو ظالمانہ طریقے سے غصب کیا گیا ہے۔ اور اللہ نے مسلمان مردوں کو اسلام میں جو حقوق دیئے ہیں۔ مسلمان مملکت میں مردوں کو ان حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس امر پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اگرچہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اور مسلسل یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ یہاں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے گا۔ جو نظام قرآن مجید کی صورت میں الحمد للہ ایک مکمل ضابطہ حیات کی شکل میں موجود بھی ہے۔ اور انسان کی دنیاوی زندگی ہی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کئے ہوئے ہے بلکہ جس میں انسان کے لئے آخرت میں فلاح اور نجات کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن افسوس آج کا مسلمان مغرب زدہ لوگوں کے ورغلانے میں آکر شریعت اسلام کو مسنخ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ قرآن مجید میں جب صاف صاف طریقے سے اللہ نے احکامات بیان کر دیئے ہیں۔ تو پھر قرآن کے خلاف ضابطے بنانے کی کیا

ضرورت ہے؟ اس عائلی قوانین کے آرڈیننس کو نافذ کرنے کی وجوہات میں ایک تو ذاتی منفعت شامل تھی کہ اس دور کے کچھ مخصوص لوگ اپنی بیٹیوں کے غیر اسلامی طور پر تحفظ کے خواہاں تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ پاکستان کے چند مغرب زدہ لوگوں کو غیر اسلامی حقوق دے کر خوش کر دیا جائے۔ حالانکہ اللہ کی جانب سے حلال کردہ اور جائز چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لینے میں یا حکومت کی طرف سے حرام کر دینے میں دینی اعتبار سے اور دنیاوی اعتبار سے نقصان ہی نقصان ہے۔ اور یقیناً اس آرڈیننس کو نافذ کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے گناہ عظیم بھی ہے۔ اس لئے کہ یہ آرڈیننس شریعت اسلام میں تحریف کے مترادف ہے۔ یعنی جس طرح کچھ لوگوں نے سابقہ الہامی کتابوں میں تحریف اور ترمیم اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کی۔ اسی طرح اس آرڈیننس کے نفاذ کے ذریعے، الہامی کتاب قرآن مجید میں تو کوئی تحریف نہ کر سکا۔ اس لئے کہ قرآن کی حفاظت کی قیامت تک کے لئے اللہ نے خود ذمہ داری لی ہے۔ ہاں البتہ اس آرڈیننس کے ذریعے احکامات اسلام میں مفاد پرست لوگوں نے ضرور تحریف کر ڈالی۔

لہٰذا تمام مسلمان مردوں کا فریضہ ہے۔ اور خاص طور سے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کا فریضہ ہے۔ کہ متحد ہو کر اس آرڈیننس کے خلاف آواز بلند کریں اور اس آرڈیننس کو منسوخ کرا کے، قرآنی آیات احکام کو نافذ کروائیں۔ اس لئے کہ اس آرڈیننس میں مردوں کو ان کے اسلامی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس آرڈیننس کی تمام دفعات پر تفصیلی بحث کی تو یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان دو اہم نکات پر یہاں روشنی ڈالی جائے گی۔ کہ جو نکات ہمارے موضوع سے متعلق ہیں۔

نمبر ۱۔ عائلی قوانین میں مسلمان مرد کو چار شادیوں سے محروم کرنے کے لئے غیر شرعی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

گزشتہ ابواب میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ اور اس مسئلہ پر ملت مسلمہ کے تمام فرقے متفق ہیں۔ کسی اسلامی فقہ کے امام یا پیروکار نے اس سے اختلاف نہیں کیا ہے۔

لیکن اس سلسلے میں مسلم فیملی لاز آرڈیننس ۱۹۶۱ء دفعہ ۶ (۱) نے اس ملت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے فقہوں کے متفقہ مسئلہ کی شکل اس طرح بگاڑ دی۔ کہ آرڈیننس کی اس مذکورہ دفعہ میں یہ قانون خود ساختہ طور پر بنا کر پیش کیا گیا کہ۔

کہ اگرچہ ایک مسلمان مرد کو ایک وقت میں شریعت اسلام کے احکامات کے تحت چار شادیوں

کی اجازت ہے۔ اور ان چار شادیوں کے لئے شوہر کو اسلامی شریعت کے تحت پہلی بیوی سے اجازت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ لیکن دفعہ ۶ (۱) کے تحت ہر وہ شوہر جو ایک عدد بیوی رکھتا ہے۔ اسے پابند کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان شوہر اس وقت تک ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ شادی شدہ شوہر ثالثی کونسل کے ذریعے اپنی پہلی بیوی سے اس دوسری شادی کی باقاعدہ تحریری اجازت حاصل نہ کر لے۔ مسلمان شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی تحریری اجازت حاصل کرنے کے بعد چیئرمین کو درخواست دے اور اس درخواست میں دوسری شادی کرنے کی مناسب اور معقول وجہ بتائے اس کے بعد اگر مناسب سمجھا جائے گا تو مسلمان شوہر کو پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کی اجازت دی جائے گی۔ اور کلکٹر اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ جاری کرے گا۔ اور اگر مسلمان شوہر اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرے گا۔ تو اس دفعہ ۶ (۱) کے تحت اس مسلمان شوہر کو ایک سال قید محض یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ذرا غور فرمایئے اس دفعہ ۶ (۱) میں مسلمان مرد پر کتنا بڑا ظلم کیا گیا ہے اور اسے اس کے اسلامی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مسلمان شوہر کو اپنی اکلوتی بیوی کا اس اعتبار سے محکوم اور ماتحت قرار دیا گیا ہے۔ کہ مسلمان شوہر بیوی سے اجازت نامہ حاصل کرے۔ حالانکہ اجازت حاکم سے لی جاتی ہے ع جنون کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنون۔

یعنی شریعت اسلام نے جس مسلمان شوہر کو اپنی بیوی کا حاکم قرار دیا ہے اور جس شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی اور شریعت اسلام کے مطابق جو مسلمان بیوی اپنے شوہر کی محکوم اور ماتحت ہے۔ اور جس بیوی کو قدم قدم پر اپنے شوہر سے ہر مباح اور جائز کام میں اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ اس مسلمان شوہر کو اس آرڈیننس کے ذریعے اپنی بیوی کا محکوم اور ماتحت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ یہ آرڈیننس شریعت اسلام کے سراسر خلاف ہے اور بدنیتی پر مبنی ہے اور اس پر عمل کرنے میں اور عمل کروانے میں شریعت اسلام کے تحت گناہ عظیم ہے۔ اور بیوی سے اجازت لینے کا یہ عمل حرام ہے۔

اگر بات صرف اتنی ہوتی کہ شادی کی رجسٹریشن کرائی جائے اور اس کے لئے حکومت کی طرف سے کچھ ضابطے مقرر کر دیئے جاتے۔ جیسا کہ آج کے دور میں چار فارم نکاح اسی کا ایک حصہ ہیں۔ تاکہ ریکارڈ رہے اور بوقت ضرورت کام آئے تو یقیناً اس رجسٹریشن میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور یہ بات جائز تھی۔ اس لئے کہ کسی مسلمان کے نکاح کو ریکارڈ میں رکھنے کی اللہ نے ممانعت نہیں فرمائی۔ اور ظاہر ہے جن کاموں سے اللہ نے منع نہ کیا ہو۔ مثلاً جہاز، بس وغیرہ میں سفر کرنا، وہ امور

شریعت اسلام میں جائز اور مباح ہیں۔ لیکن جن معاملات میں اللہ نے واضح طریقے سے قرآن کی محکم آیات میں فرمادیا ہے کہ ہر مسلمان مرد کے لئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنی جائز اور مباح ہیں۔ اور مسلمان بیوی کے لئے فرمادیا گیا ہو۔ کہ بیوی تمہاری محکوم ہے۔ اور مسلمان شوہر اپنی بیوی کا حاکم ہے۔ تو پھر دوسری شادی تیسری شادی اور چوتھی شادی کے لئے اپنی اکلوتی بیوی سے اجازت لیناناجائز اور حرام فعل ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ غیرت مردانگی کی بھی توہین ہے۔

دراصل آرڈیننس کی اس شق ٦(١) کے ذریعے، مغرب زدہ، اور نام نہاد ماڈرن فیشن ایبل مسلمان عورتوں کی خوشنودی کی خاطر، مسلمان مردوں کو ایک سے زائد شادیوں سے روکنا مقصود ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! کہ آرڈیننس نافذ کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اس پابندی کی وجہ سے مسلمان مرد جائز راستوں کو چھوڑ کر زنا جیسے گناہ کبیرہ کی طرف مائل ہونگے اور اس طرح بدقسمتی سے مسلمان معاشرہ گندگیوں، بدکاریوں اور خرابیوں کی آماجگاہ بن جائیگا۔

دراصل کچھ مغرب زدہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان معاشرہ بدکاریوں اور غلاظتوں کا مجموعہ بن جائے۔ اور اس طرح اسلام کے دشمن اپنی سازش میں کامیاب ہوجائیں۔ بہرحال شریعت اسلام کے احکامات کے مطابق مسلمان مرد کے لئے دوسری تیسری اور چوتھی شادی کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان مرد شریعت اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایک وقت میں چار بیویاں رکھے۔

حیرت کی بات ہے کہ کسی مذہب کے پیروکاروں کے عقائد اور احکامات میں مداخلت نہ کرنا، کسی بھی مملکت کے آئین کی بنیادی شقوں میں سے ایک اہم ترین شق ہوتی ہے تو پھر کیا کسی مسلم مملکت کو یہ زیب دیتا ہے کہ مسلمانوں ہی کو ان کے مذہبی حقوق سے محروم کردیا جائے۔ اور مسلمانوں ہی کو ان کے اپنے مذہبی عقائد اور احکام پر عمل کرنے کا اختیار نہ دیا جائے؟

حیرت ہے کہ مسلمان مردوں نے بھی اپنے مذہبی حقوق حاصل کرنے کے لئے کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ حالانکہ اپنا مذہبی اور معاشرتی حق حاصل کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔

لہٰذا مسلمان مرد براہ کرم اس ظلم کے خلاف احتجاج کریں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ جب تک کوئی شخص ظلم کے خلاف اجتماعی طور پر باقاعدہ آواز نہیں اٹھاتا ہے اس وقت تک اس کو اس کا حق نہیں ملتا ہے۔ اور خاص طور سے علماء کرام اس سلسلے میں مردوں کے اس اسلامی حق کی جانب لوگوں کی توجہ مبذول کرائیں۔ تاکہ اتمام حجت ہوسکے۔ ورنہ یقیناً علماء کرام سے حشر کے دن پوچھ گچھ کی جائے گی کہ تم نے اپنا اسلامی فریضہ کیوں ادا نہیں کیا۔ اللہ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت دے اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔ آمین۔

نمبر ۲۔ عائلی قوانین میں وراثت کا مسئلہ

عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء میں دوسرا مسئلہ جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے وہ مسئلہ وراثت کا ہے اللہ کے بتائے ہوئے نظام وراثت کی ان عائلی قوانین میں دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ ذیل میں تلخیص پیش خدمت ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈیننس دفعہ نمبر ۴ میں ہے کہ اگر وراثت کے اجراء سے پہلے کسی شخص کے بیٹے یا بیٹی کا انتقال ہوجائے تو اس انتقال کرنے والے بیٹی یا بیٹے کی اولاد کو وہی حصہ میراث میں سے ملے گا جو حصہ اس انتقال کرنے والے بیٹے یا بیٹی کو زندہ ہونے کی صورت میں ملتا۔

حالانکہ شریعت اسلام کے مطابق وراثت کی یہ تقسیم غلط ہے۔ اس آرڈیننس نمبر ۴ میں قائم مقامی کے اصول کو اپنایا گیا ہے۔ حالانکہ اہل سنت میں قائم مقامی کے اصول کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ اور شیعہ فقہ میں جزا کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون وراثت میں یتیم پوتے اور پوتیوں کو حصہ میراث نہیں ملتا اور بیٹا متروکہ اشیاء کا وارث قرار پائے گا۔ اگر انتقال کرنے والے کا بیٹا زندہ ہے۔ لیکن عائلی قوانین کے آرڈیننس دفعہ ۴ کے تحت بیٹے اور بیٹیوں کے زندہ ہونے کے باوجود دور کے سببی رشتہ دار کو وراثت کا حقدار تسلیم کیا گیا ہے۔ جو شریعت اسلام کے احکام وراثت کے سراسر خلاف ہے۔

اسی طرح اگر والد کی زندگی میں اس کی بیٹی انتقال کر جائے۔ تو اسلامی شریعت کے مسائل میراث کے مطابق اس انتقال کرنے والی بیٹی کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر مورث کے بیٹے یا بیٹی زندہ ہیں۔

لیکن عائلی قوانین کے آرڈیننس کے تحت نواسے اور نواسیاں بھی اس حصہ میراث کی حقدار ہونگی۔ جس حصہ کی حقدار ان کی ماں ہوتی اگر وہ زندہ ہوتی۔

شیعہ فقہ کے مسائل میراث کے مطابق بیٹے او بیٹیوں کی زندگی میں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں میراث میں حصہ لینے کے حقدار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ فقہ جعفریہ میں ایک درجہ قریب کا وارث اپنے سے دور کے وارث کو وراثت سے محروم کرنے کا سبب قرار دیتا ہے لیکن عائلی قوانین کی دفعہ (۴) کے تحت سب وارث قرار پائیں گے۔

بہرحال یہ بات طے ہوگئی کہ عائلی قوانین میں وراثت کے مسئلہ میں تمام اسلامی فقہوں کے خلاف فیصلے کیے گئے ہیں۔ تو یہ فیصلے اسلام کے قوانین میراث ہی کے خلاف نہیں۔ بلکہ چونکہ اللہ نے میراث کے مسائل قرآن میں احکام کی صورت میں عطا کردیئے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ عائلی

اور ظاہر ہے جو شخص
قوانین کا مسئلہ وراثت بھی اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے خلاف ہیں۔
اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے خلاف ہو اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔ دعا ہے خدا
اسے ہدایت کی توفیق عطا کرے۔
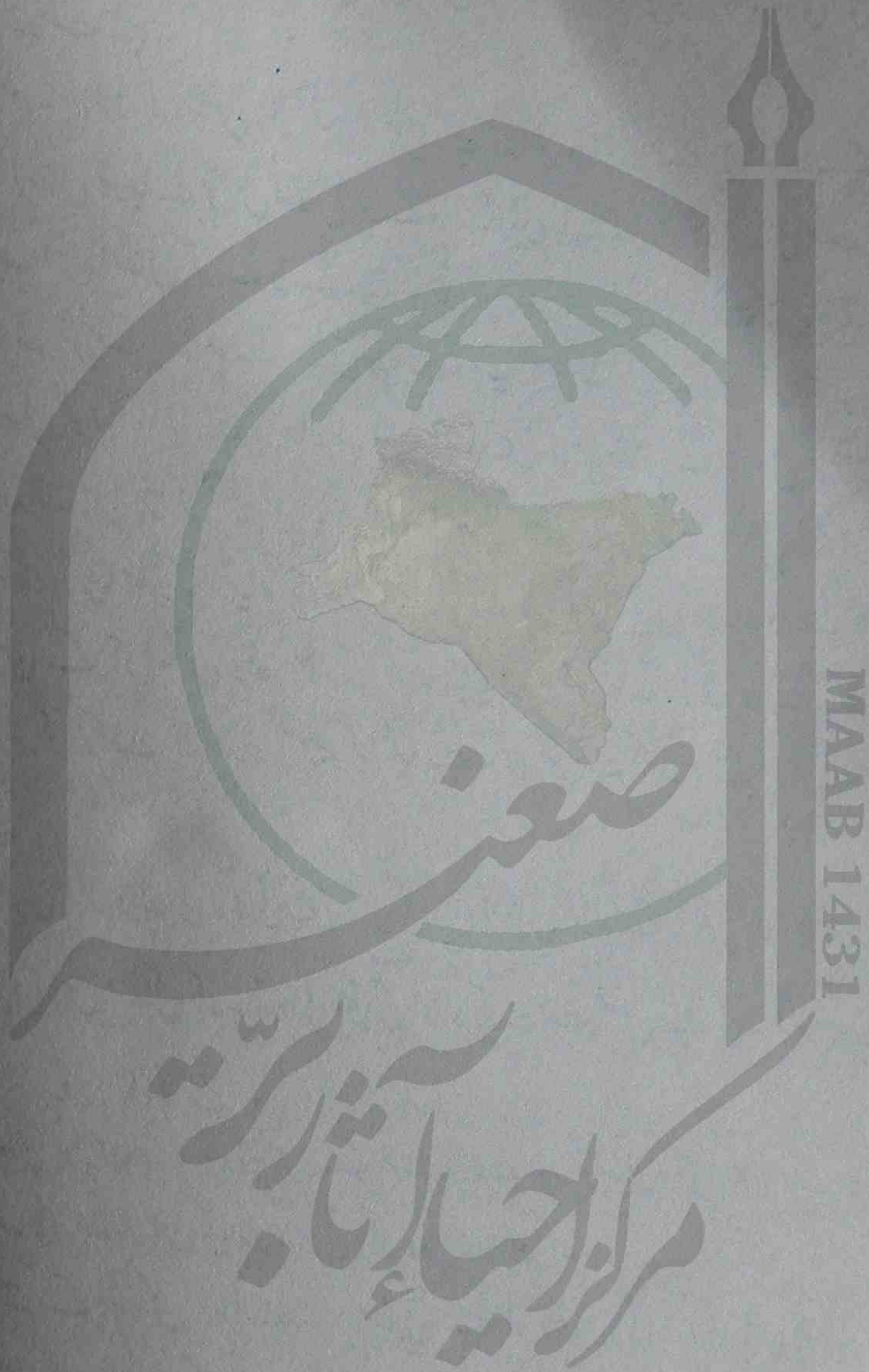
"سترھواں باب"

"اللہ نے مسلمان شوہر پر (نان و نفقہ) بیویوں کے لئے کھانا اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کرنا فرض قرار دیا ہے۔

مسلمان بیویوں کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ کھانا پکا کر شوہر کو پیش کریں

اللہ نے قرآن مجید کے سورۃ بقرہ۔ ۲ سورۃ۔ ۲۳۳ آیت میں ارشاد فرمایا۔

والوالدات یرضعن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔ اور بچے کے باپ کا یہ فریضہ ہے کہ ان بچوں کی ماؤں (یعنی اپنی بیویوں) کا کھانا اور لباس اس طریقے سے انہیں دے جو حیثیت ان کی معاشرہ میں معروف ہے اور کسی شخص کو اس کی حیثیت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ اور کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے۔ اور نہ کسی بچے کے باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دی جائے۔ اور باپ کے وارث کی

----------- پس اگر دونوں ماں

----------- ذمہ داریاں بھی یہی ہیں۔ پس اگر دونوں ماں

----------- باپ آپس کی مرضی سے دودھ چھڑانا چاہیں تو

----------- دونوں پر اس سلسلے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور

----------- اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو۔

----------- تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جب کہ تم وہ اجرت

----------- جو تم طے کرو اس کے حوالے کر دو معروف

----------- طریقے سے۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ

----------- بیشک اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے

واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر ہو۔

قسم کا کفارہ بتاتے ہوئے اللہ ارشاد فرمارہا ہے کہ۔

سورۃ مائدہ۔ ۵ سورۃ۔ ۸۹ آیت۔

فکفارتہ ----------- ترجمہ۔ تم دس مسکینوں کو ایسا اوسط درجہ کا کھانا

----------- کھلانا جیسا تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو۔ یا

----------- او کسوتھم ان کو کپڑے پہنانا۔

اس آیت میں اللہ نے یہ بتایا ہے کہ شوہر پر فرض ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو لباس، کھانا اور دیگر ضروریات زندگی اپنی معاشی حیثیت اور استطاعت کے مطابق فراہم کرے۔

سورۃ طلاق۔ ۶۵ سورۃ۔ ۶ آیت۔

اسکنوھن من حیث ----------- ترجمہ۔ تم ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنی حیثیت

----------- کے مطابق وہاں جگہ دو جہاں تم رہتے ہو۔ اور

----------- تم انہیں تکلیف نہ دو اس غرض سے کہ تم ان پر

----------- تنگی کرو۔ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر

----------- خرچ کرو۔ تا اینکہ وہ اپنا حمل وضع کرلیں پس

----------- اگر انہوں نے تمہارے بچے کی رضاعت کی دودھ

----------- پلایا تو تم انہیں اس کی اجرت دے دو۔ اور

----------- آپس میں حسن سلوک سے معاملہ کرو اور اگر تم

----------- نے ایک دوسرے پر تنگی محسوس کی تو اس کو کوئی

----------- دوسری عورت دودھ پلا دے گی۔ اور جے اللہ

----------- نے وسیع رزق دیا ہے اسے چاہئے اپنی وسعت

- سیجعل اللہ بعد عسرا یسرا

کے مطابق خرچ کرے اور جس پر رزق تنگ کر دیا گیا ہے پس اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرے اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر اتنی ہی جتنا اس نے اسے دیا۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا۔

اگرچہ اس آیت میں اللہ نے شوہر کو مطلقہ عورت کے بارے میں حکم دیا ہے کہ وہ شوہر مطلقہ عورت کے ساتھ اس کی عدت کے دوران اس طرح کا سلوک کرے یعنی جس طرح بیوی کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ کہ بیوی اگر دودھ پلانے کی اجرت طلب کرے تو شوہر بیوی کو دودھ پلانے کی اجرت دینے کا ذمہ دار ہے یعنی اسی طرح مطلقہ عورت کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

تو یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ مسلمان شوہر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کے لئے مکان پہننے کے لئے لباس اور تمام ضروریات زندگی کے لئے معروف طریقے سے خرچہ دے۔

مذکورہ بالا آیات کے حوالے سے مختلف مسلمان مکاتب فکر کی تفسیروں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ شوہر بیوی کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اور اگر بیوی اپنی خوشی سے اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو بیشک پلائے۔ رسول اکرم کا فرمان ہے کہ بچہ کے لئے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی اور دودھ نہیں ہے۔ اسی طرح یہ حکم بھی موجود ہے۔ کہ بچہ کو دو سال سے کم دودھ پلانا بچہ پر ظلم ہے۔ اگر ماں مطلقہ ہے۔ تو باپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دو سال سے پہلے بچہ کو ماں سے چھین لے۔ اور اگر ماں چاہے تو بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت اپنے شوہر سے اسکی استطاعت کے مطابق اور اپنی معاشرتی حیثیت کے مطابق طلب کر سکتی ہے۔ جیسی اجرت کا اوسطاً رواج ہو۔ اور اگر باپ اجرت نہ دے تو باپ کو چاہئے کہ کسی دایہ یا کسی اور دودھ پلانے والی عورت کا انتخاب کرے اور اس دودھ پلانے والی عورت کے اخلاق و اوصاف اور اعمال وغیرہ کو دیکھ لے۔ اس لئے کہ دودھ کا اثر بچے میں ضرور آتا ہے اسی لئے فاحشہ مجنون اور فاسقہ عورتوں سے دودھ پلوانے کی ممانعت کی گئی ہے جتنی دودھ پلانے والی عورت باکمال ہوگی ویسا ہی بچوں میں اثر آئے گا۔

حضرت فاطمہؑ جیسی معظمہ خاتون نے جن بچوں کو دودھ پلایا یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ان بچوں میں سے ایک حسنؑ بنے ایک حسینؑ بنے ایک زینبؑ بنیں اور ام کلثومؑ بنیں۔ اسی طرح تاریخی

واقعہ ہے کہ جنگ جمل میں جب تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور جنگ اپنے عروج پر تھی تو حضرت علیؑ نے محمد بن حنفیہؒ کو حکم دیا کہ آگے بڑھو تو انھوں نے حضرت علیؑ سے عرض کیا۔ بابا تیروں کی بوچھاڑ میں کیسے آگے بڑھوں تو حضرت علیؑ نے اپنا ایک ہاتھ محمد بن حنفیہؒ کے سینے پر رکھ کر فرمایا یہ تیری ماں کے دودھ کا اثر ہے۔ اگر تو فاطمہؑ کا بیٹا ہوتا اور اس کا دودھ پیا ہوتا تو ایسا عذر نہ کرتا۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ۔ ماں کا اثر بچوں میں دودھ پلانے کی وجہ سے آتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں بچوں کو دودھ پلانے کے بعد شوہر کے لئے اپنے بچوں کو اپنی مطلقہ بیوی سے حاصل کرنے کا جو حق حاصل ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بچہ ہر طرح سے صرف باپ ہی کے ذریعے معرض وجود میں آیا ہے جیسا کہ گزشتہ ابواب میں تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے کہ باپ کے نطفہ سے ہی بچہ حکم الٰہی سے معرض وجود میں آتا ہے اسی لئے طلاق کی صورت میں اللہ نے بچوں کو باپ کے سپرد اور حوالے کرنے کا حکم دیا ہے۔

بہر حال طلاق کے مسائل کے ذیل میں تمام فقہی کتب میں یہ مسئلہ لکھ دیا گیا ہے کہ ایسی مطلقہ عورت جب تک عدت میں رہے۔ تو اس کے رہنے کے لئے مکان نان و نفقہ لباس وغیرہ دینا اس کے شوہر کی ذمہ داری ہے بالکل اسی طرح کہ جس طرح اپنی بیوی کے لئے خرچہ و نان و نفقہ مکان لباس اور دیگر ضروریات زندگی کی معروف طریقے سے شوہر پر اس کی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ذمہ داری ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ تمام مسلمان مکاتب فکر کے فقہوں میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ مسلمان شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو رہائش کھانا و عام معاشرتی حیثیت کا لباس، معروف خرچہ اور دیگر تمام شرعی ضرورتوں کو اپنی استعداد اور استطاعت کے مطابق پورا کرے۔

یہاں یہ نکتہ خاص طور سے ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ مسئلہ بھی طے شدہ ہے کہ مسلمان شوہر کا یہ فریضہ ہے کہ اپنی بیویوں کو (نان و نفقہ) کھانا وغیرہ فراہم کرے چاہے گھر میں پکا کر دے یا بازار سے خرید کر لائے یا کسی اور جائز طریقے سے حاصل کر کے فراہم کرے مثلاً جس طرح برصغیر کے علاوہ دنیا کے اکثر ممالک میں طریقہ کار ہے کہ کھانا وغیرہ خواتین گھر میں تیار کرنے کے بجائے بازار سے منگواتی ہیں اور عام طور سے دنیا کے کچھ ممالک میں یہ دستور ہے کہ روٹی بھی بازار سے خریدی جاتی ہے اور سالن کبھی گھر میں میاں یا بیوی نے پکا لیا اور کبھی وہ بھی بازار سے خرید لائے۔ مملکت پاکستان کے مسلمان مرد حضرات یہ طریقہ کار پاکستان میں بھی رائج کر سکتے ہیں کہ کھانا وغیرہ بازار سے خرید کر کھانے کا رواج عام کر دیں۔ اس طرح مسلمان بیویوں کو گھر میں کھانا نہیں پکانا پڑے گا۔ اور مسلمان شوہر آسانی سے اپنی بیویوں کو نان و نفقہ یعنی کھانا وغیرہ فراہم کر سکیں گے اور مسلمان بیویاں

ہر وقت گھر میں کھانا پکانے کی مصروفیت سے محفوظ رہ سکیں گی اس لئے کہ مسلمان بیویوں کی شرعاً یہ لازمی ذمہ داری نہیں ہے۔ کہ وہ چولھے جھونکیں۔ اور اپنے شوہر یا بچوں کے لئے کھانا تیار کریں۔ اس لئے کہ شریعت اسلام میں یہ مسلمان شوہر کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو کھانا پکا کر دے یا فراہم کرے۔ لباس خود سی کر دے یا انہیں لباس فراہم کرے یا چاہے تو کسی سے اجرت پر سلوا کر دے۔ یعنی مسلمان بیویوں کا شرعاً یہ فریضہ نہیں ہے کہ اپنے لئے اور اپنے شوہر کے بچوں کے لئے کھانا تیار کریں اور اپنے لئے اور بچوں کے لئے لباس سئیں۔ بلکہ مسلمان شوہر کا یہ فریضہ ہے۔ کہ اپنی بیویوں اوا پنے بچوں کے لئے مناسب رہائش کا انتظام کرے، اور اپنی بیویوں کو معاشرتی اعتبار سے معقول خرچ دے۔ بہرحال شریعت اسلام کی رو سے مسلمان شوہر کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو نان و نفقہ کھانا وغیرہ اور دیگر ضریات زندگی مہیا کرے۔ اور مسلمان بیوی کا فریضہ شوہر کے لئے کھانا وغیرہ پکانا نہیں ہے بلکہ مسلمان بیوی کا فریضہ ہے کہ ہر جائز اور مباح معاملے میں شوہر کی اطاعت کرے۔ اور شوہر کے لئے حقوق زوجیت ادا کرے۔ یعنی مسلمان بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اپنی شرعی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے خاص طور سے ان دو شرعی احکامات کو ملحوظ رکھے نمبر ایک یہ کہ وہ ہر مباح اور جائز معاملے میں اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور دوئم یہ کہ اسکا شوہر جب بھی اس سے حقوق زوجیت ادا کرنے کے لئے کہے وہ کبھی بھی (شرعی عذر کے سوا) انکار نہ کرے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اگر بیوی شوہر کے کہنے کے باوجود حقوق زوجیت ادا نہ کرے۔ تو فرشتے ایسی عورت پر لعنت بھیجنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ فرشتے اس وقت تک اس عورت پر مسلسل لعنت بھیجتے رہتے ہیں کہ جب تک بیوی اپنے شوہر کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے پر تیار نہ ہوجائے۔ تو مسلمان بیوی کا شرعی طور پر بنیادی فریضہ ہے کہ اپنے شوہر کے مطالبہ پر حقوق زوجیت فوراً ادا کرے۔ یہی مسلمان بیوی کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ اس کے علاوہ اپنے شوہر کے بچوں کی پرورش کرنا، کھانا پکانا یا دیگر گھر کے کام کرنا مسلمان بیوی کا لازمی طور پر فریضہ نہیں ہے۔ بلکہ نان و نفقہ وغیرہ مہیا کرنا اور گھر کے تمام دیگر کام مسلمان شوہر کی ذمہ داری ہے اور یہ بات ناقابل تردید ہے کہ مرد عام طور سے عورتوں کی نسبت ہر اعتبار سے طاقت اور قوت میں زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ ابواب میں تفصیل سے تذکرہ کیا جاچکا ہے اس لئے مسلمان مرد عام طور سے تمام کام خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ بات عام مشاہدہ سے بھی ثابت ہے۔ کہ مرد عام طور سے تمام کام خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ بات بھی عام مشاہدہ سے ثابت ہے۔ کہ مرد عام طور سے عورت سے بہتر کھانا پکا سکتا ہے۔ جیسے کہ باورچی صاحبان اگر چاہیں تو عورتوں سے زیادہ بہتر کھانا پکا سکتے ہیں۔ اور یقیناً مرد عام طور سے عورت کی نسبت بہتر کپڑے سی سکتا

ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ٹیلر ماسٹر صاحبان خواتین کی نسبت بہتر کپڑے سیتے ہیں۔ اور اسی طرح دنیا کے تمام کام مرد عورتوں کی نسبت زیادہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں اس لئے کہ مرد عورتوں سے ہر اعتبار سے طاقت اور قوت اور صلاحیتوں میں زیادہ ہوتے ہیں۔

اسی مختصر سی بحث سے واضح ہوا کہ اللہ نے عورت کو شوہر کے لئے خلق کیا ہے۔ اور بیوی کی بنیادی طور پر اللہ کے نزدیک غرض خلقت ہی یہ ہے کہ عورت دنیا میں نسل انسانی کی کثرت کا سبب بنے۔ اسی لئے شریعت اسلام میں سب سے زیادہ بیوی کو جائز امور میں شوہر کی اطاعت کا اور حقوق زوجیت کی ادائیگی کا حکم ہے۔ اسی طرح کائنات کی تمام مخلوقات، حتیٰ کہ حیوانات میں بھی اللہ نے طبقہ اناث کی تخلیق کے پس منظر میں بنیادی طور پر یہی فلسفہ کارفرما رکھا ہے۔ کہ یہ مخلوقات اور طبقہ اناث اپنی اپنی نسل کی کثرت کا سبب قرار پائیں۔ مثلاً شہد کی مکھی کے چھتے میں سارا کام نر مکھیاں کرتی ہیں۔ اور چھتے کے باہر سے پھولوں کا رس چوسنا اور انہیں چھتے میں لانا ان کا شہد بنانا یہ سب نر شہد کی مکھیوں کا کام ہے۔ اور مادہ شہد کی مکھیوں کا کام صرف بچے دینا اور نسل کو آگے بڑھانا ہے۔ اور مادہ شہد کی مکھیوں کا اس کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے۔

لیکن ہمارے معاشرہ میں بالخصوص برصغیر میں مسلمان بیویاں اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کھانا تیار کرتی ہیں۔ ان کے لئے لباس کا اہتمام کرتی ہیں۔ ان کی رہائش گاہ کی صفائی اور آرائش میں مصروف رہتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر کی بیویوں کا یہ عمل اپنے شوہروں کے ساتھ نیک برتاؤ ہے۔ لیکن عجیب افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس نیک برتاؤ کے بدلے میں، محض معمولی گھریلو کام کاج کر کے آج برصغیر کی مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کو دوسری تیسری چوتھی شادی سے روکتی ہیں۔ اور سب کچھ برداشت کرنے کو تیار رہتی ہیں۔ لیکن شوہر کی دوسری تیسری چوتھی شادی کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ اور اس دوسری تیسری چوتھی بیوی کو سوکن کا نام دیتی ہیں۔ اور اس طرح معمولی سے گھریلو کام کر کے شوہر پر احسان بھی جتاتی ہیں۔ اور اس دوسری تیسری چوتھی شادی کے اسلامی حق سے بھی انہیں محروم رکھتی ہیں۔ جب کہ آج کے دور میں مسلمان مرد کے لئے دوسری تیسری چوتھی شادی کرنا اسلامی حق ہی نہیں بلکہ اس دور کی مسلم معاشرہ میں سب سے بڑی اور لازمی ضرورت بھی ہے۔ اس لئے کہ چار شادیوں ہی کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ بدکاریوں سے پاک ہو سکتا ہے۔

لہٰذا آج کے دور کے مسلمان شوہروں کو چاہیئے کہ اپنی بیویوں کو لباس کھانا اور معروف اور جائز ضروریات زندگی فراہم خود کریں۔ اور ایک وقت میں چار بیویاں رکھیں۔

اگر آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو آپ کو اس امر کا بخوبی اندازہ ہو جائیگا۔ کہ اگرچہ

مسلمان بیوی کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ کھانا پکائے گھر کے دوسرے گھریلو کام کرے لیکن اس کے باوجود تاریخ اسلام میں تقریباً تمام نامور، بلند پایہ مقدس اور پاکیزہ خواتین کا یہ کردار رہا ہے کہ شرعی طور پر گھریلو کام کاج کے لازمی طور پر فرض نہ ہونے کے باوجود، انہوں نے ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی کی خاطر تمام گھریلو کام کاج کیئے ہیں۔ اور نہ تو اپنے شوہروں کو گھریلو کام کاج کرنے دیئے ہیں۔ اور نہ ہی اپنے شوہروں کو چار شادیوں سے روکا ہے۔ رسول اکرمؐ کے دور میں خلفاء راشدینؓ کے عہد میں، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اور تابعین کے دور میں سب مسلمان مرد ایک وقت میں اکثر چار شادیاں کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود ان کی بیویاں اپنے شوہروں یعنی اپنے مجازی خداؤں کی خوشنودی اور رضا اور محبت کی خاطر کھانا پکانا، سینا پرونا، اور تمام گھریلو کاموں میں مصروف رہتی تھیں۔ وہ خواتین اپنے شوہروں سے محبت کا صرف دعوئی ہی نہیں کرتی تھیں۔ بلکہ اپنے اس عمل کے ذریعے اپنی حقیقی محبت کو ثابت کر کے دکھاتی تھیں۔ ایسی عظیم خواتین کے بلند کردار ہمیشہ تاریخ میں یاد رکھے جائیں گے۔ اور قیامت تک آنے والی مسلمان خواتین کو پکار پکار کر اپنے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ اس لئے کہ وہ بلند مرتبہ خواتین اپنے شوہر کو اپنا حاکم اور خود اپنے آپ کو شوہر کا محکوم سمجھتی تھیں۔ اس لئے کہ یہی شریعت اسلام کا عورتوں کے لئے فیصلہ ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں کو اپنا حاکم سمجھیں۔ لہٰذا آج کے دور کی مسلمان خواتین کو بھی چاہیئے۔ کہ امہات المومنین یعنی ازواج رسولؐ ، ازواج خلفاء راشدینؓ و ازواج صحابہ کرامؓ کی سنت مبارکہ پر عمل کریں۔ اور ان بلند مرتبہ اور مقدس بی بیوں کے نقش قدم پر چلیں کہ جن خواتین نے اپنے شوہروں کو ہمیشہ اپنا مجازی خدا سمجھا۔ اور اپنے شوہروں کے ساتھ حسن سلوک کے رویہ کے طور پر گھر کے سارے کام کاج کیئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہی اپنے شوہروں کو چار شادیوں سے نہ روک کر ان کے اس اسلامی حق کو بھی غصب نہیں کیا۔

لہٰذا آج بھی مسلمان بیویوں کو چاہیئے کہ سنت ازواج رسولؐ اور ازواج صحابہ کرامؓ پر عمل کرتے ہوئے اپنے شوہروں کے ساتھ حسن سلوک کے طور پر گھریلو کام کاج کر کے ثواب بھی حاصل کریں۔ اور اپنے اپنے شوہروں کو چار شادیوں کی تلقین بھی کریں۔

اور مسلمان شوہروں کو بھی اس دور کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے شریعت اسلام کے جائز کردہ چار شادیوں کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اللہ نے مردوں کی قوت، طاقت اور فطرت کو مد نظر رکھ کر ہی قرآن میں مسلمان شوہر کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔

"اٹھارواں باب"

شریعت اسلام میں کسی مسلمان عورت کو ایک وقت میں چار شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟

پہلی دلیل :-

اگر آپ نے گزشتہ سترہ ابواب کا مطالعہ کیا ہے۔ تو یہ نکتہ واضح ہو کر آپ کے سامنے آگیا ہو گا۔ کہ اللہ نے ایک مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت کیوں عطا کی ہے۔ ایک مسلمان مرد کے لئے بیک وقت چار شادیوں کے جواز کے سلسلے میں، جو پس منظر، فلسفہ، مصلحتیں، قرآنی آیات، اور حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کو اگر ملحوظ نظر رکھا جائے تو ہر صاحب و فہم انسان خود ہی یہ بات آسانی سے سمجھ لے گا۔ کہ مسلمان عورتوں کو چار شادیوں کی بیک وقت اجازت شریعت اسلامؐ میں کیوں نہیں دی گئی ہے؟۔

ظاہر ہے یہ بالکل ہی واضح سی بات ہے۔ جس کا ثبوت گزشتہ ابواب میں تفصیل سے پیش کیا جاچکا ہے کہ عورتوں کو اللہ نے تخلیقی اعتبار سے ہر طرح مردوں کی نسبت کمزور بنایا ہے۔ اور اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور عورتوں کو صرف نسل انسانی کو آگے بڑھانے کا سبب دیا ہے۔ اور مسلمان شوہر کو مسلمان بیوی کا اللہ نے حاکم قرار دیا ہے۔ اور مسلمان بیوی کو شوہر کا ماتحت اور محکوم بنایا ہے۔ اور عام طور سے تمام عورتوں کو ناقص القوت، ناقص العبادت، ناقص العقل، ناقص الشہادت، ناقص المیراث، ضعیف القلب اور ہر اعتبار سے عورتوں کو مرد کی

نسبت کمزور بنایا ہے۔ اسی لئے اللہ نے تمام قوتوں میں کمی کی اور نقص کی وجہ سے عورت کو چار
شادیوں کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کہ اگر ایک عورت کا ایک شوہر ہوتا ہے تو بھی ایک مسلمان
بیوی اپنے شوہر کے لئے مکمل طور پر کافی نہیں ہوتی اس لئے کہ اس اکلوتی بیوی کے قدرتی مسائل
حیض، نفاس استحاضہ حمل و رضاعت وغیرہ کی رکاوٹوں کی وجہ سے اس کا شوہر زنا کی طرف مائل ہو سکتا
ہے۔ لہٰذا اگر ایک عورت کے بیک وقت چار شوہر ہوں تو وہ تمام شوہر اپنی بیوی کی شرعی رکاوٹوں کی
وجہ سے مسلسل دوسری عورتوں سے زنا کرنے پر مجبور ہونگے۔ اس لئے کہ ایک بیوی، حیض، نفاس، استحاضہ
وضع حمل، اور رضاعت وغیرہ کے ایام میں تین چار تو کیا اپنے ایک شوہر کی جانب بھی توجہ نہیں دے
سکے گی۔ اور اس طرح اگر ایک بیوی کے چار شوہر ہوں تو وہ سارے شوہر ان ایام میں زنا کا ارتکاب
کرنے پر مجبور ہونگے۔ اور اللہ کسی مکلف شخص کو مجبور ہوجانے کے بعد اس کی مجبوری کے باعث اس
کو اضطراری عمل میں سزا نہیں دیتا اس لئے کہ یہ عدل الٰہی کے خلاف ہے کہ انسان کو مجبور بھی رکھا
جائے اور اسے مستوجب سزا بھی قرار دیا جائے۔ اسی لئے اللہ نے مسلمان مردوں کی مجبوریوں کو یہ فرما
کر ختم کر دیا کہ مسلمان مرد ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتے ہیں اگر اللہ کسی مسلمان عورت کو چار
شوہر رکھنے کی اجازت دے دیتا تو سارے شوہر زنا پر مجبور ہوجاتے اور پھر وہ سارے شوہر بارگاہ الٰہی
سے مستوجب سزا قرار نہ پاتے۔ اور دنیاوی اعتبار سے بھی مسلمان معاشرہ میں شوہروں کی ان
بدکاریوں کی وجہ سے بے انتہا خرابیاں و بداخلاقیاں، برائیاں اور زنا جیسے گناہ کبیرہ جنم لیتے۔ اس لئے
اللہ نے کسی عورت کو ایک وقت میں چار شوہر یا تین شوہر یا دو شوہر رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اب
اگر خدانخواستہ کوئی عورت ایک وقت میں ایک شوہر سے زیادہ شوہر رکھے۔ تو اس عورت کا یہ عمل فعل
حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ حتیٰ کہ اللہ نے یائسہ عورت کو بھی عام مردوں کی نسبت تمام قوتوں اور
طاقتوں میں نقص اور کمی کی وجہ سے چار شادیوں کی اجازت بیک وقت نہیں دی۔ حالانکہ یائسہ
عورت ایک مخصوص عمر کے بعد ناقص العبادت نہیں رہتی (جیسا کہ گزشتہ ابواب میں بیان کیا گیا)
لیکن اس کے باوجود یائسہ عورت تو کیا اللہ نے کسی بھی عورت کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ شوہر
رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کہ جب تخلیقی اعتبار سے کوئی عورت کسی عام مرد کے مساوی اور
برابر نہیں ہو سکتی۔ تو پھر شادی کے مسئلے میں کوئی عورت کسی مرد کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟ اور جو
حق اللہ نے تزویج کے سلسلے میں مسلمان مرد کو عطا کئے ہیں۔ وہ عورت کو کیسے مل سکتے ہیں۔ لہٰذا
ثابت ہوا کہ کوئی عورت ایک وقت میں چار شادیاں نہیں کر سکتی۔

دوسری دلیل۔

قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے کہ جس میں کسی عورت کے لئے بیک وقت، دو، تین یا چار شادیوں کا جواز موجود ہو۔ جب کہ مسلمان مرد کے لئے قرآن کی متعدد آیات میں بیک وقت چار شادیوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (جیسا کہ بالتفصیل گزشتہ ابواب میں روشنی ڈالی گئی)۔

تیسری دلیل

رسول اکرمؐ کا کوئی فرمان کسی حدیث کی کتاب میں ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی عورت کے لئے چار شادیوں کو جائز قرار دیا گیا ہو۔ جب کہ مسلمان مرد کے لئے رسول اکرمؐ کے بہت سے ایسے فرامین موجود ہیں کہ جن میں مسلمان مردوں کے لئے چار شادیوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور خود رسول اکرمؐ، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، آئمۃؑ طاہرین اور دیگر ناموران اسلام کی تاریخ اسلام میں عملی مثالیں بھی موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر ناموران اسلام مردوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھیں (جیسا کہ تفصیل سے گزشتہ ابواب میں بیان کیا گیا)۔

چوتھی دلیل

مسلمانوں کے تمام فقھوں میں اتفاق رائے سے یہ مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے کہ شریعت اسلام نے ہر مسلمان مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اور مرد کے لئے اس عمل تعدد ازواج کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے کسی بھی مکتب فکر کے کسی بھی فقہ میں کسی مسلمان عورت کو ایک وقت میں چار شادیوں کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ حالانکہ فقہ اسلام میں امکان پر بحث کی جاتی ہے۔ تو چونکہ اس طرح کی کوئی بحث کسی مسلک کی فقہ میں نہیں ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ شریعت اسلام میں اس بات کو ناممکن اور ناقابل بحث قرار دیا گیا ہے۔ اور کسی بھی مسلمان عورت کے لئے ایک وقت میں کسی بھی صورت میں دو، تین یا چار شادیاں جائز نہیں قرار دی گئی ہیں۔ حتی کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک کسی الہامی مذہب یا غیر الہامی مذہب، دنیاوی قانون یا دینی قانون، مہذب معاشرہ یا غیر مہذب معاشرہ میں بھی کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں پیش کی جا سکتی کہ کبھی کسی معاشرہ یا قانون نے ایک عورت کو بیک وقت ایک سے زیادہ مردوں سے شادی کی اجازت دی ہو۔

پانچویں دلیل

حضرت علیؑ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے سوال کیا۔ یا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ اللہ نے مرد کی طرح عورت کو چار شادیوں کی اجازت نہیں دی۔

تو حضرت علیؑ نے اس عورت کو حکم دیا کہ چار مرغی کے انڈے باری باری توڑ کر پیالے میں ڈال دو۔ اور پھر ان انڈوں کی سفیدی اور زردی کو آپس میں اچھی طرح پھینٹ لو۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ تو پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اب ایک ایک کر کے ان انڈوں کو اس پیالے سے نکالو اور پہچان کر بتاؤ کہ کس انڈے کی کون سی زردی اور سفیدی ہے؟۔ اس عورت نے عرض کی یا امیر المومنین۔ یہ تو ممکن نہیں ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے ایک عورت کو ایک وقت میں چار مردوں سے شریعت اسلام میں شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ اگر ایک عورت ایک وقت میں چار مردوں سے شادی کر لے تو یہ پہچان ناممکن ہو جائیگی کہ کون سے مرد کا کون سا بچہ ہے اور حسب و نسب کا تعلق چونکہ اللہ نے مرد کی نسبت سے رکھا ہے اس لئے حسب و نسب معلوم نہ ہو سکے گا۔

چھٹی دلیل

چونکہ اللہ نے مسلمان شوہر کو مسلمان بیوی کا حاکم قرار دیا ہے (جیسا کہ گذشتہ ابواب میں بیان کیا جاچکا) اسلئے اگر بالفرض خدانخواستہ کوئی مسلمان عورت ایک وقت میں دو، تین یا چار مسلمان مردوں نکاح کر لے تو اول تو اسکا دوسرا تیسرا اور چوتھا نکاح شریعت اسلام کی رو سے اور تمام مکاتب مسلمہ کی تمام فقہوں کے بیان کردہ مسائل کی روشنی میں باطل ہو جائیگا اس لئے کہ عورت نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی۔ حتیٰ کہ وہ مطلقہ اور بیوہ عورتیں بھی عدت گزارنے کے بعد نکاح کر سکتی ہیں اور دوئم یہ کہ اگر خونخواستہ ایک مسلمان عورت چار شادیاں کر لے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اس عورت نے اپنے چار حاکم بنالئے تو وہ کس کس کا حکم مانے گی۔ (اسلئے کہ شوہر کو قرآن میں "الرجال قوامون علی النسا" مسلمان بیوی کا حاکم قرار دیا گیا ہے) اگر چاروں شوہر ایک دوسرے سے متضاد اور مختلف حکم دینے لگے تو بیوی کس شوہر کے حکم پر عمل کرے گی۔ جب کہ مسلمان بیوی پر اپنے شوہر کی جائز اور مباح کاموں میں اطاعت فرض ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان بیوی چار شوہروں کی اطاعت نہیں کر سکتی۔ اسلئے کہ حاکم ایک ہو سکتا ہے۔ ایک وقت میں کسی کے بھی دو حاکم نہیں ہو سکتے۔ ایک مملکت کے ایک وقت میں دو حاکم نہیں ہو سکتے (تو پھر اختیارات میں توازن کیسا؟) کس بھی ملک کا دراصل ایک وقت میں ایک ہی حاکم ہوتا ہے اور اللہ نے کبھی بھی حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک ایک

وقت میں ایک زمانے میں دو نبی بیک وقت نہیں رکھے۔ جب ایک نبی دنیا سے رخصت ہوجاتا تھا تو دوسرا نبی اعلان نبوت کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ نے قرآن میں یہ بھی دلیل دے دی کہ عالمین کا ایک ہی خدا ہوسکتا ہے اگر دو خدا ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ تو جب ایک وقت میں ایک ملک میں دو حاکم نہیں ہوسکتے ایک وقت میں دو نبی نہیں ہوسکتے۔ کائنات کے دو خدا نہیں ہوسکتے۔ تو پھر خدانخواستہ ایک مسلمان بیوی کے دو، تین یا چار شوہر ایک وقت میں کیسے ہوسکتے ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اتنا زیادہ واضح ہے۔ کہ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے کہ ہر تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان اس بات کو خود بآسانی سمجھ سکتا ہے اور گذشتہ سترہ ابواب کی تفصیلی بحث کے بعد تو اس مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے کہ گذشتہ ۱۷ ابواب کی تفصیلی بحث میں جو وجوہات، مصلحتیں، فلسفے قرآنی آیات اور فرامین رسولؐ مرد کی چار شادیوں کے بیک وقت صحیح ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ وہی تمام متذکرہ دلائل اور ثبوت مسلمان عورت کی چار شادیاں نہ کرنے کے جواز کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔

”انیسوں باب“

”اللہ نے ملت مسلمہ کو کثرت اولاد کی تاکید فرمائی ہے“

قرآن مجید کے سورۃ انعام۔ ۶ سورۃ۔ ۱۵۱ ویں آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔

ولا تقتلوا - - - - - - - - - - - - - - اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ
- - - - - - - - - - - - - - - کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان (تمہاری
- - - - - - - - - - - - - وایاہم اولاد کو بھی) کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل - ۱۷ سورۃ - ۳۱ آیت۔

ولا تقتلوا اولادکم - - - - - - - - - - - - اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالا
- - - - - - - - - - - - - - - کرو۔ ہم ہی انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ہم ہی
- - - - - - - - - - - - - - - تمہیں رزق دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا مار ڈالنا بہت
- - - - - - - - - - - - - - - کان خطاً کبیرا بڑی خطا ہے۔

سورۃ انعام۔ ۶ سورۃ۔ ۱۴۰ آیت۔

قد خسر الذین - - - - - - - - - - - - - بے شک وہ لوگ گھاٹے اور نقصان

- - - - - - - - - - میں رہے جنہوں نے اپنی اولاد کو بے جانے
- - - - - - - - - - بوجھے بے وقوفی سے قتل کر ڈالا اور جو رزق اللہ
- - - - - - - - - - نے ان کو دیا تھا اس رزق کو خدا پر افترا باندھ کر
- - - - - - - - - - حرام کر دیا۔ بیشک وہ گمراہ ہوگئے۔ اور ہدایت
- - - - - - - قد ضلوا وما کانوا مھتدین یافتہ نہ رہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ نے صاحبان ایمان کو سختی سے منع فرمایا ہے کہ رزق کی کمی اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اسی مضمون کی آیات موجود ہیں۔ کہ ہر شخص اپنے حصہ کا روزق لے کر آتا ہے۔ اور کوئی شخص کسی کا حصہ رزق نہیں کھاتا۔ سورۃ نحل ۷۱ آیت، سورۃ ہود کی ۶ آیت، سورۃ بنی اسرائیل کی ۳۰ آیت، سورۃ عنکبوت کی ۶۰ آیت، سورۃ حجر کی ۲۰ آیت اور دیگر آیات میں اللہ نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ اے انسانو! تم رازق نہیں ہو بلکہ ہر زمین پر چلنے والے کے رزق کی ذمہ داری اللہ کی ہے۔ تو جب کوئی انسان کسی انسان کا رازق نہیں ہے بلکہ رازق خدا ہے۔ اور والدین تو اولاد کے لئے اللہ کی طرف سے ان کے رزق کے امانت دار اور وسیلہ ہیں۔ تو پھر انسان نہ جانے کیوں اپنی غربت و افلاس کو جواز بنا کر محدود اولاد کا خواہاں رہتا ہے اور خاندانی منصوبہ بندی اور نہ جانے کیا کیا طریقے اختیار کرتا ہے۔ تاکہ اولاد محدود رہے۔ اور اگر انسان اپنی بیوی کی کمزوری کو جواز قرار دے تو بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ صحت اور کمزوری من جانب اللہ ہے۔ اور اگر مسلسل اولاد سے بیوی کی جان کے خطرہ کو جواز قرار دے تو بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ زندگی اور موت تو قبضہ قدرت الٰہی میں ہے۔ جب اللہ نے عورتوں کو مسلسل تولد اولاد کی صلاحیت عطا کی ہے۔ تو اس سلسلے میں حائل تمام خطرات سے نمٹنے کی قوتیں بھی جسمانی طور پر عورت میں ودیعت کی ہوں گی اگر ایسا نہ ہوتا تو نعوذ باللہ خدا عادل نہ رہتا اس لئے انسان کو تولد اولاد کے سلسلے میں عورت کی موت سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہر ایک کی موت اور زندگی کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ بلکہ اگر عورت کو مصنوعی طریقوں سے اولاد سے روکنے کی کوشش کی گئی جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے تو عورت کو امراض لاحق ہونے کا خطرہ ہے اس لئے قدرتی معاملات میں غلط دخل دینے سے نقص لازم آتا ہے۔

سورۃ انعام کی ۱۵۱ ویں آیت اور سورۃ بنی اسرائیل کی ۳۱ ویں آیت میں جو اللہ نے فرمایا کہ تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اس کا مطلب و مفہوم واضح ہے کہ اللہ کسی مومن کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی زندہ اولاد کو قتل کرے اب چاہے وہ زندہ اولاد رحم مادر میں ہو یا نطفہ ہو یا مضغہ ہو یا علقہ ہو یا منصہ شہود پر آچکی ہو۔ سورۃ بقرۃ۔ ۲ سورۃ۔ ۲۲۳ آیت میں اللہ نے

فرمایا۔ نساء کم حرث لکم ۔ کہ تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی ہیں۔ ظاہر ہے کھیتی وہ ہوتی ہے کہ جس میں بیج ڈال کر فصل پیدا کی جائے۔

تو یقیناً ایسا انسان اللہ کا بڑا ناشکرا ہے۔ کہ جو اپنی اولاد کو محدود کرنے کی کوشش کرے۔ اسی لئے رسول اکرمؐ کے کئی فرامین میں سے ایک بڑا موثق فرمان یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ تناکحوا و تناسلوا و تکثروا، فانی اباھی بکم الامم یوم القیامتہ ولو بالسقط ۔ کہ اے مسلمانو! آپس میں نکاح کرو۔ اور اولاد کثرت سے پیدا کرو۔ تاکہ میں یوم قیامت تمام سابق امتوں میں فخر کر سکوں کہ میرا امت کی تعداد بھی سب امتوں سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ہمیں رسول اکرم کی جانب سے اولاد کی کثرت کے سلسلے میں کی گئی تاکید کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

اگر انسان یہ اعتراض کرے کہ آج کے دور میں عورت اپنی صحت کی وجہ سے زیادہ اولاد کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر رسول اکرمؐ کی جانب سے اولاد کی کثرت کے سلسلے میں کی گئی تاکید کو ملحوظ رکھا جائے تو کثرت اولاد کے بارے میں رسول کے فرمان پر اس طرح عمل ہو سکتا ہے۔ کہ ہر مسلمان مرد چار شادیاں ایک وقت میں کرے تاکہ ہر بیوی سے زیادہ سے زیادہ اولاد ہو سکے اور اس طرح جو عورتیں بغیر شادی کئے۔ رشتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، بغیر اولاد کے اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ ان کی بھی شادیاں آسانی سے ہو سکیں۔ اور ان کا بھی دنیا میں کوئی نام لیوا رہ سکے۔

کثرت اولاد کی جب بھی بات کی جاتی ہے تو عام طور سے دو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ پہلا اعتراض یہ کہ غربت و افلاس کے باعث معاشرہ کے ہر فرد کو اولاد محدود رکھنی چاہیئے۔ اس کا جواب تو دیا جا چکا کہ سب کا رازق اللہ ہے اور سب اپنے اپنے نصیب کا رزق لے کر اس دنیا میں آتے ہیں اور کوئی کسی کی تقدیر کا نہیں کھاتا۔ اور دوسرا اعتراض عام طور سے یہ کیا جاتا ہے کہ زیادہ بچوں کی تعلیم و تربیت صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ اعتراض اور دلیل بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ اسکول کالجز یونیورسٹی میں ایک ایک کلاس میں ۱۰۰ ۔ ۱۰۰ طلباء بھی ہوتے ہیں۔ پھر بھی ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ان کو ان اداروں میں داخل کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا بچوں کی کثرت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل مسئلہ تربیت کرنے والوں کا ہے کہ وہ کس انداز سے بچوں کی تربیت کرتے ہیں۔ اور اسلامی اقدار پر انہیں کس طرح گامزن کرتے ہیں۔ اور اس تربیت میں خود بچوں کی صلاحیت قبول کا بھی عمل دخل ہے کہ وہ کس طرح اچھائیوں کو اپناتے ہیں۔

بہرحال اسلام نے مسلمانوں کو کثرت اولاد کی تلقین کی ہے۔ اور رسول اکرمؐ، آئمۂ طاہرین، خلفاء راشدینؓ اور ناموران اسلام نے ہمیں اس کا عملی درس دیا ہے۔ ہمارے آئمتہ

طاہرینؑ کی اولاد خلفاء راشدینؓ کی اولاد اور ناموران اسلام کی اولاد، تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ بڑی کثرت سے تھی (جس کا تذکرہ پندرھویں باب میں کیا گیا) اور ان حضرات نے غربت و افلاس میں بھی اپنی اولاد کا رازق حقیقی اللہ ہی کو سمجھا۔

اگر ہم کثرت اولاد کے فلسفہ کو سمجھ لیں اور اس پر عمل کریں تو دنیا میں ہماری افرادی قوت سب سے زیادہ ہو جائیگی اور جب افراد زیادہ ہونگے تو ان میں سے باصلاحیت افراد بھی نکل کر منظر عام پر زیادہ آئیں گے اور اس طرح ہم اس دنیا میں ترقی کی منازل بھی جلد طے کر سکیں گے۔ یہ تو مسلمانوں کی دشمن اقوام کی مسلمانوں سے دشمنی ہے کہ مسلمانوں کو محدود اولاد کی تلقین کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں ہر طرح کی امداد دی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان دنیا میں تعداد، قوت طاقت، اور صلاحیتوں کے اعتبار سے ہمیشہ کم رہیں۔ اور کبھی بھی غیر مسلم قوموں کے مقابلے میں نہ آسکیں۔ اور اس طرح غیر مسلم قومیں ہمیشہ مسلمانوں پر حکمرانی کرتی رہیں براہ کرم مسلمان اس نکتہ پر غور کریں اور اسلام کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے کثرت اولاد کی راہیں اختیار کریں۔ تاکہ مسلمان دنیا اور آخرت میں کامیاب اور کامران رہ سکیں۔

"بیسواں باب"

"عورتوں کے لئے پردہ کے اسلامی احکامات"

قرآن مجید، سورۃ نور۔ ۲۴ سورۃ۔ ۳۰۔ ۳۱ آیت میں اللہ نے فرمایا۔

قل للمومنین یغصنوا -

اے رسولؐ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور اے رسولؐ مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے جو اس میں سے خود قدرتی طور پر ظاہر ہو اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی چادریں اوڑھنیاں ڈالے رکھا کریں۔ اور

---------------- اپنا بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے
---------------- اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ داداؤں کے یا
---------------- اپنے خاوند کے باپ داداؤں کے یا اپنے بیٹوں
---------------- کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں کے یا
---------------- اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے
---------------- بیٹوں کے یا اپنی جیسی عورتوں کے یا ان لونڈیوں
---------------- کے جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہیں۔ یا
---------------- مردوں میں سے ان نوکروں کے جن کو عورتوں
---------------- کی حاجت نہیں یا ان نابالغ لڑکوں کے جو ابھی
---------------- تک عورتوں کے پردہ کی باتوں سے واقف نہیں
---------------- ہوئے ہیں۔ اور عورتیں اپنے پاؤں اس لئے
---------------- زمین پر مار کر (اترا) کر نہ چلیں کہ ان کا بناؤ
---------------- سنگھار جسے وہ چھپائے ہوتی ہیں۔ ظاہر ہوجائے۔
---------------- اور اے ایمان والو! تم سب اکٹھے اللہ کی بارگاہ
لعلکم تفلحون -------- میں توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

قرآن مجید سورۃ نور، ۲۴ سورۃ۔ ۵۹، ۶۰ آیات میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

واذا بلغ الاطفال ---------- ترجمہ! "اور تم میں سے بچے جب بالغ
---------------- ہوجائیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اسی طرح آنے کی
---------------- اجازت طلب کریں جس طرح وہ لوگ جو ان
---------------- سے پہلے تھے اجازت طلب کرتے تھے۔ اسی
---------------- طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا
---------------- ہے۔ اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا
---------------- ہے۔ اور عورتوں میں سے بڑی بوڑھیاں جو
---------------- نکاح کی امید نہیں رکھتیں۔ پس اگر وہ اپنے
---------------- ایسے کپڑے (نقاب چادر وغیرہ) اتار دیا کریں
---------------- اور اپنی زیب و زینت ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں
---------------- تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر وہ اس سے بھی

- - - - - - - - - - بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب
- - - - - - - - - - واللہ سمع علیم کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"
قرآن مجید، سورۃ احزاب ۳۳ سورۃ۔ ۵۹ آیت میں اللہ نے فرمایا:
یا ایہا النبی قل - - - - - - - - - - ترجمہ! "اے نبیؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں،
- - - - - - - - - - نواسیوں، مومنوں کی عورتوں کو حکم دے دو کہ
- - - - - - - - - - جلا بیبھن وہ اپنے اوپر بڑی بڑی چادریں ڈال لیں"۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی آنکھوں کو نیچا رکھا کریں۔ یعنی نامحرموں کی جانب سے نہ دیکھا کریں۔ یعنی اگر کسی مرد کی نظر کسی نامحرم عورت کی طرف راستے میں یا کہیں اٹھ جائے تو فوراً وہاں سے نظر ہٹالے۔ اس لئے کہ آج کے اس بے پردہ دور میں یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کہ کسی نامحرم سے اپنی نگاہوں کو بچایا جائے۔ لیکن طریقہ کار یہ ہے کہ نامحرم عورتوں کے نظر آتے ہی اگر ان پر اچٹتی ہوئی نظر پڑ جائے۔ تو آدمی فوراً نظر ہٹالے یا نظر نیچی کرلے۔ اور دوبارہ نظر نہ ڈالے۔ اور نہ ہی نظر جما کر دیکھے۔ کسی مسلمان عورت کو بغیر شہوت کی نظر کے بھی اسلامی فقہوں کے مطابق نہیں دیکھا جاسکتا۔ جبکہ غیر مسلم عورتوں کو بغیر شہوت کی نظر کے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جہاں تک شہوت کی نظر سے دیکھنے کا تعلق ہے وہ تو کسی جامد شئے کو بھی بنظر شہوت دیکھنا اسلام میں ناجائز اور ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

کیا نامحرم کی متحرک تصاویر دیکھنی جائز ہیں؟

یہ جو متحرک تصویریں نامحرموں کی، ٹی وی ویڈیو وغیرہ پر نظر آتی ہیں ان کو نظر شہوت سے دیکھنا تو کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان نامحرم عورتوں یا مردوں کی تصاویر جو ٹی وی وغیرہ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور جن سے رابطہ میل جول ممکن نہ ہو اور جن تک پہنچ یا تو ناممکن ہو یا جن تک پہنچ مشکل ترین امر ہو۔ ان نامحرموں مردوں اور عورتوں کی متحرک تصاویر ٹی وی ویڈیو وغیرہ پر اسلامی فقہ کے مطابق دیکھنی جائز ہیں۔ مثلاً ایسے نامحرموں کی متحرک تصاویر کہ جن کا انتقال ہو گیا ہو دیکھنی جائز ہیں۔ یا مثلاً امریکن فلموں میں ایسے نامحرم مردوں اور عورتوں کی متحرک تصاویر جن کا انتقال ہو گیا ہو، یا اس شخص کے لئے جس کے لئے امریکہ جانا ایک مشکل ترین مرحلہ ہو۔ یا پھر ان نامحرموں سے رابطہ مشکل ہو۔ ان نامحرموں کی متحرک تصویریں دیکھنا ایسے شخص کے لئے جائز قرارر دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ وہ متحرک تصویریں بے ہودہ فحش اور عریاں نہ ہوں بلکہ ان متحرک تصویروں میں کوئی ثقافت تہذیب، یا کوئی اور سبق آموز باتیں بتائی گئی ہوں تو ان نامحرم متحرک تصویروں کو دیکھنا جائز ہے۔

اس لئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں زندہ مجسم مردوں اور زندہ مجسم عورتوں کی طرف دیکھنے کو منع کیا گیا ہے اور ظاہر ہے متحرک تصاویر میں وہ نامحرم مرد یا عورتیں زندہ اور مجسم سامنے نہیں ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ زندہ مجسم نامحرم مردوں یا عورتوں کو دیکھنے کی ممانعت کا پس منظر فلسفہ یہ ہے کہ نامحرم کو مجسم اور زندہ دیکھنے سے نگاہوں کے ذریعے گناہ کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں جہاں گناہ کا امکان پیدا ہو۔ اس امر اور سبب کی ممانعت کر دی جاتی ہے اسی لئے مجسم نامحرم مردوں اور عورتوں کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن متحرک نامحرم تصاویر کی طرف بعض شرائط کے تحت دیکھنا جائز ہے۔

مذکورہ بالا قرآن مجید کے سورۃ نور کی ۳۱، ۵۹ اور ۶۰ آیات میں اللہ نے عورتوں کے لئے خصوصیت سے پردہ کے احکامات بیان فرمائے ہیں کہ عورتیں اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ نامحرم مردوں کی جانب اگر اس کی نظریں اٹھ جائیں تو فوراً اپنی نظریں نیچی کر لیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنا بناؤ سنگھار یعنی مہندی، لباس، سرمہ، انگوٹھی، کنگن، چوڑیوں وغیرہ کو نامحرموں کی نگاہوں سے بچائیں اور یقیناً جب عورتوں کے لئے ایسی باتوں کے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے تو پھر اس امر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ عورتیں ایسے لباس زیب تن کریں کہ جس لباس کے پہننے سے عورتوں کے جسم کے حصوں کے نشیب و فراز کی نمائش ہوتی ہے۔ اس طرح کا لباس مسلمان اور مومنہ عورتوں کے لئے پہن کر نامحرموں کے سامنے جانا حرام ہے۔

ہاں البتہ عورتوں کے لئے ہر طرح کا بناؤ سنگھار ہر طرح کا لباس اور ہر قسم کی زیب و زینت اپنے شوہر کے لئے کرنا جائز ہے۔ شریعت اسلام میں ایسا بناؤ سنگھار کرنا جائز ہی نہیں بلکہ اپنے شوہر کے لئے ایسا بناؤ سنگھار کرنا عورت پر لازم ہے۔ اس کے علاوہ اللہ نے صرف اس حسن کے ظاہر کرنے کی عورت کو اجازت دی ہے کہ جو حسن قدرتی طور پر خود ہی ظاہر ہو جائے۔ یعنی کسی عورت کے چہرہ وغیرہ میں حسن ہی اتنا ہو کہ بناؤ سنگھار اور میک اپ کے بغیر ہی اس سے قدرتی طور پر حسن جھلک رہا ہو۔ اور چہرہ کے خد و خال سے کشش قدرتی طور پر ظاہر ہو رہی ہو تو اس معاملہ میں اللہ نے عورت کو اجازت دی ہے اس لئے کہ یہ عورت کی مجبوری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عورت کو سختی سے تاکید ہے کہ وہ اپنے سر اور گریبانوں پر چادر یا اوڑھنی ڈالے رکھیں۔

عورت کے لئے نامحرم سے پردہ کرنے کی حد کیا ہے؟

مسلمان عورت اپنے جسم کے جو اعضاء نماز ادا کرتے وقت اللہ کے حضور کھلے رکھتی ہے ان اعضاء کو نامحرم مردوں کے سامنے کھلا رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے یعنی چہرہ کا پردہ مسلمان عورت کے

لئے فرض اور واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ بالوں کا کھلا رکھنا اور نامحرم کو دکھانا کسی بھی طریقے سے
اسلام میں جائز نہیں ہے اس لئے کہ بال نماز میں ڈھکنے کا حکم ہے اور عورت کے لئے نماز میں چہرہ
کھلا رکھنے کا حکم ہے۔

ہاں البتہ اگر اپنے چہرہ اور جسم کے سارے اعضاء اور حصوں کو نامحرم مردوں سے چھپالے
اور پوشیدہ کرلے تو یہ بات عورت کے لئے بڑے تقویٰ کی بات ہے اور اسے شریعت اسلام میں
مسلمان عورت کے لئے انتہائی مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ لفظ عورت کے عربی لغت میں جو معنی ہیں "شرم وحیا کی جگہ یعنی
لغوی اعتبار سے عورت کا پورا جسم شرم وحیاء کا مقام قرار دیا جاتا ہے" تو اگر عورت اپنے سارے جسم
کے حصوں کو نامحرم سے پوشید رکھے تو یہ بات مسلمان عورت کے لئے زیادہ مستحسن اور باعث ثواب
ہے بلکہ حضرت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا ایک فرمان پردہ کے سلسلے میں یہاں تک ملتا ہے کہ آپ
جناب فاطمہ زہرہؑ نے فرمایا کہ "مسلمان عورت کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کی آواز بھی
نامحرم مردوں کے کان تک نہ پہنچے"۔

بہرحال مسلمان عورت پر چہرہ کا پردہ فرض نہیں ہاں البتہ اپنے بالوں کو نامحرم سے چھپانا
فرض ہے۔ اس لئے مسلمان عوت کو چاہئے کہ اپنے بالوں کو ہر حال میں نامحرم مردوں سے
چھپائے۔ اور سارے جسم کے اعضاء کو نامحرم مردوں سے پوشیدہ رکھے۔ سوائے جسم کے ان حصوں
کے کہ جنہیں اللہ نے نماز میں کھلا رکھنے کی اجازت عطا کی ہے۔ عورتوں کو پردہ کرانے میں سب سے
زیادہ بنیادی کردار مسلمان مرد ادا کرسکتے ہیں کہ مرد حضرات اپنی متعلقہ خواتین کو پردہ کی تلقین کریں
اور مرد حضرات اپنی بیویوں کو خصوصاً پردہ کرنے کا حکم دیں۔ اس لئے کہ شریعت اسلام کی رو سے
بیوی مسلمان شوہر کی ماتحت اور محکوم ہوتی ہے۔

پھر اگر شوہر کے حکم پردہ کے باوجود اس کی بیوی پردہ نہیں کرے گی تو وہ اللہ کی نافرمانی پر بھی
گناہگار ہوگی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے بھی گناہ گار ہوگی اور مستوجب سزا ہوگی۔ (ایک
جملہ معترضہ اس مقام پر لکھنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے) کہ عجیب بات ہے کہ مسلمان مرد
مسلمان عورتوں کو تو پردہ کی تلقین کرتے ہیں۔ پردہ کا حکم دیتے ہیں لیکن خود ڈاڑھی نہیں رکھتے۔
حالانہ داڑھی کا منڈوانا ہر مسلمان فقہ میں فعل حرام ہے۔ تو مسلمان عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ
نامحرموں سے پردہ کریں اور مسلمان مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ داڑھی رکھیں۔ یعنی جس
طرح مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح مسلمان مردوں کے لئے ڈاڑھی رکھنا
لازم ہے۔

عورتوں کے لئے نامحرم کون ہیں؟

سورۃ نور کی ۳۱ ویں آیت میں اللہ نے سوائے مندرجہ ذیل افراد کے تمام کو نامحرم قرار دیا ہے۔ اللہ نے اس مقام پر فرمایا کہ سوائے شوہروں، یا اپنے باپ دادوں یا اپنے شوہروں کے باپ دادوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے سگے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی جیسی عورتوں، یا ان کنیزوں کے جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں یا مردوں میں سے ان ملازموں کے جنہیں کسی بھی وجہ سے عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی، یا ان نابالغ لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کے پردے کے معاملات سے واقف نہیں، ان تمام متذکرہ افراد کے علاوہ باقی تمام مردوں سے پردہ کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان حضرات کے سوا سب کو نامحرم قرار دیا ہے مختصر یہ کہ جس سے نکاح کرنا کسی عورت کے لئے جائز ہو اس سے پردہ کرنا عورت کے لئے فرض ہے اور وہی نامحرم کہلاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سورۃ نور کی اس آیت میں (۳۱ ویں آیت) میں اللہ نے یہ بھی عورتوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ عورتیں بناؤ سنگھار کر کے زمین پر اتراتی ہوئی اٹھلاتی ہوئی نہ چلیں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار، زیب و زینت اور میک اپ کو نامحرموں سے چھپائیں اور اس زیب و زینت پر کسی نامحرم کی نظر نہ پڑنے دیں۔

خواتین جتنی عمر رسیدہ ہوتی جاتی ہیں پردے کے احکام نرم ہوتے جاتے ہیں

سورۃ نور کی ۵۹ اور ۶۰ آیات میں اللہ نے عورتوں کے لئے مزید پردے کے احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نابالغ بچے جب بالغ ہو جائیں تو وہ بھی اجازت طلب کر کے کسی محرم یا نامحرم کے گھر میں داخل ہوں اور اس کے بعد اللہ نے عورتوں کے پردے کے سلسلے میں کچھ رعایتوں کا ذکر کیا۔ سورۃ نور کی ۶۰ ویں آیت میں فرمایا "ایسی عمر رسیدہ بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ایسی بوڑھی خواتین جنہیں نکاح کی رشتہ کی امید نہ رہی ہو۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ اگر وہ اپنی چادر یا نقاب وغیرہ اتار دیں تو ان پر گناہ نہیں ہے۔ یعنی اس آیت کا مطلب یہ واضح ہوا کہ خواتین جتنی عمر رسیدہ ہوتی جاتی ہیں۔ شریعت اسلام میں ان کے لئے اتنے ہی پردہ کے احکامات نرم ہوتے جاتے ہیں۔ یعنی اللہ نے سورۃ نور میں اس مقام پر فرمایا ہے کہ "ایسی عمر رسیدہ عورتوں سے پردہ ساقط ہے" لیکن ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرما دیا کہ "اگر یہ بوڑھی عورتیں بھی پردہ کریں تو ان کے حق میں بہت ثواب اور اجر ہے" یعنی جیسے جیسے عورتوں کی عمریں بڑھتی جاتی ہیں اللہ

پردے کے احکامات میں نرمی کرتا جاتا ہے۔ اگرچہ متقی عورتوں کے لئے پھر بھی اللہ کی نظر میں مناسب امر یہ ہے کہ وہ پھر بھی پردہ کریں لیکن آج کے مسلمان معاشرہ میں معاملہ بالکل ہی برعکس نظر آتا ہے۔ یعنی بوڑھی عورتیں تو چار چار نقابیں ڈالے اور خوب چادریں اوڑھے اور پہنے پھرتی ہیں۔ اور جوان مسلمان لڑکیاں بے پردہ اور بے حجاب نظر آتی ہیں۔ للعجب ثم العجب

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ اللہ تمام مسلمان عورتوں کو نامحرم سے پردہ کرنے کی توفیق عطا کرے اور ساتھ ہی دعا ہے کہ تمام مسلمان مردوں کو بھی داڑھی رکھنے کی اللہ توفیق عطا فرمائے۔
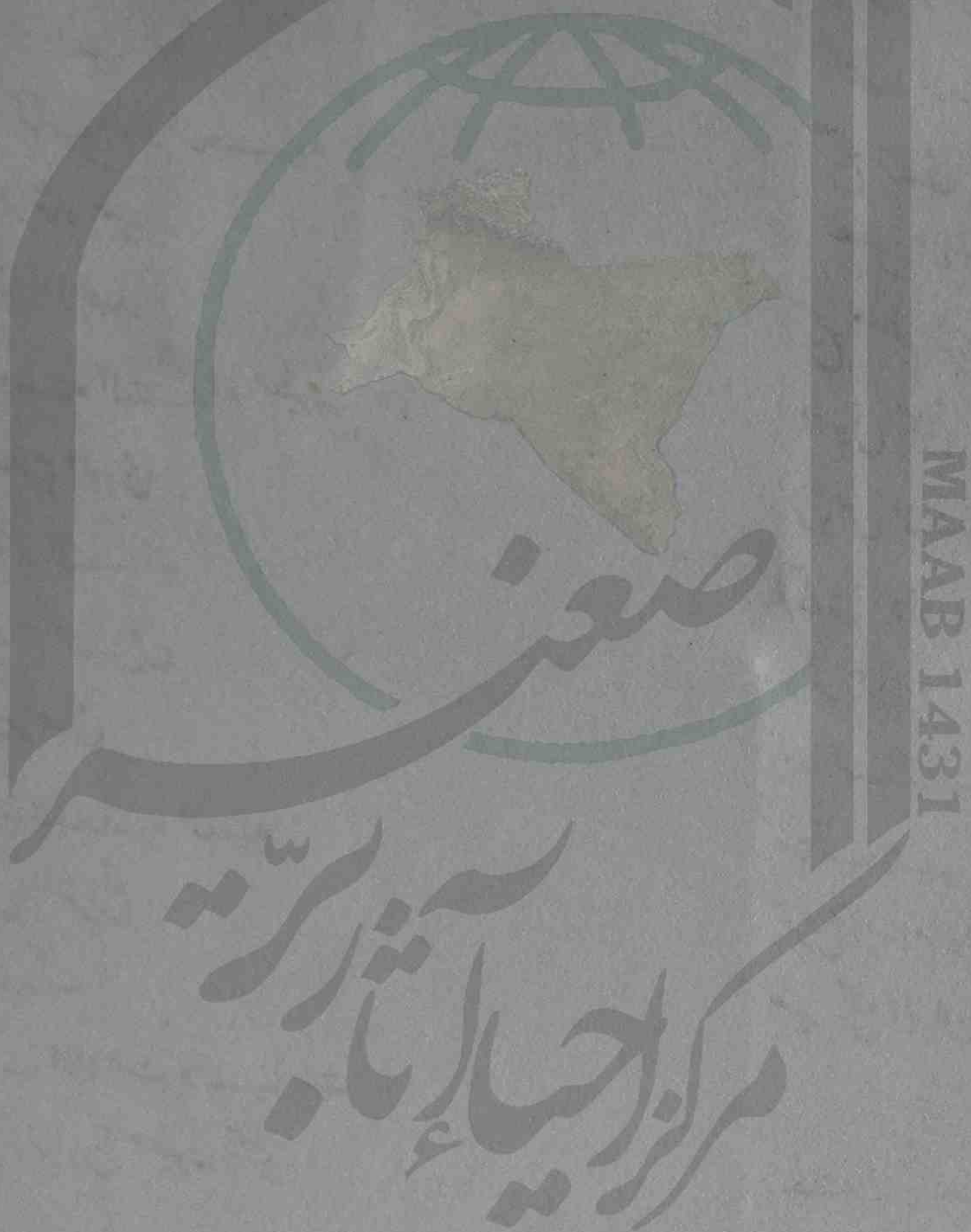
ماخذ

قرآن مجید
صحیح بخاری شریف
تاریخ طبری مطبوعہ مصر
صواعق محرقہ
کتاب انوار الحسینیہ
ارشاد مفید
نور الابصار
روضتہ الشہداء مطبوعہ لکھنؤ
اعلام الوری
انوار النعمانیہ
معالم التنزیل
تفسیر صافی
من لایحضرہ الفقیہ
علل الشرائع
مستدرک
کتاب الامامت والسیاست
ناسخ التواریخ مطبوعہ بمبئی

تاریخ کامل
ارجح المطالب
دمعہ ساکبہ
کشف الغمہ
صحیح ترمذی شریف
قصص الانبیاء
صحیح مسلم شریف
اصول کافی
ریاض النضرۃ
تاریخ ابوالفداء
ذکر عباس
مطالب المسئول
مناقب شہر آشوب
تاریخ اسلام ذاکر حسین جلد نمبرا
تفسیر مجمع البیان

رحلتہ ابن جبیر اندلسی